علامہ عمر بن محمد عارف محدث گجراتی مدنی علیہ الرحمہ کی مایۂ ناز کتاب

"منہل الصائمین و معراج المخلصین" کا سلیس، رواں اور بامحاورہ اردو ترجمہ

ترجمہ و تحقیق و تحشیہ

محمد رئیس اختر مصباحی بارہ بنکوی

ناشر

جماعت رضائے مصطفیٰ، یو۔کے

بفیض روحانی امام الائمہ، کاشف الغمہ امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ والرضوان

نام کتاب: منہل الصائمین و معراج المخلصین
مصنف: حضرت علامہ شیخ عمر بن محمد عارف نہروالی، مدنی علیہ الرحمہ
اردو ترجمہ و تحشیہ: انوار رمضان
مترجم و محشی: محمد رئیس اختر مصباحی، بارہ بنکوی
نظر ثانی و اصلاح: ادیب اسلام حضرت مولانا نفیس احمد مصباحی
شیخ الادب جامعہ اشرفیہ مبارک پور
تحریر و اہتمام: حضرت مولانا نظام الدین مصباحی بولٹن، یو-کے
تزئین: محمد زاہد اختر مصباحی، مبارک پور
اشاعت اول: ۲۰۲۱/۱۴۴۲
صفحات: ۲۰۰
ناشر: جماعت رضائے مصطفی یو-کے

ملنے کے پتے:

دہلی: خواجہ بک ڈپو، مٹیا محل، جامع مسجد دہلی ٦
مبارک پور: المجمع الاسلامی، ملت نگر، مبارک پور
مصباحی اکیڈمی، مبارک پور
حافظ ملت بک ڈپو، مبارک پور
ممبئی: نیو سلور بک ایجنسی، محمد علی روڈ، بھنڈی بازار، ممبئی

فہرست

عرض مترجم

حضرت علامہ شیخ عمر بن محمد عارف محدث نہروالی مدنی بارہویں صدی ہجری کے جلیل القدر علمائے کرام میں سے ہیں۔ ان کے خاطر خواہ حالات زندگی کسی کتاب میں نہیں ملتے، ادیب اسلام حضرت مولانا نفیس احمد مصباحی، شیخ الادب جامعہ اشرفیہ مبارک پور دام ظلہ "الفیض النبوی" کے مقدمے میں لکھتے ہیں:

لم نعثر له على ترجمة مستفيضة في أي كتاب، رغم أني بذلت جهودا خارقة للعثور عليها، و طالعت عشرات من كتب التاريخ والتراجم باحثا عنها.

یعنی میں نے بڑی محنت و کوشش کی اور تاریخ و تراجم کی دسیوں کتابوں کا مطالعہ کیا اس کے باوجود کسی کتاب میں ان کے تفصیلی حالات نہ مل سکے۔

اپنی کتاب الفیض النبوی کے شروع میں خود علامہ عمر بن محمد عارف علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

مالكه و جامعه عمر بن محمد عارف عبد الغفور جمال تاج خان النهروالي مولدا، والمدني موطنا.

یعنی اس کتاب کے مالک اور مرتب عمر بن عارف نہروالی مولدا، مدنی موطنا ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی ولادت گجرات کے شہر نہروالہ میں ہوئی تھی جو اب "فتن" کے نام سے موسوم ہے، پھر نہروالہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تھے۔

عمر رضا کحالہ معجم المؤلفین میں لکھتے ہیں:

شیخ عمر مدنی ۱۱۲۶ھ/۱۷۱۴ء میں باحیات تھے، ان کی کتاب "مشرع العطشان" فن

حدیث میں ہے جس کی تالیف سے ۱۱۲۶ھ میں فارغ ہوئے۔(معجم المؤلفین، ج:۷، ص:۳۲۰)

ان کے اساتذہ میں صرف شیخ ابوالحسن بن عبدالہادی سندھی کا تذکرہ ملتا ہے۔

ان کے تلامذہ میں صرف "حلاوۃ العارفین في زاد العاشقین" کے مصنف شیخ عبد الغنی پٹنی اور قطب پٹن شیخ جمال الدین علیہ الرحمہ کے اسما معلوم ہوسکے ہیں۔

(مقدمہ الفیض النبوی: از حضرت مولانا نفیس احمد مصباحی)

ان کی تالیفات میں "الفیض النبوی" اور "منهل الصائمین و معراج المخلصین" کا ذکر ملتا ہے۔ اول الذکر کتاب صحیح البخاری کی عربی زبان میں شرح ہے جو ایک مقدمہ، چند مقاصد اور خاتمہ پر مشتمل ہے جس میں باب بدء الوحی کی عمدہ اور نفیس شرح فرمائی ہے اور ساتھ ہی مع تفصیل اصول حدیث پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

یہ کتاب مخطوطے کے شکل میں برطانیہ کی ایک لائبریری میں موجود ہے، اس میں تین سو تیرہ صفحات ہیں، حضرت مولانا محمد نظام الدین مصباحی مد ظلہ یو-کے نے والد گرامی حضرت علامہ نفیس احمد مصباحی دام ظلہ سے اس کی تحقیق اور شرح کی فرمائش کی، حضرت نے بڑی محنت و عرق ریزی کے ساتھ تحقیق فرمائی اور ایک گراں قدر، مفید اور تفصیلی شرح بھی تحریر فرمائی اور تہتر صفحات پر مشتمل ایک تحقیقی اور علمی مقدمہ بھی رقم فرمایا، اس طرح یہ کتاب ۶۱۲ صفحات کی ہوگئی۔ ۲۰۲۰ء میں جماعت رضائے مصطفی یو-کے اور بیروت لبنان سے ایک ساتھ طبع ہوکر مقبولیت حاصل کر چکی ہے۔

اور دوسرا رسالہ "منهل الصائمین و معراج المخلصین" بھی عربی زبان میں ہے، اس کا مخطوطہ پیر محمد شاہ لائبریری احمد اباد، گجرات میں ہے جس کا مخطوطہ نمبر (C-۲۱۸۳) ہے۔ یہ رسالہ ۲۵/صفر ۱۱۷۱ھ میں پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ اس میں رمضان المبارک کے فضائل و آداب، اعتکاف، شب برات، صدقۂ فطر اور دیگر نفلی روزوں کے فضائل و احکام بہت عمدہ پیرائے میں بیان کیے گئے ہیں، اس کی تحقیق و تخریج بھی عالم ربانی حضرت مولانا نظام الدین مصباحی دام ظلہ نے جامع ازہر کے بعض طلبہ سے کرائی اور جماعت رضائے مصطفی نے اس کی طباعت کا بیڑا اٹھایا۔ عربی زبان میں ہونے کے باعث

عوام کے لیے اس سے استفادہ مشکل تھا اس لیے حضرت مولانا نظام الدین مصباحی دام ظلہ نے ناچیز سے اس کے ترجمے اور مشکل ومبہم مقامات پر حاشیہ تحریر کرنے کی فرمائش کی، میں نے ان کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے ترجمہ وتحشیہ کا کام شروع کر دیا اور بعض مشکوک مقامات کی مخطوطہ اور دیگر کتب حدیث کی طرف مراجعت کر کے تصحیح بھی کی اور تکمیل پر والد گرامی حفظہ اللہ کو پڑھ کر سنایا، حضرت نے پورا رسالہ سنا، متعدّد مقامات پر اصلاح فرمائی اور "انوار رمضان" نام تجویز فرمایا۔ میں اس کرم کے لیے مذکورہ دونوں بزرگوں کے سامنے سراپا سپاس ہوں اور بارگاہِ الٰہی میں ان حضرات اور جماعت رضائے مصطفی کے ارکان، مخلصین ومعاونین کے لیے دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ صحت وعافیت کے ساتھ ان کا سایہ دراز فرمائے، انھیں دارین کی سعادتوں سے سرفراز فرمائے اور ان سے دین حنیف کی مزید خدمات جلیلہ متقبولہ لے۔

یہ کتاب مخیر قوم وملت جناب الحاج عمر اور الحاج عبد الحق صاحبان بلیک برن، یو۔کے) کے خصوصی تعاون سے زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آئی ہے، میں اس تعاون کے لیے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ان کا شکر گزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے صدقے ان کے رزق حلال میں بے پناہ وسعتیں اور برکتیں عطا فرمائے، انھیں دونوں جہان کی دولتوں اور سعادتوں سے سرفراز فرمائے۔ مرحومہ محسن زہرا صاحبہ اور ان کے خاندان کے دیگر مرحومین کی مغفرت فرمائے اور انھیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، اور جماعت رضائے مصطفی کو ترقیوں سے ہم کنار فرمائے آمین!

بجاہ النبی الامین وعلی آلہ وأصحابہ أجمعین

۱۹؍ شعبان ۱۴۴۲ھ/۲؍ اپریل ۲۰۲۱ء — محمد رئیس اختر مصباحی بارہ بنکوی

بروز جمعہ مبارکہ — +919198411527

صدائے دل

بسم اللہ الرحمن الرحیم حامدا و مصلیا و مسلما

رمضان عظمتوں، رحمتوں، برکتوں اور انوار و تجلیات کا مہینہ ہے۔ اس مہینے میں روزوں کی روحانی لذات، تراویح میں قراءت اور سماعِ قرآن کا سرور، افطار و سحور میں قلوب کا سکون، عشرۂ اخیرہ میں اعتکاف کا کیف اور شب قدر کی جستجو کا لطف، پورے ماہ فریضۂ زکات کی ادائگی اور اخیر میں صدقۂ فطر کے ذریعے تزکیۂ اموال کے ساتھ تزکیۂ قلوب کی تازگی کسی مومن بالخصوص قدر دان ماہ رمضان سے پوشیدہ نہیں۔ چنانچہ آخری شعبان کو ہمارے آقا نبی آخرالزماں محمد مصطفی ﷺ نے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے جو خطاب فرمایا اس میں اس ماہ کو شہر عظیم سے یاد فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ اس ماہ میں ایک نفل کا ثواب فرض کے برابر اور ایک فرض ستر فرض کے برابر ہو جاتا ہے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور اس کا بدلہ جنت ہے، یہ مواسات اور غم خواری کا مہینہ ہے اس میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ اس کا عشرۂ اول رحمت، عشرۂ دوم مغفرت اور عشرۂ اخیر جہنم سے آزادی ہے، اس ماہ مبارک میں اپنے ماتحت کے ساتھ نرمی برتنے پر دوزخ سے آزادی اور بخشش کی بشارت سنائی گئی ہے۔ اس میں کثرت سے کلمۂ توحید پڑھنے اور استغفار کرنے، جنت کا سوال اور دوزخ سے پناہ مانگنے کا حکم فرمایا گیا ہے۔ اور ایمان و اخلاص کے ساتھ جو دن میں روزہ اور رات میں قیام کرے اس کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔

"منهل الصائمين و معراج المخلصين" میں مصنف علیہ الرحمہ نے اس ماہ مبارک کے فضائل و آداب اور عبادات و برکات قرآن کریم و احادیث مبارکہ کی روشنی

میں بیان کیے ہیں نیز ہر حدیث سے پہلے درود پاک لکھ کر کتاب کے انوار و تجلیات کو دوبالا کر دیا۔ کتاب عربی زبان میں تھی لہذا اس کے اردو ترجمہ کے لیے ادیب شہیر، عالم نبیل، فاضل جلیل، حضرت مولانا و بالفضل اولانا مفتی محمد رئیس اختر رضوی، مصباحی حفظہ اللہ سے گزارش کی۔ حضرت نے چند ایام میں ترجمہ مکمل فرمادیا اور ساتھ میں بعض مقامات پر مخطوطے سے مقابلہ بھی کیا تاکہ کوئی گوشہ تشنۂ تحقیق نہ رہ جائے۔ اس عظیم خدمت پر جماعت رضائے مصطفی یو-کے کے ارکان آپ کے مشکور ہیں۔

یہ علمی خزانہ پہلے مخطوطہ سے عربی زبان میں جناب حافظ محمد بلیک برن اور ان کی ٹیم کے تعاون سے شائع ہوا تھا اور اب یہ کتاب اردو زبان میں الحاج عمر جی اور الحاج عبدالحق بلیک برن کے تعاون سے شائع ہورہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے حضرت مفتی محمد رئیس اختر مصباحی حفظہ اللہ اور تمام معاونین کو دارین کی سعادتوں سے سرفراز فرمائے اور مزید کار خیر کی توفیق سے نوازے۔ آمین

محمد نظام الدین مصباحی
صدر المدرسین دارالعلوم، غوثیہ، رضویہ
بلیک برن، یو۔کے

منہل الصائمین و معراج المخلصین

ترجمہ

انوارِ رمضان

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریفیں اللہ کے لیے جس نے رمضان کی عظمت کے اظہار کے لیے اخلاص کے ساتھ روزہ رکھنے والوں اور عبادت کرنے والوں کے درجات بلند فرمائے، ان کے لیے رحمت و غفران کے دسترخوان بچھائے اور نہریں رواں کیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ خدائے واحد کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، وہ زبردست غلبہ والا ہے، یہ شہادت گواہی دینے والے کو سلسبیل اور (جنت کی) نہروں پر لائے گی، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، انھیں اللہ تعالی نے خوش خبری اور ڈر سنانے والا، اپنے حکم سے اپنی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بناکر بھیجا، انھوں نے روزہ رکھا، شب بیداری کی اور جبریل امین کے ساتھ زبانی قرآن کا مذاکرہ کیا۔

اور درود و سلام ہو ان کی آل پر جنھوں نے روزہ رکھا، رات میں عبادت کی، اعتکاف کیا اور اپنے اختیار اور شوق سے مسجدوں کو آباد کیا اور ان کے صحابہ پر جنھوں نے دین حق کی سربلندی کی خاطر اللہ و رسول کی خیر خواہی کی، اسلام کو خوب غلبہ دیا، اور بیوی بچوں، کھیتیوں اور جاگیروں کو چھوڑ دیا، (شریعت سے متصادم) نظر و فکر کی مخالفت کی، امت کے درمیان اللہ کے دین اور شریعت کی خوب خوب نشر و اشاعت کی، اس ماہ مبارک کے روزے رکھے، مسرت و سرخوشی کے ساتھ اس کا استقبال کیا، اپنے اوقات کو نیکیوں سے معمور کیا اور ان پر دائمی صلات و سلام ہو جب تک کوئی سجدہ کرنے والا شوق کے ساتھ علی الاعلان اور چھپ کر اللہ کو سجدہ کرتا رہے۔

امابعد! میں خداے بے نیاز کا نیاز مند بندہ عمر خان بن محمد عارف مدنی کہتا ہوں: میرے دل میں یہ خیال آیا کہ میں رمضان، افطار، سحری، اعتکاف، تراویح، شبِ قدر اور صدقۂ فطر کے وہ فضائل بیان کروں جو شارع علیہ السلام کی زبان فیضِ ترجمان پر وارد ہوئے اور یہ ثابت ہے کہ ان کے اس سے بھی زیادہ اسماہیں جو بیان کیے جاتے ہیں اور یہی اصح ہے ۔ تو میں نے ہر حدیث کو سند کے حذف کے ساتھ ذکر کیا ہے، اگر حدیث مرفوع ہے تو صحابی اور مرسل ہے تو تابعی کو حذف کرکے اس طرح ذکر کیا ہے: اللهم صل و سلم و بارك على سيدنا و مولانا من اسمه محمد و من اسمه احمد و من اسمه حامد و من اسمه محمود۔

توالحمد للہ کتاب بحسن و خوبی کے ساتھ منظر عام پر آئی، پڑھنے اور سننے کے وقت اس کی تحسین کرنے والا اسے دل سے قبول کرے گا، میں نے اس کا نام "منهل الصائمين و معراج المخلصين" رکھا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اسے اپنی خوشنودی کا ذریعہ بنائے، وہی میرے لیے کافی اور بہترین کارساز ہے اور خداے بزرگ و برتر کے سوا کوئی طاقت و قوت نہیں۔

اے روزہ دارو! تمھیں اپنے رب کی مغفرت، پانی، دودھ، شراب، خوش گوار بہنے والے شہد کی نہروں، بلند و بالا محلوں، حور و غلماں اور خداے بزرگ و برتر (کے دیدار) کی خوش خبری ہو۔

اس ماہ مبارک میں اور تمام ایام میں بخشنے والے رب سے ڈرو، گناہوں کے ارتکاب سے بچو، اس کی عبادت کرو؛ کہ اسی نے تمھیں سماعت و بصارت اور عقل سے نوازا، خود کو اور اپنے اہل خانہ کو نار دوزخ سے بچاؤ، ظاہری اور باطنی بے حیائیوں کو چھوڑ دو چاہے تم غلام ہو یا آزاد، چھوٹے ہو یا بڑے اور شب و روز زمانے کے گزرنے سے عبرت حاصل کرو۔

تو مژدہ ہو ان لوگوں کو جن کے بارے میں یہ ماہ مبارک اس رب کی بارگاہ میں نیکی اور بھلائی کی شہادت دے گا جو اچھی جزا کی پوری قدرت رکھتا ہے اور ہائے ناکامی ان لوگوں

کی جن کے خلاف یہ مہینہ اس دن گناہوں اور معصیتوں کی گواہی دے گا جس دن دودھ پلانے والی عورتیں اپنے بچوں کو بھول جائیں گی، بچے بوڑھے ہوجائیں گے، حاملہ عورتیں حمل گرادیں گی اور اس دن کی برائی پھیلی ہوئی ہوگی۔

اور تمھارے پاس اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ جو مال ہے اسے مستحقین پر خوش دلی کے ساتھ اپنے اختیار سے خرچ کرو۔ اور ان سے کہو: ہم تمہیں خالص اللہ کے لیے کھانا دیتے ہیں، تم سے کسی بدلے یا شکریے کے طلب گار نہیں ہیں، یقیناً ہمیں اپنے پروردگار سے ایک ایسے دن کا ڈر ہے جو بہت ترش اور نہایت سخت ہے؛ تاکہ تم بھی ان کی صف میں آجاؤ جنھیں اللہ تعالیٰ نے اس دن کے شر سے بچالیا اور انھیں تازگی اور شادمانی دی، وہ جنت میں تختوں پر مسند نشیں ہوں گے نہ اس میں دھوپ دیکھیں گے نہ سخت سردی۔

توخدا کی قسم عن قریب تم ضرور کہوگے: کہاں ہے رمضان کا مہینہ؟

کہاں ہے برکت اور بھلائی کا مہینہ؟

کہاں ہے رحمت اور بخشش کا مہینہ؟

کہاں ہے نار دوزخ سے آزادی کا مہینہ؟

کہاں ہے عبادت اور تلاوتِ قرآن کا مہینہ؟

کہاں ہے حساب لینے والے بادشاہ کی بارگاہ میں پڑھنے اور گریہ وزاری کرنے کا مہینہ؟

کہاں ہے تراویح، تسبیح، چراغاں اور رب سے مناجات کرنے کا مہینہ؟

کہاں ہے وہ مہینہ جس میں فرشتے اہل ایمان کی مغفرت کے لیے کمربستہ ہوجاتے ہیں؟

کہاں ہے علما کی مجلسوں، اربابِ بصیرت کی نصیحتوں، صوفیہ اور ان راست باز اولیا کے گریہ وزاری کا مہینہ جو رحمن کے بندے ہیں؟

کہاں ہے احسان فرمانے والے بادشاہ کی بارگاہ میں صیام و قیام کرنے والے کی سفارش کرنے والا مہینہ؟

کہاں ہے بھائیوں کے درمیان غم خواری، الفت و محبت اور سخاوت و فیاضی

کرنے کا مہینہ ؟

کہاں ہے وہ مہینہ جس میں اہل ایمان کے دل روزہ، نماز جیسی عبادات سے مسرور رہتے ہیں ؟

کہاں ہے وہ مہینہ جس کا احترام اہل بحر و بر کرتے ہیں ؟

کہاں ہے وہ مہینہ جس میں خداے رحمان اپنے مومن بندوں پر ہر رات ابتدا سے طلوعِ فجر تک تجلی فرماتا ہے ؟

کہاں ہے وہ مہینہ جس میں ہر رات اللہ تعالیٰ کی طرف سے دس لاکھ لوگ جہنم سے آزاد کیے جاتے ہیں ؟

کہاں ہے وہ مہینہ جس میں ایک ایسی رات ہے جو ثواب میں ہزار مہینوں سے افضل ہے ؟

کہاں ہے طاعت و عبادت، لطف و کرم اور بخشش کا مہینہ ؟

کہاں ہے مسجدوں کی آباد کاری، مسرت و شادمانی، صلہ رحمی، نور و تابندگی اور برہان کا مہینہ ؟

کہاں ہے وہ مہینہ جس میں اللہ تعالیٰ زندوں اور مردوں پر عرش سے رحمت نازل فرماتا ہے ؟

کہاں ہے برکت، امن و امان، اللہ کی کتابوں، صحیفوں اور قرآن کریم کے نزول کا مہینہ ؟

کہاں ہے وہ مہینہ جس میں مکہ اور مدینہ میں روزہ رکھنے والے کے لیے اسی رمضان کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے ؟

کہاں ہے وہ مہینہ جسے اللہ تعالیٰ نے توبہ، رجوع اور گناہوں کے مٹانے کا مہینہ قرار دیا؟

کہاں ہے وہ مہینہ جس کی سترہویں تاریخ میں جنگ بدر اور ابتدائی تاریخ میں فتح مکہ اور اللہ کے دین میں جوق در جوق لوگوں کا داخلہ ہوا؟

کہاں ہے وہ مہینہ جس میں روزہ رکھنے والے بابِ ریان سے (جنت میں) داخل

ہوں گے؟

کہاں ہے وہ مہینہ جس میں روزہ رکھنے والوں پر جنتی خدام کے ہاتھوں کھانے پینے کے برتن گھمائے جائیں گے؟

کہاں ہے وہ مہینہ جس میں مسجدوں میں چراغاں کرنے والوں کی قبر کو اللہ تعالیٰ روشن فرمادے گا اور انھیں عذاب اور رسوائی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا؟

کہاں ہے وہ مہینہ جس میں بخشنے والے، غالب اور محافظ رب کی طرف سے مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے؟

کہاں ہے وہ مہینہ جس میں اللہ تعالیٰ مسجدوں کو تلاوت قرآن سے منور کرنے والے کی قبر اور حشر کو نور ایمان سے روشن فرمادے گا؟

کہاں ہے وہ مہینہ جس کی پہلی شب میں اللہ تعالیٰ فرماں بردار اور عصیاں شعار بندوں پر نظر رحمت فرماتا ہے؟ اور وہ جس پر نظر رحمت فرمائے اسے عذاب اور رسوائی نہیں ہوسکتی۔

کہاں ہے صبر والا مہینہ؟ اور صبر کی جزا جنت اور اللہ کی خوشنودی ہے، اور اس میں بڑی قدر و منزلت اور دلیل والی رات ہے۔

کہاں ہے وہ مہینہ جسے تمام مہینوں پر ویسے ہی فضیلت حاصل ہے جیسے اللہ تعالیٰ کو جن و انس پر فضیلت حاصل ہے؟

کہاں ہے وہ مہینہ جس میں روزہ دار کے لیے ہر تسبیح اور تہلیل کے بدلے جنت میں ایک گھر بنایا جاتا ہے؟

کہاں ہے وہ مہینہ جس کی ہر شب خدائے جبار اعلان فرماتا ہے: اے بھلائی کے طلب گار! آگے آ، اور ای برائی کے طلب گار! ٹھہر جا۔

کہاں ہے وہ مہینہ صحابہ کرام جس کا استقبال مسرت و شادمانی سے کرتے تھے اور اسے ایسی تجارت سمجھتے تھے جس میں کوئی نقصان نہیں۔

کہاں ہے وہ مہینہ جس میں زکات نکالنے والا (دین کی) ایسی مضبوط گرہ پکڑ لیتا ہے جسے ٹوٹنا نہیں؟

کہاں ہے وہ مہینہ جس میں آسمان اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں؟

کہاں ہے وہ مہینہ جس میں حوریں و غلماں آراستہ کے جاتے ہیں؟

کہاں ہے وہ مہینہ جس میں سرکش جنوں اور شیطانوں کو قید کر دیا جاتا ہے؟

کہاں ہے وہ مہینہ جس میں نفلی عبادت کرنے والا دیگر اوقات میں فرض ادا کرنے والے کی طرح، اور فرض ادا کرنے والا دوسرے اوقات میں ستر فرض ادا کرنے والے کی طرح ہے، اور اس میں روزہ دار کو افطار کرانے والے کے لیے جہنم سے آزادی، بخشش اور بے حساب برکت ہے۔

کہاں ہے وہ مہینہ جس میں مسجدوں کو اعتکاف اور منبروں کو ذکر اور تلاوتِ قرآن سے آراستہ کیا جاتا ہے؟

کہاں ہے وہ مہینہ جس میں فاسقوں اور معصیت کاروں کے گھر بند ہو جاتے ہیں؟

کہاں ہے وہ مہینہ جس میں طرح طرح کی عبادتیں میسر ہوتی ہیں جو دیگر مہینوں میں نہیں ہوتیں؟

کہاں ہے وہ مہینہ جس کا پہلا عشرہ اہل ایمان کے لیے رحمت، درمیانی عشرہ اہل عصیاں کے لیے مغفرت اور آخری عشرہ دوزخ سے آزادی ہے؟

کہاں ہے وہ مہینہ جس کے دن میں اللہ تعالیٰ نے روزہ فرض کیا ہے اور جس کی راتوں میں تراویح ہے؟

کہاں ہے وہ مہینہ جس میں اللہ تعالیٰ رات کی ابتدائی حصے سے طلوعِ فجر تک فرماتا ہے: ہے کوئی بخشش کا طلب گار جسے میں بخش دوں؟ ہے کوئی توبہ کرنے والا جس کی توبہ قبول کروں؟ ہے کوئی رزق کا طلب گار جسے رزق دوں؟ سنو، سنو، سنو! (اللہ تعالیٰ یہ فرماتا

ہے) یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔

اے غافل انسان سن! یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہیں۔

تنبیہ: خیال رہے کہ روزے کا سب سے بڑا مقصد نفس کو بری عادتوں سے روکنا، خواہشوں سے باز رکھنا، پسندیدہ چیزوں سے دور رکھنا ہے۔ تو روزہ پرہیزگاروں کی لگام، جہادِ نفس کرنے والوں کی ڈھال اور مقربین بارگاہ نیکوں کا باغ ہے۔ تمام اعمال میں روزہ خالص اللہ کے لیے ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا:

كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ فَهُوَ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ[1] انسان کا ہر عمل اس کے لیے ہے سوائے روزہ کے کہ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا صلہ دیتا ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ پوشیدگی کی وجہ سے ریا اور دکھاوے سے دور ہے الا یہ کہ انسان اسے بیان کر دے۔ اور اس وجہ سے بھی کہ وہ اللہ کی صفات میں سے ہے تو جب بندہ اللہ کی موافق صفات کے ذریعہ تقرب حاصل کرتا ہے تو وہ سب سے افضل عبادت ہوتی ہے۔

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے کسی چیز کا حکم دیجیے جسے میں آپ کی طرف سے لے لوں، فرمایا:

«عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لَا عِدْلَ لَهُ».[2]

روزہ کو لازم کر لو کہ کوئی عبادت اس کے ہم پلہ نہیں۔

میں کہتا ہوں: اس کی وجہ یہ ہے کہ اسی میں قرآن پاک یک بارگی اور تھوڑا تھوڑا کر کے احکام کے ساتھ نازل ہوا اور اسی میں اس کا دور بھی ہوا، اسی طرح انجیل، تورات،

---

(۱) أخرجه البخاري (۱۹۳۸)، ومسلم (۲۷٦۰)، والنسائي (۲۲۲۸)، وأحمد (۷٦۱۰)، عن أبي هريرة - رضي الله تعالى عنه -.

(۲) أخرجه النسائي (۲۲۳۵)، وأحمد (۲۲۵۷۹)، عن أبي أُمامة - رضي الله تعالى عنه -.

زبور اور دیگر صحیفے بھی رمضان ہی میں نازل ہوئے۔

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: حضرت ابراہیم، موسی اور شیث علیہم السلام کے صحیفے رمضان کی پہلی شب میں، تورات چھٹی شب میں، زبور دسویں شب میں اور ایک روایت کے مطابق اٹھارہویں شب میں، انجیل تیرہویں شب میں اور قرآن کریم یک بارگی بیت العزت میں چوبیسویں شب میں نازل ہوا، پھر وہاں سے تھوڑا تھوڑا (ضرورت کے مطابق) تیئیس سال میں نازل ہوا اور سب سے اخیر میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا

یعنی آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمھارے لیے اسلام کو دین پسند کیا۔

روزے کے آداب سے متعلق ایک اور فائدہ:

رمضان اور روزہ داروں کے عام اور خاص فضائل و مراتب سید المرسلین ﷺ کی احادیث سے معلوم ہوتے ہیں۔ اس لیے بندے کو چاہیے کہ نیکیوں، عبادتوں اور دیگر اعمالِ صالحہ کی طرف سبقت کرے، خلاف سنت اور ممنوع کاموں سے بچے، رمضان کی آمد پر خوش ہو اور اس کے رخصت ہونے پر غم زدہ۔ اس کا ادب و احترام سے آشنا ہو، اس کے ایام کو روزہ، صدقہ، گناہوں سے توبہ، اعمال میں اخلاص اور بندوں پر مظالم سے باز رہنے کے ذریعہ غنیمت جانے، اپنی زبان کو جھوٹ، غیبت، چغل خوری، بہتان سے اور اپنی نگاہ کو حرام چیز دیکھنے سے، اپنے کان کو بے ہودہ اور لایعنی بات سننے سے، اپنے پیٹ کو حرام اور شبہے والی چیزیں کھانے سے، اپنے دل کو فریب، بغض، کینہ اور حسد سے اور باقی جسم کو گناہوں اور خطاؤں سے محفوظ رکھے۔ اور اپنے پورے بدن اور اعضا کے ساتھ روزہ رکھے تاکہ ان لوگوں میں سے ہو جائے جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«رُبَّ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا الْجُوعُ وَالعطشُ»[1]. بہت سے روزہ دار ایسے ہیں جن کا روزہ بھوک اور پیاس کے سوا کچھ نہیں۔

اپنے اوپر، اپنے اہل وعیال اور حاجت مندوں پر کشادہ دستی کے ساتھ خرچ کرے، اپنے غلاموں اور خادموں پر خدمت کے معاملے میں نرمی سے کام لے، حلال روزی حاصل کرے، معاملات میں لوگوں کے ساتھ رواداری کرے، ناپ تول میں کمی نہ کرے، لوگوں کے ساتھ امن وآشتی سے رہے، حریف کو خوش رکھے اور پختہ ارادے اور کوشش کے ساتھ قرض کی ادائیگی کی نیت کرے۔

مسجدوں کو فرض اور نفل نمازوں خصوصا تراویح سے آباد رکھے، انھیں قندیلوں، چراغوں اور لائٹوں سے روشن کرے، اعمال خیر اور عبادات میں اضافہ کرے، اللہ تعالیٰ نے جو (زکات) اس پر فرض کی ہے اسے نکال کر مستحقین تک پہنچادے، غریبوں، مسکینوں اور یتیموں کے ساتھ حسن سلوک کرے، رشتے جوڑے اگرچہ لوگ رشتہ توڑ رہے ہوں، نیکیوں میں اضافہ کرے؛ کیوں کہ اس ماہ مبارک میں نیکیوں کا ثواب کئی گنا بڑھا دیا جاتا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، انھوں نے فرمایا: «ركعة في رمضانَ خيرٌ من ألفِ ركعةٍ فيما سواه، وصدقةٌ درهم فيه خير من صدقة ألف درهم فيما سواه»[2].

رمضان میں ایک رکعت غیر رمضان کی ہزار رکعتوں سے بہتر ہے اور رمضان میں ایک درہم کا صدقہ غیر رمضان کے ہزار درہم کے صدقہ سے بہتر ہے۔

روزہ کے غیر مقبول ہونے کے متعلق اللہ سے ڈرتا رہے، اس کی قبولیت کی امید رکھے، خشوع وخضوع کے ساتھ عبادت کرے، آخرت کے لیے عمل کرے اور حلال لقمے سے افطار کرے۔

---

(۱) أخرجه ابن ماجه (۱۷٦۰)، وأحمد (۸۹۷۸)، عن أبي هريرة -رضي الله تعالى عنه-.
(۲) لم أعثر عليه.

جب بندہ ان اوصاف سے متّصف ہوگا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے ثواب کا مستحق ہوگا جس کی حقیقت اس کے سوا کوئی نہیں جانتا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، انھوں نے فرمایا: « من أدرك رمضان، وعرف حرمته، وأحل حلاله، وصام نهاره، وقام ليله، وأدرك زكاة ماله، خرج عنه رمضان، لم يبق عليه ذنبٌ يطالبه الله تعالى به ».[1] جس کو ماہ رمضان ملا اور اس نے اس کے حرام کو پہچانا، اس کے حلال کو حلال جانا، دن میں روزہ رکھا، رات میں عبادت کی، مال کی زکات ادا کی تو اس سے رمضان اس حال میں رخصت ہوگا کہ اس پر ایسا کوئی گناہ نہیں ہوگا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس سے مطالبہ کرے۔

یوں ہی حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

كم من صائم مفطرٌ عند الله، وكم من مفطرٍ صائمٌ عند الله"، فقيل له: "لِمَ؟" فقال: "الصائمُ المُفطِرُ: هو الذي يجوعُ ويَعْطَشُ ويطلق جوارحَه في المَعاصي، والمُفطِرُ كالصَّائم: هو الذي يحفظُ جوارحَه من الآثامِ ويأكلُ ويشربُ من حَلالِ الطَّعام، وَاهًا ثُمَّ وَاهًا على مَن صامَ وبطنُه من المآكلِ ثقيلٌ، ولسانُه ما انتهى من القَالِ والقيلِ، ورجلُه ما قام من النَّومِ الطَّويلِ، وطُوبى لمَن نهاره صائمٌ وليلته قائم، وأفطر بمشاهدة ذي الجلال والإكرام. کتنے روزہ دار ایسے ہیں جو اللہ کے نزدیک بے روزہ ہیں اور کتنے بے روزہ ایسے ہیں جو اللہ کے نزدیک روزہ دار ہیں، کسی نے پوچھا: یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ فرمایا: روزہ رکھنے والا بے روزہ شخص وہ ہے جو بھوکا پیاسا رہ کر اپنے اعضا کو گناہوں میں چھوڑ دیتا ہے۔ اور وہ بے روزہ جو روزہ دار کی طرح ہے ایسا شخص ہے جو اپنے اعضا کی گناہوں سے حفاظت کرتا

(۱) لم أعثر عليه.

ہے اور حلال رزق سے کھاتا پیتا ہے۔ افسوس بالاے افسوس اس شخص پر جو روزہ سے ہو جب کہ اس کا پیٹ کھانوں سے بوجھل ہو، اس کی زبان قیل و قال سے باز نہ رہے اور اس کا پیر لمبی نیند چھوڑ کر عبادت کے لیے کھڑا نہ ہو۔ اور خوش خبری ہو اس شخص کے لیے جو دن میں روزہ رکھے اور رات میں قیام کرے اور مشاہدۂ ربانی سے افطار کرے۔

اے اللہ! ہمیں رمضان کے حقوق بجالانے کی توفیق دے، اور ہمارا خاتمہ شہادت اور اللہ کے فضل و کرم پر رضامندی کو قرار دے، یقیناً وہ بڑا مہربان، احسان اور رحم و کرم فرمانے والا اور ہمارے اعمال و افعال و احوال کا جاننے والا ہے۔

آمدم بر سرِ مطلب

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام نامی محمد (سراہا ہوا) اور احمد (بہت زیادہ تعریف کیا ہوا) ہے انھوں نے فرمایا: صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ، وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِينَ [۱].

چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر روزہ ختم کرو، اور اگر بدلی ہو تو تیس کی گنتی پوری کرو۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا اسم مبارک حامد (تعریف کرنے والا) اور محمود (تعریف کیا ہوا) ہے، ان کا فرمان ہے: «لَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوُا الْهِلَالَ، وَلَا تُفْطِرُوا حَتَّى تَرَوْهُ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوا لَهُ» [۲]. و «مَنْ صَامَ يَوْمَ الشَّكِّ فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ» [۳].

نہ چاند دیکھے بغیر روزہ رکھو اور نہ چاند دیکھے بغیر روزے ختم کرو، اور اگر مطلع ابر آلود ہو تو (مہینے) کی گنتی پوری کرو۔ اور جس نے یوم شک کا روزہ رکھا اس نے ابو القاسم (نبی کریم

---

(۱) أخرجه البخاري (۱۹٤۳)، ومسلم (۲٥٦۸)، والنسائي (۲۱۳٦)، وأحمد (۹٦۸٦)، عن أبي هريرة -رضي الله تعالى عنه-.

(۲) أخرجه البخاري (۱۹٤۰)، ومسلم (۲٥٥۰)، والنسائي (۲۱۳۳)، وأحمد (٥۳۹۰)، عن ابن عمر -رضي الله تعالى عنهما-.

(۳) أخرجه البخاري تعليقًا (۳٥٦/۱)، وأبو داود (۲۳۳٦)، والترمذي (٦۸۹) وقال: "حَدِيثُ عَمَّارٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ"، والنسائي (۲۲۰۰)، وابن ماجه (۱۷۱٤)، عن صِلَةَ بن زُفَرَ عن عَمَّارِ بن يَاسِرٍ -رضي الله تعالى عنهما-.

صلی اللہ علیہ وسلم) کی نافرمانی کی۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا اسم مبارک اجید (سربرآوردہ) اور وحید (یکتا) ہے، ان کا ارشاد ہے:

«لاَ يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ، إِلاَّ أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْمَهُ، فَلْيَصُمْ ذَلِكَ الْيَوْمَ»(۱)

تم میں سے کوئی شخص رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزہ نہ رکھے ہاں اگر کوئی شخص اپنے معمول کے روزے رکھتا ہو تو وہ اس دن روزہ رکھ لے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا اسم گرامی ماحی (کفر کی تاریکی مٹانے والا) ہے، جن کا ارشاد ہے:

شَهْرَا عِيدٍ لَا يَنْقُصَانِ: رَمَضَانُ وَذُو الْحِجَّةِ(۲).

عید کے دو مہینے "رمضان اور ذوالحجہ" کم نہیں ہوتے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام مبارک حاشر (جمع کرنے والا) اور عاقب (بعد میں آنے والا) ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

كان النبيُّ صلى الله عليه وسلم إذا كان قبلَ رمضَان بيومٍ أو يومَينِ خطبَ، وقالَ: أتاكُمْ شهرُ رمضانَ، فشمِّرُوا له،

---

(۱) أخرجه البخاري (۱۹٤۸)، ومسلم (۲٥۷۰)، وأبو داود (۲۳۳۷)، والترمذي (٦۸۸) وقال: "هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ"، وأحمد (۱۰۹۰٦)، عن أبي هريرة -رضي الله تعالى عنه-.

(۲) أخرجه البخاري (۱۹٤٦)، ومسلم (۲٥۸۳)، وأبو داود (۲۳۲٥)، والترمذي (٦۹٦) وقال: "حَدِيثُ أَبِي بَكْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ"، وابنُ ماجه (۱۷۲۸)، وأحمد (۲۰۸۰۹)، عن أَبِي بَكْرَةَ -رضي الله تعالى عنه-.

وَأَحْسِنُوا نِيَّاتِكُمْ، وعظِّمُوا حُرمتَهُ، فإنَّ حرمتَهُ عندَ اللَّهِ أعظمُ الحُرُمَاتِ، فلَا تَنْتَهِكُوهُ، فإنَّ الحسناتِ والسيئاتِ تَضَاعَفُ فِيهِ، وأكثروا الصلاةَ فيه واعمروا بتلاوة القرآن[1].

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک سے ایک دو روز پہلے خطاب کرتے اور فرماتے: تمھارے درمیان ماہِ رمضان آنے والا ہے، اس کے لیے کمر بستہ ہو جاؤ، اپنی نیتیں اچھی کر لو، اس کا خوب احترام کرو؛ کہ اللہ کے نزدیک اس کی بڑی عظمت ہے، تو اسے پامال نہ کرو، کیونکہ اس میں نیکیاں اور برائیاں کئی گنا بڑھ جاتی ہیں، اس میں خوب نماز پڑھو اور اسے تلاوتِ قرآن سے آباد رکھو۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا اسمِ گرامی یاسین ہے، حضرت خضر علیہ السلام کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

اثْنَان لَا يُعَذَّبَانِ فِي القَبرِ: مَن مَاتَ يَوْمَ الجُمُعَةِ، وَمَن مَاتَ فِي رَمَضَانَ[2].

دو لوگوں کو قبر میں عذاب نہیں ہوتا، (ایک) جمعہ کے دن وفات پانے والا اور (دوسرا) رمضان میں وفات پانے والا۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام نامی مطہر (پاک کرنے والا) ہے حضرت خضر علیہ السلام کا بیان ہے کہ میں نے رمضان کے پہلے دن بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی:

بمَاذا أدعُو لأُمَّتِك؟" قال: «اللَّهُمَّ اغفِرْ لأمَّة محمَّدٍ، اللَّهُمَّ

---

(۱) ذكره المتقي الهندي في "كنز العمال" (٢٤٢٦٩)، وعزاه إلى الديلمي عن عمر -رضي الله تعالى عنه-.

(۲) ذكره الديلمي في "الفردوس بمأثور الخطاب" (١٦٧٥)، عن عمرَان بن حُصَيْن.

استر أمّة محمّدٍ، اللّٰهمّ اجبُر لأمّة محمّدٍ»ﷺ. [۱]

آپ کی امت کے لیے کیا دعا کروں ؟ فرمایا: اے اللہ ! امت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بخش دے، اے اللہ ! امت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پردہ پوشی فرما، اے اللہ ! امت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حالت درست فرمادے۔

اے اللہ ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام مبارک طاہر (پاک) ہے انھوں نے آمدِ رمضان کے موقع سے فرمایا:

قَدْ جَاءَكُمْ شَهْرٌ مُبَارَكٌ، افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ، وتُفْتَحُ فِيهِ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَتُغْلَقُ فِيهِ أَبْوَابُ جهنم، وَيُغَلُّ فِيهِ الشَّيَاطِينُ، وفِيهِ لَيْلَةٌ هي خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ [۲].

تمھارے پاس ایک بابرکت مہینہ آگیا، اللہ نے تم پر اس کے روزے فرض کیے ہیں، اس میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے اور اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

اے اللہ ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا اسمِ گرامی مطہر (پاک کرنے والا) ہے، وہ رمضان کا چاند دیکھ کر فرماتے:

اللّٰه أكبر، الحمدُ للّٰه، لا حول ولا قوة إلا باللّٰه، اللّٰهُمَّ إنّي أسألك خيرَ هذا الشَّهر، وأعوذُ بكَ مِن شرِّ القدر ومن شرِّ الحشر.

اللہ بہت بڑا ہے، تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، اللہ کے سوا کوئی طاقت و قوت نہیں، اے اللہ ! میں تجھ سے اس مہینے کی بھلائی کا خواست گار ہوں اور تقدیر اور حشر کی برائی

---

(۱) لم أجده.

(۲) أخرجه أحمد (۷۲٦۹، ۹۱۱۳، ۹٦۲۸)، والنسائي (۲۱۱۸) عن أبي هريرة -رضي اللّٰه تعالى عنه-.

سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

اللَّهُمَّ أهِلَّهُ علينا بالأمنِ، والإيمان، والسَّلامةِ، والإسلامِ، والتَّوفيقِ لِما تُحبُّ وترضَى. إن شاءالله تعالى هلالَ خيرٍ ورشدٍ. (۱)

اے اللہ! تو اس چاند کو ہم پر امن وسلامتی اور اسلام کے ساتھ طلوع فرما اور اس چیز کی توفیق کے ساتھ جس میں تیری پسند اور رضا ہے۔ ان شاءاللہ یہ ہدایت و بھلائی کا چاند ہو گا۔

وآمنتُ بالذي خَلَقَنِي وخَلَقَه، وصَوَّرَني وَصَوَّرَه، ربّي وربُّه اللهُ.

میں اس اللہ پر ایمان لایا جس نے مجھے اور اسے پیدا کیا، میری اور اس کی صورت بنائی، میرا اور اس کا پروردگار اللہ ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ اسے دیکھ کر اس کے سامنے سورۂ ملک کی تلاوت کی فرمائی۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام نامی طیب (پاکیزہ) اور سید (سردار) ہے جو رمضان کی وجہ سے شعبان کی تاریخوں کا اتنا خیال رکھتے تھے کہ دوسرے مہینے کی تاریخوں کا اتنا خیال نہ رکھتے۔ پھر چاند دیکھ کر رمضان کے روزے رکھنے شروع کرتے اگر کبھی (شعبان کی انتیس تاریخ کو) مطلع ابر آلود ہوتا، تو تیس دن پورے کرتے اور پھر روزے رکھتے۔ (۲)

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام رسول اور نبی ہے جن کا ارشاد ہے:

قـد أظلَّكم شهـرُكم هذا بمحلوف نبيِّكم. مَا مرَّ بالمُسلمِينَ شهرٌ خيرٌ لهم مِنه، ولا بالمُنافقين شهرٌ سُوءٌ لهم منه. يُصفَّدُ فيه الشَّياطينُ، ويُغلقُ فيه أبوابُ الجَحيمِ، وتُفتحُ فيه أبوابُ

---

(۱) أخرجه أبو داود في "سننه" (۵۰۹۲) وعبدالرزاق في "مصنفه" (۷۳۵۳، ۲۰۳۳۸) وابن أبي شيبة في "مصنفه" (۹۸۳۰، ۳۰۳۶۸) وأبو داود في "المراسيل" (۵۲۷) عن قتادة مرسلا، وقال أبو داود: روي متصلا، ولا يصح.

(۲) أخرجه أبو داود (۲۳۲۷)، وأحمد (۲۵۸۰۰)، عن أم المؤمنين عائشة -رضي الله تعالى عنها-

التَّوبةِ والمَغفرةِ. وفيه ليلةٌ خيرٌ من ألفِ شهرٍ.

یہ مہینہ تمھارے نبی کی قسم کے ساتھ تم پر سایہ فگن ہوا ہے، مسلمانوں کے لیے اس سے بہتر کوئی مہینہ نہیں اور منافقوں کے لیے اس سے بدتر کوئی مہینہ نہیں۔ اس مہینے میں شیطانوں کو قید کر دیا جاتا ہے، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، بخشش اور توبہ کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا اسمِ گرامی رسولِ رحمت ہے، جنھوں نے شعبان کی آخری تاریخوں میں اپنے صحابہ سے تین بار فرمایا:

ماذا يستقبلكم وماذا تستقبلونه؟

کون سی چیز تمھارے سامنے آنے والی ہے اور تم کس چیز کا استقبال کرنے والے ہو؟۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: کیا ہمارے تعلق سے کوئی وحی آنے والی ہے؟ فرمایا: نہیں۔ عرض کی: کیا کسی دشمن سے جنگ ہونے والی ہے؟ فرمایا: نہیں۔ عرض کی: اے نبی خدا! پھر کیا چیز ہے؟ فرمایا:

شهرٌ عظيمُ القدر عندالله، خَصَّنَا به مِن سائرِ الأمَم، فإنَّ الله – عز وجل – يغفرُ في أولِ ليلةٍ منه أهلَ هذه القبلةِ، وأشارَ إليها بيدِه[1].

ایک ایسا مہینہ جو اللہ کے نزدیک بڑی قدر و منزلت والا ہے، جو اللہ تعالیٰ نے دیگر امتوں کے بجائے خاص ہمیں عنایت فرمایا ہے، پھر قبلہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: تو اللہ تعالیٰ اس کی پہلی شب میں اس قبلہ کے ماننے والے تمام لوگوں کی بخشش فرما دیتا ہے۔

---

(۱) أخرجه الضياء المقدسي في "الأحاديث المختارة" (۲۱۱۳) عن أنس بن مالك – رضي الله تعالى عنه –.

مُردوں کی روحوں کے آنے جانے کا بیان

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام مبارک رؤف (مہربان) اور رحیم (رحمت والا) ہے، انھوں نے رمضان المبارک کے پہلے دن منبر پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا:

«أيْ عبادَ اللّٰه، أتعلمون أيُّ شهرٍ هذا؟ شهرٌ عظيمُ القدرِ، خصَّنا اللّٰهُ به بينَ الأُمَمِ، وإنَّ مَوتاكُم يَرْجُونَ فيه مِنَ الدُّعاءِ والاستغفارِ والصَّدقةِ وثَوابِ قراءةِ القُرآنِ، وَيَتَمَنَّوْنَ سجدةَ اللّٰهِ تنفعُهم في ظُلُماتِ القبرِ والوَحشةِ، فلا يقدِرون عليها، هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ ولاتَ حينَ مَناصٍ، فكذلك أنتُم اليومَ في القُصورِ، وغدًا في القُبورِ تمنَّون ما يتمنَّون هُمُ اليَومَ، ثُمَّ إلى اللّٰه تَصير الأمورُ، وإليه المرجعُ والمَآبُ.

أيُّهَا النَّاسُ، اذكرُوا أهلَ قُبورٍ مِمَّنْ سَلَفَ منكم، ونوِّرُوا قُبورَهم بالصَّدَقَةِ، فإنَّ اللّٰه -تبارك وتعالى- يأذنُ أرواحَهم عندَ إفطارِكم مِن صَوْمِكم، فيقومُ كلُّ واحدٍ منهم على سَطْحِ بيتِه ويبكي، وينظرُ الولدُ إلى والدِه والوالدُ إلى ولدِه، والزَّوجةُ إلى بعلِها والرَّجلُ إلى امرأتِه... هكذا كلُّ قريبٍ إلى قريبِه، ويُنادِي بأصواتٍ حزينةٍ:

"هل من أحدٍ يذكرُنا، ويذكرُ غُربتَنا وفَقرَنا وحاجتَنا، يا

مَن سَكَنْتُم دَيارَنا، ويا مَن قَسَّمْتُم أموالَنا، أخذتم عقارَنا، ويا مَن سَعَدْتُمْ بما بِه شِقْوَتُنَا، يا فلان ويا فلان اذكُرُونا، كُتُبنَا مطويةٌ وكتبُكم منشورةٌ، يا أولادنا، ويا أقرباءنا، ويا أحبَّاءنا، برّدُوا مَضْجَعَنا بلُقَيْمَاتٍ على الفُقراءِ، وبصدقةٍ أو فِلْقَةِ خبزٍ أو قِطعةِ ثوب قبل أن تكونُوا أمثالَنا، فإنَّا اليومَ مُحتاجُونَ إليكم، وقد كُنَّا مِثلَكم أحياءً، وقد غَلَبَ علينا البُخلُ والحرصُ والأمانيُّ، فَمَنَعَنَا حقوقَ الفقراءِ، فَوَرِثْتُمُونَا ما بأيدينا، فارْحَمُوْنا يَرْحَمْكم رَبُّكم".

ثُمَّ يَرجِعون إلى مقرّهم نادِمِينَ آئِسِينَ إنْ لم يَصِلْ إليهم شيءٌ مِنْ ثوابِ صدقاتِهم واستغفارِهم، وإلَّا فرِحِينَ مَسرُورِينَ.

اے بندگانِ خدا! کیا تمھیں معلوم ہے کہ یہ کون سا مہینہ ہے؟ ایک بڑی قدر و منزلت والا مہینہ جو اللہ تعالیٰ نے تمام امتوں کے درمیان خاص ہمیں عنایت فرمایا ہے۔ اس مہینے میں تمھارے مردے دعا، استغفار، صدقہ اور تلاوتِ قرآن کے ثواب کی امید رکھتے ہیں، ان کی آرزو ہوتی ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں ایک سجدہ کریں جو قبر کی تاریکیوں اور وحشتوں میں انھیں فائدہ پہنچائے، لیکن وہ ایسا نہیں کرسکتے، کہ یہ ان کے لیے بہت بعید ہے، اب رہائی کا وقت نہیں۔ اسی طرح تم بھی آج محلوں میں ہو، کل قبروں میں ہوگے، تمھاری بھی وہی تمنا ہوگی جو آج ان کی ہے پھر سارے معاملات اللہ کے سپرد ہوں گے اور اسی کی بارگاہ واپس جانا ہوگا۔

اے لوگو! ان قبر والوں کو یاد کرو جو تم سے پہلے کوچ کر گئے اور صدقے کے ذریعہ اپنی قبروں میں روشنی کا سامان کرو، کیوں کہ اللہ تعالیٰ افطار کے وقت مردوں کی روحوں کو اجازت دیتا ہے تو ان میں سے ہر ایک اپنے گھر کی چھت پر کھڑی ہوکر روتی ہے، باپ بیٹے کی طرف اور بیٹا باپ کی طرف، بیوی شوہر کی طرف اور شوہر بیوی کی طرف دیکھتا ہے اور اسی

طرح ہر قریبی اپنے قریبی کی طرف دیکھ کر غم زدہ آواز سے پکار کر کہتا ہے:

کیا تم میں سے کسی کو ہماری یاد آتی ہے؟ اور ہماری غریب الوطنی، تہی دستی اور محتاجی کی یاد آتی ہے؟ اے ہمارے گھروں میں رہنے والو! ہماری دولت بانٹ لینے والو! اور ہماری جائیداد پر قبضہ کرنے والو! جو چیز ہماری بدبختی کا سبب بنی اس کے ذریعے عیش کرنے والو! اے فلاں! اے فلاں! ہمیں یاد رکھو۔ ہمارے نامۂ اعمال بند کر دیے گئے، جب کہ تمھارے اعمال نامے کھلے ہوئے ہیں۔ اے ہماری اولاد! اے ہمارے اعزہ واقارب! اس سے پہلے کہ تم بھی ہم جیسے ہو جاؤ صدقے، روٹی یا کپڑے کے ٹکڑے اور غریبوں کو چند لقمے دے کو ہماری قبر کو ٹھنڈک پہنچاؤ؛ کیوں کہ آج ہمیں تمھاری ضرورت ہے، ہم بھی تمھاری طرح زندہ تھے، ہم پر بخل، حرص اور آرزوئیں غالب آگئیں اور ہمیں غریبوں کے حقوق کی ادائگی سے باز رکھا، پھر جو چیز ہمارے قبضے میں تھی تم اس کے وارث ہو گئے، تو ہم پر رحم کرو تمھارا پروردگار تم پر رحم کرے گا۔

پھر روحیں پشیماں اور ناامید ہو کر اپنی قیام گاہوں کی طرف واپس چلی جاتی ہیں اگر انھیں ان (کے اعزہ واقارب) کی طرف سے صدقہ واستغفار کا ثواب نہیں ملتا ورنہ خوش ہو کر واپس جاتی ہیں۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا اسمِ مبارک اذن خیر (بھلائی سننے والا) ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

میں رمضان کے پہلے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آفتاب غروب ہونے کے قریب تھا، آپ کے چہرۂ انور پر غم کے آثار نمایاں تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ماجرا کیا ہے؟ کیا کوئی وحی نازل ہوئی جس کی وجہ سے آپ غم زدہ ہو گئے؟ فرمایا:

لا، وإنَّما أَرَى الأرواحَ تَتَطَايَرُ بينَ السَّماءِ والأرضِ، تَضِجُّ إلى اللهِ بالبُكاءِ والتَّضرُّعِ والصَّراخِ

نہیں، میں روحوں کو دیکھ رہا ہوں جو زمین و آسمان کے درمیان محو پرواز ہیں، وہ بارگاہ الٰہی میں گریہ وزاری اور آہ وفغاں کے ساتھ چیخ وپکار کر رہی ہیں۔

پھر فرمایا:

أيْ عبادَ اللهِ، أهْدُوا إلى مَوتاكم بالصَّدقةِ والدُّعاءِ والاستغفارِ، فإنَّ أرواحَ المُؤمنينَ يأتونَ كُلَّ ليلةِ جُمُعةٍ من رمضانَ إلى السَّماءِ الدُّنيا، ويَقفُون بحِذاءِ أبوابِ دُوْرِهم، ويَنظُرون إلى أهالِيهم وأقربائِهم وأخِلاَّئِهم، ويُنادُونَ بأصواتٍ حزينةٍ

اے اللہ کے بندو! اپنے مردوں کو صدقہ، دعا اور استغفار کی صورت میں ہدیہ دو، کیوں کہ اہل ایمان کی روحیں رمضان میں ہر جمعہ کی شب آسمان دنیا پر آتی ہیں اور اپنے گھروں کے دروازوں کے مقابل ٹھہر کر اپنے اہل خانہ، اعزہ واقارب اور دوستوں کی طرف دیکھتی ہیں اور درد بھری آواز میں کہتی ہیں :

يا أولادَنا، ويا أقربَاءَنا، ويا فلانٌ ويا فلانٌ، ويا فلانةُ ويا فلانةُ، اعطِفُوا علينا بثوابِ صدقةٍ مِنْ خُبزٍ ودِرْهَمٍ أوْ شربةِ ماءٍ أوْ دُعاءٍ أو اسْتِغْفَارٍ، اذكُرُونا -يَرحمكمُ اللهُ- واذكُرُوا غُربتَنا وسُكْنَانَا تحت أطباقِ الصُّخورِ، ونوِّرُوا قُبورَنا، وقلة حيلتنا وانقطاع أعمالِنا، فإنَّا قد لقِينا في قُبورنا حُزنًا وندامةً على ما فرَّطْنَا في دُنيانا، وارحمُونا قبلَ أنْ تكونُوا أمثالَنا فتَنْدَمُوا كما نَدِمْنا، وَا حَسرتَاه! وَا نَدامتَاه! وَا مُصيبتَاه! ما أطولها الأموال التي بأيديكم كانَتْ بأيدينا، فصارت علينا مصائبَ ومنفعةً لغَيرِنا، يا أولادَنا، أنتم تأكلُونَها ونحن نُحاسَبُ عليها ونُعَذَّبُ بها".

اے ہماری اولاد! اے ہمارے قریبی رشتہ دار! اے فلاں! اے فلاں!، اے فلانی ،اے فلانی! روٹی، درہم، شربت کے صدقے یا دعا واستغفار کے ذریعے ہم پر مہربانی کرو،

اللہ تم پر مہربانی فرمائے گا۔ ہماری غریب الوطنی، پتھروں کے نیچے ہماری رہائش کو یاد کرو، ہماری قبروں کو روشن کرو، ہماری بے تدبیری اور سلسلۂ عمل کے بند ہونے کو یاد کرو، کیوں کہ ہم نے دنیا میں جو غفلت و کوتاہی کی ہے اس کے بدلے اپنی قبروں میں غم اور شرمندگی کا سامنا کررہے ہیں۔ ہم پر ترس کھاؤ اس سے پہلے کہ تم بھی ہماری طرح (بے بس) ہو جاؤ پھر تمہیں پچھتاوا ہو جس طرح ہمیں پچھتاوا ہو رہا ہے۔ ہائے افسوس! ہائے پشیمانی! ہائے مصیبت! کتنے زیادہ ہیں وہ مال جو پہلے ہمارے پاس تھے اور اب تمھارے پاس ہیں۔ وہ ہماری مصیبت اور دوسروں کے فائدے کا باعث بن گئے، اے ہماری اولاد! تم وہ مال کھا رہے ہو جب کہ ہم سے ان کا حساب ہو رہا ہے اور ہم ان کی وجہ سے عذاب میں گرفتار ہیں۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خوب روئے اور ہمیں بھی رلا دیا پھر فرمایا: أولٰئكم كانوا في نعيمِ الدُّنيا، وصارُوا تحت أطباقِ اللحودِ، وقرأ: ﴿منها خلقناكم وفيها نعيدكم ومنها نخرجكم تارة أخرى﴾[طه: ۵۵].

وہ دنیا کی آسائشوں میں تھے اور اب قبر کے تختوں کے نیچے ہیں۔ پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی (مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ ، وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى) یعنی ہم نے تمہیں اسی مٹی سے پیدا کیا، اسی میں واپس کریں گے اور پھر دوبارہ اسی سے نکالیں گے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا اسمِ گرامی قیم (سربراہ و رہ نما) اور جامع ہے وہ ایک شخص کو حکم دیتے کہ رمضان کے چاند کے لیے ایک بلند جگہ کھڑا ہو جائے۔ اگر چاند نظر آجائے تو بلند آواز سے کہے: چاند (نظر آگیا) ورنہ رات کی تاریکی میں خبر کا انتظار کرے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام نامی مقتفی (بعد میں آنے والا) ہے۔ انھوں نے فرمایا:

رجب شهرُ أمَّتِي، وفضلُه على سائرِ الشُّهورِ كفضلِهم

على سائر الأُمَمِ. وشعبانُ شهرِي، وفضلُه على سائِرِ الشُّهورِ كفضلي على سائر الأنبياءِ. ورمضانُ شهرُ اللّٰه، وفضلُه على سائر الشُّهور كفضلِ اللّٰه على سائِرِ خلقِه.

رجب میری امت کا مہینہ ہے اور اسے باقی مہینوں پر اسی طرح فضیلت حاصل ہے جس طرح میری امت کو دیگر امتوں پر فضیلت حاصل ہے۔ شعبان میرا مہینہ ہے اور اسے دوسرے مہینوں پر اسی طرح فضیلت حاصل ہے جس طرح مجھے دیگر انبیاے کرام پر فضیلت حاصل ہے اور رمضان اللہ کا مہینہ ہے اور اسے تمام مہینوں پر اسی طرح فضیلت حاصل ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کو تمام مخلوق پر فضیلت حاصل ہے۔

ایک روایت میں یہ بھی اضافہ ہے: پھر فرمایا:

اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي رَجَبٍ وَشَعْبَانَ، وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ[1].

اے اللہ! ہمارے لیے رجب اور شعبان میں برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان تک پہنچا۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولیٰ پر جن کا اسمِ مبارک مقفّی (بعد میں آنے والا) ہے، جنھوں نے فرمایا:

إذا كان أَوَّلُ ليلةٍ من رمضانَ غفر اللّٰهُ لأمتي مِنَ الذُّنوبِ كلِّها سرِّها وعلانيَّتِها.

جب رمضان المبارک کی پہلی شب ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ میری امت کے تمام علانیہ اور پوشیدہ گناہ بخش دیتا ہے۔

---

(۱) أخرجه البزار في "المسند" (٦٤٩٦)، والطبراني في "المعجم الأوسط" (٣٩٣٩)، وأبو نعيم في "حلية الأولياء" (٦/٢٦٩)، والبيهقي في "شعب الإيمان" (٣٥٣٤) عن أنس بن مالك -رضي اللّٰه تعالى عنه-.

ایک روایت میں ہے:

إذا كان أوَّلُ ليلةٍ من رمضانَ يأمرُ اللّٰهُ تعالى الحَفَظَةَ أنْ لا يَكتُبُوا ذُنوبَ مَنْ صامَ، فإنّي أنَا الغَفورُ الرَّحيمُ.

جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو اللہ تعالیٰ نگراں فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ روزہ داروں کے گناہ نہ لکھیں، کیوں کہ میں بخشنے والا مہربان ہوں۔

رمضان کی دیگر فضیلتوں کا بیان

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام رسول ملاحم (جنگوں کی خبر دینے والا رسول) ہے، جن کا ارشاد ہے:

إن الجنّةَ لَتتزَيّنُ لدخولِ رمضانَ من الحَولِ إلى الحولِ. فإذا كان أوَّلُ ليلةٍ منه هَبَّتْ ريحٌ من تحت العرشِ يقال لها: المُثِيْرَةُ، فصفَّقت ورقُ الجنَّةِ وحِلَقَ المَصاريع، فيسمع لذلك طنينٌ لم يسمع الخلائقُ أو السَّامعون أحسنَ منه، فتنظر الحُورُ العينُ إلى ذلك، فتقول: "يا رب، اجعل لنا في هذا الشَّهر أزواجًا من عِبادِك الصَّالحين تُقِرُّ أعينُنا بهم وأعينُهم بنَا"، فما من عبدٍ صام رمضان إلا زوَّجه اللّٰهُ زوجةً منهنَّ، وأسكنهم في خيمةٍ من درَّةٍ بيضاء، إن شِئْتُم فاقْرَءُوا: ﴿حورٌ مقصُوراتٌ في الخِيامِ﴾ [الرحمن: ۷۲]، على كلِّ امرأةٍ منهُنَّ سبعُون حُلَّةً ليست منها حُلَّةٌ على لون الأخرى، ولكلِّ واحدةٍ منهنَّ سريرٌ من ياقوتةٍ حمراءَ، عليه سبعُون فِراشًا بَطائُنها مِنَ اسْتَبْرَقٍ، وبين كلِّ واحدةٍ منهنَّ سبعُون وَصيفةً، قال ابن سيرين: أي: جَوَار تخدمُهنَّ

یقیناً ماہِ رمضان کے استقبال کے لیے سال بھر جنت سجائی جاتی ہے، جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے جس کا نام مثیرہ ہے، (جس کے جھونکوں کی وجہ سے) جنت کے درختوں کے پتے اور کواڑوں کے حلقے بجنے لگتے ہیں، جس

سے (ایسی دل آویز، سریلی) آواز نکلتی ہے کہ مخلوق یا سننے والوں نے اس سے اچھی آواز کبھی نہیں سنی، تو جنت کی خوش نما آنکھوں والی حوریں اسے دیکھ کر کہتی ہیں: اے اللہ! اس مہینے میں ہمارے لیے اپنے نیک بندوں میں سے شوہر بنادے، ان سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ہم سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ تو جو بھی بندہ رمضان میں روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ ان میں سے ایک حور سے اس کی شادی کر دیتا ہے اور سفید موتی کے خیمے میں ان کی قیام گاہ بنا دیتا ہے، اگر تم چاہو تو یہ آیت کریمہ تلاوت کرو (حُورٌ مَّقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ) یعنی وہ خیموں میں پردہ نشیں حوریں ہوں گی۔ ان میں سے ہر عورت کے جسم پر ستر جوڑے ہوں گے ان میں سے کوئی بھی جوڑا دوسرے جوڑے کے رنگ کا نہیں ہوگا اور ان میں سے ہر ایک کے لیے سرخ رنگ کے یاقوت کا تخت ہوگا اس پر ستر بستر ہوں گے جن کا بھراؤ دبیز ریشم کا ہوگا اور ان میں سے ہر ایک کے لیے ستر خادمہ ہوں گی۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولیٰ پر جن کا نام نامی رسولِ راحت ہے ان کا فرمان ہے:

إذا دخل رمضانُ أوَّلَ ليلةٍ من رمضانَ تقومُ الحُورُ العَينُ على شَرَفِ الجنَّةِ، وتُنادِي: هل مِن خاطِبٍ إلى اللهِ فيزوِّجه مِنَّا، ثم يَقُلْنَ لِرضوانَ: ما هذه اللَّيلةُ؟ فيَقولُ: إنَّ هذه أوَّلُ ليلةٍ من رمضانَ، أَمَرَ اللهُ عبادَه بالصِّيامِ والقِيامِ، فَيَقُلْنَ: هَلُمُّوا عبادَاللهِ إلى صِيامِكم وقِيامِكم.

جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں جنت کے بالا خانے پر کھڑی ہو کر پکارتی ہیں: ہے کوئی نکاح کا پیغام دینے والا جس سے اللہ تعالی ہماری شادی کر دے، پھر وہ داروغۂ جنت حضرت رضوان سے پوچھتی ہیں: یہ کون سی رات ہے؟ وہ کہتے ہیں: یہ رمضان کی پہلی رات ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو صیام وقیام کا حکم دیا ہے، پھر وہ کہتی ہیں: اے بندگانِ خدا! روزہ اور شب بیداری کی طرف سبقت کرو۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام کامل ہے، جن کا فرمان ہے:

إذا دخل رمضانُ وفُتِحت أبوابُ السَّماءِ وغُلِقَتْ أبوابُ جهنَّمَ وسُلسِلَتِ الشَّياطينُ والمَرَدَةُ فلا يخلصون فيه إلى ما كانوا يخلصون في غيره، ويُزيِّنُ اللّٰه -عزوجل- كلَّ يومٍ من أيَّامه جِنانَه، ويقول: يوشك عبادي الصَّائمون أن يُلْقُوْا عنهم المُؤنةوالأذى، ويصيرون إليك.

جب رمضان داخل ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور سرکش شیطانوں کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے تو وہ اس میں اس طرح آزاد نہیں رہتے جس طرح دیگر مہینوں میں رہتے ہیں، اور ہر روز اللہ تعالیٰ جنتیں آراستہ کرتا ہے اور فرماتا ہے: جلد ہی میرے روزے دار بندے اپنی ذمہ داری اور تکلیف کو چھوڑ کر تیری طرف آئیں گے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام پاک اکلیل (تاج) ہے، انھوں نے اللہ تعالیٰ سے روایت کر کے فرمایا:

جب رمضان کی آمد ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يا رضوانُ، افتَحْ أبوابَ الجِنان للصَّائمين من أمَّة محمَّدٍ صلى اللّٰه عليه وسلم، ويا مالكُ، أغلِقْ أبوابَ النِّيران عن الصَّائمينَ من أمَّة محمَّدٍ صلى اللّٰه عليه وسلم.

اے رضوان! امت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام) کے روزہ داروں کے لیے جنت کے دروازے کھول دو، اے مالک! امت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام) کے روزہ داروں کے لیے جہنم کے دروازے بند کر دو۔

پھر جبرئیل علیہ السلام سے فرماتا ہے:

اهبِط إلى الأرضِ وَصَفِّد المَرَدَةَ والشَّياطينَ، واغلُلْهُمْ بالإغلاف، واقذِفْ بهم في لَجَجِ البِحارِ لكيلا يُفسِدُوا على الصَّائمينَ صِيامَهُمْ[1].

زمین پر جاکر سرکش شیطانوں کو جکڑ دو، انھیں بیڑیوں میں جکڑ کر سمندروں کی گہرائیوں میں ڈال دو تاکہ روزہ داروں کے روزے خراب نہ کر سکیں۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا اسمِ گرامی مزمل (چادر اوڑھنے والا) ہے، ان کا ارشاد ہے:

مَن صامَ يومًا مِنْ أوَّلٍ في رمضانَ بَاعَدَ اللّٰهُ وجهَه مِنَ النَّارِ سبعِينَ خَرِيفًا[2].

جو شخص رمضان کے پہلے دن کا روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو ستر سال کی مسافت کے برابر دوزخ کی آگ سے دور کر دیتا ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام نامی مدثر (چادر اوڑھنے والا) ہے، انھوں نے فرمایا:

ذَاكِرُ اللّٰهِ فِي رَمَضَانَ مَغْفُورٌ لَهُ، وَسَائِلُ اللّٰهِ فِيهِ لَا يَخِيبُ[3].

رمضان میں ذکرِ الٰہی کرنے والے کی بخشش ہو جاتی ہے اور اس میں اللہ سے سوال کرنے والا محروم نہیں ہوتا۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا اسمِ گرامی

---

(١) أخرجه البيهقي بمعناه في "شعب الإيمان" (٣٤٢١) عن ابن عباس -رضي الله تعالى عنهما-.

(٢) أخرجه البخاري (٢٨٧٨) عن أبي سعيد -رضي الله تعالى عنه-.

(٣) أخرجه الطبراني في "المعجم الأوسط" (٧٣٤١)، والبيهقي في "شعب الإيمان" (٣٣٥٥)، و"فضائل الأوقات" (٦٨) عن أمير المؤمنين عمر بن الخطاب -رضي الله تعالى عنه-.

عبد اللہ ہے، ان کا فرمان ہے:

مَن أدرَكَ رمضانَ وعَرَفَ حُرمتَه، وصامَ نهارَه، وقامَ ليلَه، وأدَّى زكاةَ مالِه، خَرَجَ عنه الشَّهرُ لم يبقَ له ذَنْبٌ يُطالبُه اللّٰهُ بذلك.

جسے رمضان کا مہینہ ملا، اس نے اس کی عظمت پہچانی، دن میں روزہ رکھا، رات میں عبادت کی اور اپنے مال کی زکات ادا کی تو اس سے رمضان اس حال میں رخصت ہوتا ہے کہ اس پر کوئی ایسا گناہ نہیں رہتا جس کا اللہ تعالی اس سے مطالبہ کرے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام حبیب اللہ ہے، ان کا فرمان عالی شان ہے:

ألا إنَّ لكلِّ عملٍ بابًا، وبابُ العبادةِ الصَّومُ(۱).

سنو! ہر عمل کا ایک دروازہ ہے اور عبادت کا دروازہ روزہ ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام صفی اللہ (اللہ کا برگزیدہ) ہے، ان کا ارشاد ہے:

ألا إنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ زَكَاةً، وَزَكَاةُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ(۲).

سنو! ہر چیز کی زکات ہے اور جسم کی زکات روزہ ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا اسمِ گرامی نجی اللہ (اللہ سے مناجات کرنے والا) ہے، ان کا ارشاد ہے:

ألا إنَّ للصَّائم عندَ كلِّ فِطْرٍ دعوةً مُستَجابةً لا تُردُّ(۳).

سنو! یقیناً افطار کے وقت روزہ دار کی دعا قبول ہوتی ہے، رد نہیں کی جاتی ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام کلیم

---

(۱) ذكر المتقي الهندي بمثله في "كنز العمال" (۲۳۵۹۱)، وعزاه إلى أبي الشيخ عن أبي الدرداء -رضي اللّٰه تعالى عنه-.

(۲) أخرجه ابن ماجه (۱۸۱۷) عن أبي هريرة -رضي اللّٰه تعالى عنه-.

(۳) أخرج ابن ماجه بمثله (۱۸۲۵) عن عبد اللّٰه بن عمرو -رضي اللّٰه تعالى عنهما-.

اللہ (اللہ سے بات کرنے والا) ہے، ان کا فرمان ہے:

أَلا إِنَّ الصَّومَ لا رياءَ فيه إلا أنَّه نصفُ الصَّبْرِ.

سنو! روزے میں ریاکاری نہیں ہوتی مگر یہ کہ وہ آدھا صبر ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام خاتم الانبیاء (آخری نبی) ہے، جن کا ارشاد ہے:

أَلا إِنَّ صَمْتَ الصِّائم تسبيحٌ، ونومه عبادةٌ، ودعاءه مستجابٌ، وعمله مضاعفٌ وجُنَّةٌ من النَّار[1].

سنو! روزہ دار کی خاموشی تسبیح ہوتی ہے، اس کی نیند عبادت ہوتی ہے، اس کی دعا قبول ہوتی ہے اور اس کے عمل (کا ثواب) کئی گنا زیادہ اور جہنم سے بچاؤ کا سامان ہوتا ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام خاتم الرسل (آخری رسول) ہے، ان کا ارشاد ہے:

أَلا إِنَّ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ، وَقَامَهُ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.[2].

جو شخص ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے رمضان کا روزہ رکھے اور شب بیداری کرے اس کے گزشتہ (صغیرہ) گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام محی (زندگی بخشنے والا) ہے، ان کا ارشاد ہے:

من صام يومًا تطوُّعًا لم يطَّلِعْ أحدٌ، لم يَرْضَ اللّٰهُ له بثوابٍ

---

(١) ذكر المتقي الهندي بمثله في "كنز العمال" (٢٣٦٣١)، وعزاه إلى الديلمي عن ابن عمرو -رضي الله تعالى عنهما-.

(٢) أخرجه الترمذي (٦٨٥) وقال: هذا حديث صحيح و ابن ماجه (١٣٨٧) و أحمد (١٠٦٨٦) عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه

دونَ الجنةِ، فكيف بصيام رمضانَ؟![1].

جو شخص ایک دن نفلی روزہ رکھے، جس کی کسی کو خبر نہ ہو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت سے کم ثواب پسند نہیں فرماتا، تو رمضان کے روزے کا کیا اجر ہوگا؟!

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام منجی (نجات دینے والا) ہے، ان کا ارشاد ہے:

من صام رمضانَ مع أهلِه وعيالِه، وأفْطَرَ معهم، أعْطَاه اللّٰهُ تعالى مِنَ الأجْرِ كَمَنْ صامَ بمكةَ والمَدينةِ وبيتِ المقدسِ، واسْتَغْفَرَ له اثنا عَشَرَ مَلَكًا. وَمَنْ استغفَرَ كُلَّ يوم وليلةٍ من رمضانَ عَشَرَ مرَّاتٍ، وهَلَّلَ سَبْعَ مرَّاتٍ: "لَا إلَهَ إلَّا اللّٰهُ الحَيُّ القَيُّوْمُ القَائِمُ عَلَى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ"، كَتَبَ اللّٰهُ له سبعِينَ حَسَنَةً، وَمَحَى عنه سبعِينَ سَيِّئَةً.

جو شخص اپنے اہل و عیال کے ساتھ روزہ رکھے، ان کے ساتھ افطار کرے اللہ تعالیٰ اسے مکہ، مدینہ اور بیت المقدس میں روزہ رکھنے والے کے برابر ثواب عطا کرتا ہے، بارہ فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ اور جو شخص رمضان کے دن اور رات میں دس بار استغفار کرے، سات بار "لا إله إلا اللّٰه الحي القيوم القائم على كل نفس بما كسبت" پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ستر نیکیاں لکھ دیتا ہے اور ستر گناہ مٹا دیتا ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام مذکر (نصیحت کرنے والا) ہے، ان کا ارشاد ہے:

---

[1] ذكر المتقي الهندي بمثله في "كنز العمال" (٢٣٦٠١)، وعزاه إلى الخطيب عن سهل بن سعد -رضي اللّٰه تعالى عنه-.

مَن صامَ يومًا مِن رمضانَ، عَجَّ شيطانُه: يا وَيْلَهُ، غُفِرَتْ سَيِّئاتُه، ورضِي عنه ربُّه، وأعطاه سؤلَه.

جو شخص رمضان کا ایک روزہ رکھے اس کا شیطان چیخ کر کہتا ہے: ہائے افسوس! اس کے گناہ بخش دیے گئے، اس کا پروردگار اس سے خوش ہو گیا اور اسے اس کا مطلوب عطا کر دیا۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام ناصر (مددگار) ہے، جنھوں نے فرمایا:

أُعطِيَتْ أُمَّتِي في رمضانَ خَمْسَ خِصالٍ لم تُعطَ أمَّة قبلَها: خُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ وهو أَطْيَبُ عندَ الله من ريح المِسكِ، وتَسْتَغْفِرُ لهم المَلائكةُ حتَّى يُفطِرُوا، وَيَنْظُرُ اللهُ تعالَى إليهم -ومَنْ نَظَرَ إليه لم يُعَذِّبْه-، ويأمرُ جنَانَه: "اسْتَعِدِّي وَتَزَيَّنِي لِعِبادِي، يُوْشِكُ أنْ يستَرِيحُوا مِن نَصْبِ الدُّنيا ويَصِيْرُوا إلَيكِ"، وتُصَفَّدُ فيه مَرَدَةُ الشَّياطِينَ فلا يخلصُون فيه إلى ما كانُوا يخلصُون في غيره[1].

رمضان میں میری امت کو پانچ ایسی چیزیں عطا کی گئیں جو اس سے پہلے کسی امت کو عطا نہیں ہوئیں: (۱)-روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے، (۲)-افطار تک فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں، (۳)-اللہ تعالیٰ ان پر نظر کرم فرماتا ہے، اور اللہ تعالی جس پر نظر کرم فرمائے اسے عذاب نہیں دیتا، (۴)-اللہ تعالی جنت کو حکم دیتا ہے کہ میرے بندوں کے لیے تیار اور آراستہ ہو جاؤ، قریب ہے کہ وہ دنیا کی پریشانیوں سے راحت پا کر تمھاری طرف کوچ کر جائیں۔ (۵)-اس میں سرکش شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے تو غیر رمضان میں انھیں جو آزادی حاصل ہوتی ہے وہ رمضان میں حاصل نہیں ہوتی۔

---

(۱) أخرج أحمد بمثله (۸۰۳۲) عن أبي هريرة -رضي الله تعالى عنه-.

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام منصور (مدد کیا ہوا) ہے، جنھوں نے فرمایا:

مَن تقرَّب في رمضانَ بخصلةٍ من الخير كان كمَن أدَّى فريضةً، ومَن أدَّى فريضَةً فيه كان كمَن أدَّى سبعِينَ فريضةً فيما سواه[1].

جو شخص رمضان میں ایک نفلی نیکی کرتا ہے وہ فرض ادا کرنے والے کی طرح ہے اور جو ایک فرض ادا کرتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو غیر رمضان میں ستر فرض ادا کرے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام نبی رحمت ہے، ان کا ارشاد ہے:

نوافلُ رمضانَ بمنزلةِ الفَرائضِ في غيرِه، وفرائضُه مضاعفةٌ على الفرائضِ في غيره سبعينَ ضِعْفًا.

رمضان المبارک کے نوافل غیر رمضان کے فرض کے درجے میں ہیں اور اس کے فرض غیر رمضان کے ستر فرائض کے برابر ہیں۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام نبی توبہ ہے، انھوں نے اپنے رب سے روایت کر کے فرمایا:

ألا، إنّني في كُلِّ ليلةٍ من رمضانَ أُنادِيهم ثلاثَ مرَّاتٍ: هل مِنْ سائلٍ فأعْطِي سؤلَه؟ هل مِنْ تائِبٍ فأتوب عليه؟ هل مِنْ مُستَغْفِرٍ فأغفر له؟ أَلَا مَنْ يُقْرِضُ المَلِيءَ الوَفِيَّ غَيْرَ المُعْدِمِ غَيْرَ الظَلُومِ فأخلف عليه الواحد بعشر أمثاله وإلى سبع مائة ضعف

(١) أخرج بمثله ابن خزيمة في "الصحيح" (١٨٨٧)، والبيهقي في "شعب الإيمان" (٣٣٦٦) عن سلمان الفارسي -رضي الله تعالى عنه-.

وإلى ما أشاء.

سنو! میں رمضان کی ہر شب انھیں تین مرتبہ ندا فرماتا ہوں: ہے کوئی مانگنے والا جسے اس کی مراد عطا کروں؟ ہے کوئی توبہ کرنے والا جس کی توبہ قبول کروں؟ ہے کوئی بخشش طلب کرنے والا جسے بخش دوں؟ سنو! کون ہے جو ایسے مخلص مال دار کو قرض دے جو تنگ دست اور ظالم نہیں تو میں اسے ایک کے بدلے میں دس گنا سے لے کر سات سو گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ جتنا چاہوں عطا کر دوں؟

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا ایک نام حریص علیکم (تماری بھلائی کے بہت زیادہ خواہاں) ہے، جنھوں نے فرمایا:

إن اللّٰه مؤكل بشهر رمضان، فإذا كان أول ليلةٍ منه نادى في السّحر: "يا باغي الخير، أقبِل قد فُتحت أبوابُ الرَّحمة، ويا باغي الشَّر، اقصُر، فهذه أبوابُ النّيران قد أطبقت، والشَّياطينُ قد سُلسلت، والحور العين قد تزيَّنت"، وهكذا إلى آخر الشَّهر.

اللہ تعالیٰ ماہ رمضان کا ضامن ہوتا ہے، جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو بھور کے وقت ندا دیتا ہے: اے طالب خیر! (بھلائی میں) لگ جا ور حمت کے دروازے کھول دیے گئے۔ اور اے طالب شر! باز آجا، جہنم کے دروازے بند کر دیے گئے، شیطانوں کو جکڑ دیا گیا ہے اور بڑی آنکھوں والی حوریں سنوار دی گئیں۔ اسی طرح مہینے کے اخیر تک یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا ایک نام رؤف (مہربان) ہے، انھوں نے فرمایا:

إن الطَّير في جوِّ السَّماء، والوُحوشَ على رؤوس الجبالِ، والحيتان في قَعر البُحور حتى أن الفَيْئَ الذي يُتَظَلَّلُ به يستغفرُ للصَّائمين في رمضان.

پرندے آسمان کی فضاؤں میں، درندے پہاڑ کی چوٹیوں پر، مچھلیاں سمندر کی

گہرائیوں میں یہاں تک کہ جو سایہ حاصل کیا جاتا ہے وہ بھی رمضان میں روزہ داروں کے لیے بخشش کی دعا کرتا ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام رحیم ہے، جنھوں نے اپنے رب سے روایت کرکے فرمایا:

كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ، فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ[1]

آدمی کا ہر عمل اس کے لیے ہوتا ہے سوائے روزہ کے کہ وہ میرے لیے ہے اور اس کی جزا میں دیتا ہوں۔ یعنی روزے کا ثواب دیگر اعمال کی طرح فریق کو راضی کرنے کے لیے نہیں دیا جائے گا بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے فریق خود راضی ہو جائیں گے تو وہ خالص اللہ کے لیے ہو گیا۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام معلوم اور شہیر ہے انھوں نے فرمایا:

الصِّيَامُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ، إِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ، فَلاَ يَرْفُثْ وَلاَ يَصْخَبْ وَلَا يَجْهَلْ وَلَا يُشاتِمْ، وإن امرءٌ شاتَمَهُ أو جَهِلَ عليه، فَلْيَقُلْ: "إِنِّي امْرُءٌ صَائِمٌ"[2].

روزہ جہنم سے بچاو کا سامان ہے، جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو تو وہ نہ فحش گوئی کرے، نہ شور شرابا کرے، نہ جہالت کا کام کرے، اور نہ گالی گلوج کرے۔ اور اگر کوئی شخص اسے گالی دے یا اس کے ساتھ جہالت بھرا کام کرے تو اس سے کہے کہ میں روزے سے ہوں۔

---

(۱) أخرجه البخاري (۱۹۳۸)، ومسلم (۲۷٦۲)، وأحمد (۷۸۰۸)، عن أبي هريرة -رضي الله تعالى عنه-.

(۲) أخرج بمثله البخاري (۱۹۳۸)، ومسلم (۲۷٦۲)، وأبو داود (۲۳٦۵)، والنسائي (۲۲۲۸)، وأحمد (۷۸۰۸) عن أبي هريرة -رضي الله تعالى عنه-.

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام مشاہد ہے، جنھوں نے فرمایا:

فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ عِنْدَ اللّٰهِ أَطْيَبُ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ(۱).

اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا اسمِ گرامی شہید ہے، جن کا ارشاد ہے:

للصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا: إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ، وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ(۲).

روزہ دار کو دو خوشی حاصل ہوتی ہیں: جب افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور جب اپنے پروردگار سے ملاقات کرے گا تو خوش ہوگا۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام مشہود ہے، جن کا ارشاد ہے:

إِنَّ للجنَّةِ ثمانيةَ أبوابٍ، وإنَّ منها لبَابًا يُقال له الريَّان، يدخل منه الصَّائمُون، فيقومون ويدخلونه، فإذا دخلوه أغلق عليهم(۳).

جنت کے آٹھ دروازے ہیں، اس کے ایک دروازے کا نام "ریان" ہے، اس سے روزہ دار داخل ہوں گے، وہ کھڑے ہوں گے اور اس سے داخل ہوجائیں گے اور جب وہ

---

(۱) أخرج بمثله البخاري (۱۹۲۸)، ومسلم (۲۷٦۲)، والنسائي (۲۲۲۸)، وأحمد (۷۸۰۸) عن أبي هريرة -رضي الله تعالى عنه-.

(۲) أخرج بمثله البخاري (۱۹۳۸)، ومسلم (۲۷٦۲)، والنسائي (۲۲۲۸)، وأحمد (۷۸۰۸) عن أبي هريرة -رضي الله تعالى عنه-.

(۳) أخرج بمثله البخاري (۱۹۳۰)، ومسلم (۲۷٦٦)، والنسائي (۲۲٤۸)، وابن ماجه (۱۷۰۹)، وأحمد (۲۳۲۸۱) عن سَهْلِ بن سَعْدٍ -رضي الله تعالى عنه-.

داخل ہو جائیں گے تو وہ دروازہ بند ہو جائے گا۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام بشیر اور مبشر ہے، جنھوں نے فرمایا:

صومُ يوم من رمضانَ خيرٌ من صوم ألفِ شهرٍ في غيره، وركعةٌ في رمضان خيرٌ من ألف ركعة فيما سواه، وصدقةٌ في رمضانَ خيرٌ من ألف صدقة فيما سواه.

رمضان میں ایک دن کا روزہ غیر رمضان کے ہزار مہینوں کے روزے سے بہتر ہے۔ اور رمضان میں ایک رکعت غیر رمضان کی ہزار رکعتوں سے بہتر ہے، اور رمضان کا ایک صدقہ غیر رمضان کے ہزار صدقوں سے بہتر ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام نذیر ہے، انھوں نے اپنے رب سے روایت کی ہے:

كُلُّ حَسَنَةٍ يَعْمَلُهَا ابْنُ آدَمَ يُضَاعَفُ لَهُ مِنَ العَشَرَةِ إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ، إِلَّا الصَّوْمَ، يَدَعُ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ مِنْ أَجْلِيْ[1].

آدمی جو بھی نیک کام کرتا ہے اسے دس سے سات سو گنا تک ثواب دیا جاتا ہے سوائے روزہ کے کہ روزہ دار میری وجہ سے اپنا کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے:

كُلُّ حَسَنَةٍ يَعْمَلُهَا ابْنُ آدَمَ يُضَاعَفُ لَهُ مِنَ العَشَرَةِ إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ إِلَّا الصَّوْمَ، فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ وأكلَه وشربَه مِنْ أَجْلِيْ[2].

---

(۱) أخرج بمثله أحمد (۲۷۲۲) عن أبي هريرة - رضي الله تعالى عنه -.
(۲) أخرج بمثله مسلم (۲۷۶۳)، والنسائي (۲۲۲۷)، وابن ماجه (۱۷۰۷)، وأحمد (۷۷۲۲) عن أبي هريرة - رضي الله تعالى عنه -.

آدمی جو بھی نیک کام کرتا ہے اسے دس سے سات سوگنا تک ثواب دیا جاتا ہے سوائے روزہ کے کہ وہ میرے لیے ہے اور اس کا بدلہ میں ہی دیتا ہوں، روزہ دار میرے لیے اپنی خواہش اور کھانا، پینا چھوڑ دیتا ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام نامی نور ہے، جنھوں نے فرمایا:

إِنَّ رَمْضَانَ شَهْرٌ أَوَّلُهُ رَحْمَةٌ، وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ، وَآخِرُهُ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ[1].

ماہ رمضان کا پہلا (عشرہ) رحمت، درمیانی (عشرہ) مغفرت اور آخری (عشرہ) جہنم سے آزادی ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام سراج ہے، جن کا ارشاد ہے:

والذي نفس محمَّدٍ بيده، لو أراد اللّٰهُ أنْ يُعذِّبَ أمَّتي لَمَا أكرمهم بشهر رمضانَ.

اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد کی جان ہے! اگر اللہ تعالیٰ میری امت کو عذاب دینا چاہتا تو ماہ رمضان کے ذریعے اسے نہ نوازتا۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام مصباح (چراغ) ہے، جنھوں نے فرمایا:

إن اللّٰه -عز وجل- يأمر المَلائكةَ أن يبنُوا لكلِّ صائمٍ بكل تسبيحةٍ وتهليلةٍ وصلاةٍ بيتًا في الجنَّةِ، وإنَّه يغفر له مِنْ

---

(۱) أخرجه ابن خزيمة في "صحيحه" (۱۸۸۷)، والبيهقي في "شعب الإيمان" (۳۳۳٦) عن سلمان الفارسي -رضي اللّٰه تعالى عنه-.

تجانُف العصيان.

اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ روزہ دار کے لیے ہر تسبیح، تہلیل اور نماز کے بدلے جنت میں ایک گھر بنائیں، اور اللہ تعالیٰ گناہوں کی طرف میلان سے اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام منذر (ڈرانے والا) ہے، جو رمضان کی آمد پر فرماتے:

مرحبًا بمطهِّرنا، هو خيرٌ كلُّه: صيامٌ نهارُه وقيامٌ ليلته، النفقة فيه كالنَّفقة في سبيل الله. فمن صامه وقامه إيمانًا واحتسابًا غفر له ما تقدم من ذنبه، يدع المؤمن أكلَه وشربَه وشهوتَه ابتغاءً لمرضات الله تعالى.

ہمیں (گناہوں سے) پاک کرنے والے (رمضان) کو خوش آمدید، وہ سراپا خیر و برکت ہے، اس کے دن کا روزہ بھی اور رات کا قیام بھی۔ اس میں خرچ کرنا راہ خدا میں خرچ کرنے کی طرح ہے، تو جو ایمان کے ساتھ ثواب کی امید پر روزہ رکھے اور شب بیداری کرے اس کے گزشتہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں، اس میں مومن اللہ تعالیٰ کی خوش نودی کے لیے اپنا کھانا پینا اور خواہش ترک کر دیتا ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام ھدی ہے، جن کا ارشاد ہے:

إن ربكم -عز وجل- ينظر في أول ليلة من رمضانَ إلى الصائمين، ومن نظر إليه لم يعذِّبه ويغفر له في آخر ليلة منه.

تمھارا رب رمضان کی پہلی شب میں روزہ داروں پر نظر رحمت فرماتا ہے اور اللہ جس پر نظر رحمت فرمائے اسے عذاب نہیں دیتا اور رمضان کی آخری رات میں اسے بخش دیتا ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام مہدی

(ہدایت یافتہ) ہے، انھوں نے فرمایا:

بينما أهل الجنة في النَّعيم إذ شمُّوا رائحةً طيبةً لم يشمُّوا مثلَها، فيقولون: "ما هذه الرِّيح الطَيبة، والله ما شممنا رائحةً أطيبَ من هذه الرائحةِ"، فيقال لهم: "هذه رائحة الصّوَّامين لرمضان، حصنهم الله".

جنتی نعمتوں میں ہوں گے اسی درمیان وہ ایک پاکیزہ خوش بو سونگھیں گے کہ ایسی خوش بو کبھی نہیں سونگھی ہوگی۔ وہ پوچھیں گے: یہ پاکیزہ خوش بو کیسی ہے؟ خدا کی قسم! ہم نے اس سے اچھی خوشبو کبھی نہیں سونگھی، انھیں بتایا جائے گا کہ یہ رمضان میں روزہ رکھنے والوں کی خوشبو ہے، اللہ انھیں اپنے حفظ و امان میں رکھے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام داعی ہے، جن کا ارشاد ہے:

إن الله -تبارك وتعالى- يبعث شهر رمضان يومَ القيامة على صورةٍ حسنةٍ جميلةٍ، وله نورٌ وبهاء. فيقف بين يد الله تعالى، فيشهد لمَن صامه وقامه بلا رياءٍ وسمعةٍ، ويشهد على من لم يصُمه أوْ فر منه بارتكابِ ما نَهى الله عنه. ثم يؤتى بالقرآن، فيقف معه، يشهد لمن أقامَه ويشهد على من خالف، ويؤمر بالشَّفاعة في عُصاة هذه الأمَّة، فيشفعنا.

اللہ تعالیٰ بروز قیامت ماہ رمضان کو ایک حسین و جمیل صورت میں اٹھائے گا اس میں نورانیت اور رونق ہوگی، وہ اللہ کی بارگاہ میں کھڑا ہوگا پھر وہ بغیر ریا اور سمعہ کے روزہ رکھنے والوں اور رات میں عبادت کرنے والوں کے حق میں گواہی دے گا اور ان کے خلاف گواہی دے گا جنھوں نے روزہ نہیں رکھا یا اللہ کی منع کردہ چیزوں کا ارتکاب کرکے اس سے فرار اختیار کیا، پھر قرآن کریم کو پیش کیا جائے گا وہ اللہ کے حضور کھڑا ہوگا اور ان لوگوں

کے حق میں گواہی دے گا جنھوں نے اس پر عمل کیا اور ان کے خلاف گواہی دے گا جنھوں نے اس کی مخالفت کی اور اسے اس امت کے گناہ گاروں کی شفاعت کا حکم ہو گا تو وہ ہماری شفاعت کرے گا۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام منیر (روشن کرنے والا) ہے، جن کا ارشاد ہے:

إِنَّ الْقُرْآنَ وَالصِّيَامَ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يَقُولُ الْقُرْآنُ: "أَيْ رَبِّ، مَنَعْتُهُ النَّوْمَ فَشَفِّعْنِي فِيهِ"، وَيَقُولُ الصِّيَامُ: "يَا رَبِّ، مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ وَشَهْوَةَ النَّهَارِ، فَشَفِّعْنِي فِيهِ"، فَيُشَفَّعَانِ[1]

قرآن کریم اور روزہ یہ دونوں قیامت کے دن بندے کی شفاعت کریں گے، قرآن کہے گا: پروردگار! میں نے اسے سونے سے باز رکھا تو اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ اور روزہ کہے گا: پروردگار! میں نے اسے دن میں کھانے پینے اور خواہش نفس سے روکے رکھا اس لیے اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما، تو ان دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام مدعو (جس سے مدد مانگی جائے) ہے، جن کا ارشاد ہے:

إِنَّ خِصَاءَ أُمَّتِي الصِّيَامُ وَالْقِيَامُ[2].

میری امت کا خصا روزہ اور شب بیداری ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام مجیب (قبول کرنے والا) اور مجاب (قبول کیا جانے والا) ہے، جنھوں نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ - عز وجل - أَوْحَى إِلَى نَبِيٍّ مِنْ أَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنْ:

(۱) أخرجه أحمد (٦٧٣٦) عن عبد الله بن عمرو - رضي الله تعالى عنهما -.
(۲) أخرجه أحمد (٦٧٢٢) عن عبد الله بن عمرو - رضي الله تعالى عنهما -.

"أَخْبِرْ قَوْمَكَ أَنْ لَيْسَ عَبْدٌ يَصُومُ يَوْمًا ابْتِغَاءَ وَجْهِي إِلَّا صَحَّحْتُ لَهُ جِسْمَهُ وَأَعْطَيْتُ أَجْرَهُ"[1].

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ایک نبی کو وحی کی کہ اپنی قوم کو بتادیں کہ جو شخص میری خوشنودی کی خاطر ایک دن کے لیے روزہ رکھے گا اسے تندرستی اور ثواب عطا کروں گا۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا اسمِ گرامی حفی (مشفق و مہربان) اور عفو (معاف کرنے والا) ہے، جن کا ارشاد ہے:

مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ[2].

جو شخص جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑ تا اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام ولی حق ہے، انھوں نے ایک خطبے میں فرمایا:

يأيُّها النَّاس، صُونُوا صومَكم من الغيبةِ والنَّميمةِ، فإنَّهما يخرُقان الصَّومَ خرقًا

اے لوگو! اپنے روزے کو غیبت اور چغل خوری سے بچاؤ کیوں کہ یہ دونوں چیزیں روزے کی بری طرح بے حرمتی کرتی ہیں اور ایسے شخص سے کراماً کاتبین کہتے ہیں:

تُعِسْتَ، ثم تُعِسْتَ ثمَّ تُعِسْتَ، حُرِّمْتَ مغفرةَ ربِّك، ألا لا صَوْمَ لك" ثلاثًا

---

(۱) أخرجه البيهقي في "شعب الإيمان" (۳٦۳۸) عن علي بن أبي طالب - رضي الله تعالى عنه-.

(۲) أخرجه البخاري (۱۹۳۷)، وأبو داود (۲۳٦٤)، والترمذي (۷۱۱) وقال: "هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ"، وابن ماجه (۱۷۵۹)، وأحمد (۹۹۷٤) عن أبي هريرة - رضي الله تعالى عنه-.

تو ہلاک ہوجائے، تو تباہ ہو جائے، تو برباد ہوجائے، تو رب کی بخشش سے محروم ہوجائے، سن! تیرے روزے کی کوئی حیثیت نہیں۔ وہ تین مرتبہ ایسا کہتے ہیں اور اس سے بہت دور ہوجاتے ہیں کیوں کہ وہ اس کی بدبو محسوس کرتے ہیں۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام قوی ہے جن کا ارشاد ہے:

الصَّائِمُ فِي عِبَادَةٍ مِنْ حِينِ يُصْبِحُ إِلَى أَنْ يُمْسِيَ مَا لَمْ يَغْتَبْ[1].

روزہ دار صبح سے لے کر شام تک عبادت میں رہتا ہے جب تک کہ غیبت نہ کرے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام امین اور مامون ہے، جنھوں نے فرمایا:

إن أمتي لن يُخْزَوا ما أقامُوا رمضانَ.» فقال رجلٌ: "يا رسول الله، ما خِزيُهم؟" قال: «مَن انتهك فيه محرَّمًا، أو عمل سيئةً، أو شرب مسكرا، أو زنا، لم يقبل منه رمضان، وعليه لعنة الله والملائكةِ وأهلِ السَّماواتِ إلى مثله من الحول، وإن مات فيما بينه وبين رمضان لم يبقَ له عند الله حسنةٌ.

میری امت اس وقت تک ہرگز ہلاک نہیں ہوگی جب تک رمضان کی پاسداری کرے گی۔ ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! ان کی ہلاکت کیا ہے؟ فرمایا: جو تقاضاے حرمت کی خلاف ورزی کرتا ہے، یا برا کام کرتا ہے یا شراب نوشی کرتا ہے، یا زنا کرتا ہے، اس کا رمضان قبول نہیں ہوتا اور اس پر اللہ، اس کے فرشتوں اور آسمان والوں کی اگلے سال رمضان تک لعنت ہوتی ہے اور اگر وہ اس درمیان فوت ہوگیا تو اللہ کی بارگاہ میں اس کی کوئی

---

(۱) ذكره المتقي الهندي في "كنز العمال" (۲۳۸٦۳)، وعزاه إلى الفردوس عن ابن عباس -رضي الله تعالى عنهما-.

نیکی باقی نہیں رہے گی۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام نامی کریم اور مکرم ہے، جن کا ارشاد ہے:

رغم أنف رجلٍ، رغم أنف رجلٍ، رغم أنف رجلٍ، قالوا: "من هو، يا رسول الله، خاب وخسِر؟" قال: مَنْ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ، ثُمَّ انْسَلَخَ عَنْهُ، وَلَمْ يُغْفَرَ لَهُ[1].

اس شخص کی ناک خاک آلود ہو، اس شخص کی ناک خاک آلود ہو، اس شخص کی ناک خاک آلود ہو، صحابۂ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! وہ کون شخص ہے جو ناکام نامراد ہو گیا؟ فرمایا: جس کی زندگی میں رمضان کا مہینہ آیا اور اس کی مغفرت ہوئے بغیر گزر گیا۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام مکین (بلند رتبہ) ہے، جنھوں نے منبر کی پہلی سیڑھی پر چڑھتے ہوئے "آمین" کہا پھر دوسری سیڑھی پر بھی "آمین" کہا پھر تیسری سیڑھی پر بھی "آمین" کہا۔ اس کے بارے میں ان سے پوچھا گیا تو فرمایا:

أتاني جبرئيل، وقال: "يا محمد، من أدرك رمضان ولم يغفر له فأبعده الله"، فقلتُ: "آمين"، "ومن أدرك والديه ولم يدخلاه الجنةَ، فأبعده الله"، فقلتُ: "آمين"، و"مَن حجَّ واعتمَر، ولم يغفر له، فأبعده الله"، فقلتُ: "آمين"[2].

---

(۱) أخرج بمثله الترمذي (۳۸۹۰) وقال: "وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَأَنَسٍ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ"، وأحمد (۷۵٦۸) عن أبي هريرة -رضي الله تعالى عنه-.

(۲) أخرجه ابن خزيمة في "الصحيح" (۱۸۸۸)، وابن حبان في "الصحيح" (۹۰۷)، وأبو يعلى الموصلي في "المسند" (۵۹۲۲)، والطبراني في "المعجم الكبير" (۲۰۲۲) عن أبي هريرة -رضي الله تعالى عنه-.

میرے پاس جبرئیل حاضر ہوئے اور کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! جسے رمضان ملے اور اس کی وجہ سے اس کی بخشش نہ ہوسکے اللہ اسے ہلاک کرے، میں نے کہا: آمین۔ اور جو والدین کو پائے اور ان کی وجہ سے جنت میں داخل نہ ہوسکے اللہ اسے بھی ہلاک فرمائے، میں نے کہا: آمین۔ جو حج اور عمرہ کرے اور اس کی بخشش نہ ہوسکے اللہ اسے بھی ہلاک کرے، میں نے کہا: آمین۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام متین (قوت والا) ہے، جن کا ارشاد ہے:

مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ جِنْسٍ وَاحِدٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ نُودِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ كُلِّهَا: "يَا عَبْدَ اللَّهِ، هَذَا خَيْرٌ." فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ»، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: "هَلْ أَحَدٌ يُدْعَى مِنَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا"، قَالَ: «نَعَمْ، وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ[1]».

جو شخص اللہ کی راہ میں ایک ہی طرح کی دو چیزیں خرچ کرے گا اسے جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا۔ اس سے کہا جائے گا: اے اللہ کے بندے! یہ خیر ہے، پھر نمازیوں کو نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا، مجاہدین کو جہاد کے دروازے سے آواز دی جائے گی اور روزہ داروں کو باب ریان سے پکارا جائے گا اور صدقہ کرنے والوں کو صدقے کے دروازے سے اندر آنے کی دعوت دی جائے گی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا کوئی ایسا آدمی ہوگا جسے ان سب دروازوں سے

---

(١) أخرجه البخاري (١٩٣١)، ومسلم (٢٤١٨)، والترمذي (٤٠٣٧) وقَالَ: "هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ"، والنسائي (٢٢٥٠)، مالك (١٠٠٩)، وأحمد (٧٧٤٨) عن أبي هريرة -رضي الله تعالى عنه-.

پکارا جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں، مجھے امید ہے کہ تم ان لوگوں میں سے ہوگے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام مبارک مبین ہے جن کا ارشاد ہے:

إن الحورَ العينَ تقوم على شَرَفَاتِ الجنان، فتُنادِي وتقولُ لأزواجِهنَّ: "هَلُمُّوا، عباد الله، إلى موايد ربِّكم لصِيامِكم وقيامِكم، وأبشِروا بمغفرةٍ من ربِّكم وجنةٍ عرضُها السَّماواتُ والأرضُ أُعِدَّتْ للمُتَّقينَ".

خوب صورت آنکھوں والی حوریں جنت کے بالا خانوں پر کھڑی ہوکر اپنے شوہروں کو پکاریں گی اور کہیں گی: اے اللہ کے بندو! روزہ اور شب بیداری کے صدقے میں اپنے رب کے وعدوں کی طرف آؤ، تمھیں پروردگار کی بخشش اور اس جنت کا مژدہ ہو جس کی چوڑائی زمین و آسمان کے برابر ہے اور جو پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام مومل (مرکز امید) ہے، جنھوں نے فرمایا:

إذا كان يوم القيامة يخرج الصُّوَّام من قُبورهم، يُعرَفون بريح صيامِهم، وإنَّ أفواهَهم أطيبُ من ريح المسكِ، فيتلقَّون الموائدَ وأباريقَ مختَّمةً بالمسك، فيقال لهم: "كُلُوْا فقد جُعْتُمْ في الدنيا، واشرَبوا فقد عطَشتم، واستريحوا فقد أعْيَيْتُم"، فيأكلون ويشربون ويتنعمون، والناس في الحسابِ في ظَمَاءٍ وعَنَاءٍ[1].

قیامت کے دن روزہ دار اپنی قبروں سے نکلیں گے تو اپنے روزے کی خوشبو سے

(١) ذكره المتقي الهندي في "كنز العمال" (٢٣٦٤٤)، وعزاه إلى أبي الشيخ في "الثواب"، والديلمي عن أنسٍ -رضي الله تعالى عنه-.

پہچانے جائیں گے اور اُن کے منہ مُشک سے بھی زیادہ خوشبودار ہوں گے۔ ان کے پاس دسترخوان اور صُراحیاں لائی جائیں گی جن کے دہانے مُشک سے بندھے ہوئے ہوں گے، پھر اُن سے کہا جائے گا: کھاؤ کہ تم دنیا میں بھوکے رہتے تھے اور پیو کہ تم (دنیا میں) پیاسے رہتے تھے اور آرام کرو کہ تم (دنیا میں) تھکے رہتے تھے۔ تو وہ کھائیں پئیں گے اور آرام کریں گے حالاں کہ لوگ تھکے ماندے اور پیاسے حساب، کتاب میں مشغول ہوں گے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام وصول (خدارسیدہ) ہے، جن کا ارشاد ہے:

إذا كان يوم القيامةِ نادى منادٍ: "أين الظامية أكبادهم؟ فوعزتي وجلالي لأروينَّهم اليوم"، فتوضع لهم المَوائدُ، فيجلسون عليها، والنَّاس في شدةٍ وعَنَاءٍ.

قیامت کے دن ایک پکارنے والا پکارے گا: کہاں ہیں پیاسے؟ میری عزت و جلال کی قسم! آج میں انھیں سیراب کردوں گا۔ پھر ان کے لیے دسترخوان بچھائے جائیں گے جن پر وہ اس وقت بیٹھیں گے جب کہ لوگ سختی اور تکان میں مبتلا ہوں گے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام ذو قوہ (طاقت والا) ہے، جن کا ارشاد ہے:

تُوضَعُ يوم القيامةِ تحت العرش موائدُ، عليها أنواعُ الأطعمةِ من الجنة، وأشربتِها. فَهُم يأكلون ويشربون، والناس مشغولونَ في هَوْلِ الحسابِ والحشرِ، فأوَّلُ من يأكل منها الصَّائمُون.

بروز قیامت عرش کے نیچے دسترخوان بچھائے جائیں گے، ان پر انواع و اقسام کے جنتی کھانے اور مشروب ہوں گے، تو روزہ دار کھائیں اور پئیں گے جب کہ دوسرے لوگ حساب اور محشر کی ہولناکی میں مشغول ہوں گے۔ سب سے پہلے اس میں سے روزہ دار

کھائیں گے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام نامی ذو حرمۃ (محترم اور معزز) ہے، انھوں نے فرمایا:

إِنَّ للَّهِ مَائِدَةً، عَلَيْهَا مِنَ الأطعِمةِ والأشربةِ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ، لَا يَجْلِسُ عَلَيْهَا إِلَّا الصَّائِمُونَ[1].

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک ایسا دستر خوان ہے جس پر کھانے پینے کی ایسی چیزیں ہوں گی جنھیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہو گا نہ کسی کان نے سنا ہو گا اور نہ کسی انسان کے دل پر ان کا خیال گزرا ہو گا، اس پر صرف روزہ دار بیٹھیں گے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام ذو مکانۃ (قدر و منزلت والا) ہے، جن کا ارشاد ہے:

من صام رمضان في إنصاتٍ وسكونٍ و ذكرٍ، وأحلَّ حلالَه، وحرَّم حرامَه، ولم يرفُث ولم يَلْغ إلَّا انسلخ من رمضان يومٌ ينسلخ، وقد غفر الله ذنوبَه[2].

جس نے خاموشی، سکون اور ذکر کے ساتھ رمضان کا روزہ رکھا، اللہ کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانا، فحش گوئی اور لغو کام سے بچا تو رمضان کا ایک دن گزرنے کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام ذو رفعۃ (بلند مقام والا) ہے، جن کا ارشاد ہے:

---

(۱) أخرجه الطبراني في "المعجم الأوسط" (۹٤٤۳) عن أنس بن مالك -رضي الله تعالى عنه-.

(۲) رواه الشجري الجرجاني في "ترتيب الأمالي الخميسية" (۱٤۳۱)، ونبيل سعد الدين في "الإيماء إلى زوائد الأمالي والأجزاء" (۷۳٦۸)، وعزاه إلى ابن أبي الصقر في "مشيخته" عن نافع بن زائدة.

رمضان إلى رمضان، والحجُّ إلى الحجّ، والجمعةُ إلى الجمعةِ، والصَّلاةُ إلى الصَّلاةِ كفارةٌ لما بينهنَّ ما اجتُنِبتِ الكبائرُ[1].

ایک رمضان دوسرے رمضان تک، ایک حج دوسرے حج تک، ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک نماز دوسری نماز تک درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام ذو فضل (صاحب فضل) ہے جن کا ارشاد ہے:

من خفف عن مملوكٍ في رمضانَ غُفر له، ومن شدَّد عليه انحرق صومه.

جو رمضان میں اپنے ماتحت کے ساتھ آسانی کرے اس کی بخشش ہوجائے گی وہ جو سختی کرے اس کا روزہ جل کر خاک ہوجائے گا۔

ایک روایت میں ہے:

من خفَّف عن مملوك أعتق اللّٰهُ رقبتَه من النار[2].

جو اپنے غلام کے ساتھ آسانی کرے اللہ تعالیٰ اس کی گردن جہنم سے آزاد کردے گا۔

---

(١) أخرج بمثله مسلم (٥٧٤)، وأحمد (٩٣٢٠) عن أبي هريرة -رضي الله تعالى عنه-.

(٢) أخرج بمثله ابن خزيمة في "صحيحه" (١٨٨٧)، والبيهقي في "شعب الإيمان" (٣٣٣٦) عن سلمان الفارسي -رضي الله تعالى عنه-.

افطار کے فضائل

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام مطاع (پیشوا) اور مطیع ہے جنھوں نے فرمایا:

انبسطوا في النَّفقة في رمضانَ، فإن النَّفقة فيه كالنفقة في سبيل الله -عز وجل-[1].

رمضان میں خوب خرچ کرو کیوں کہ رمضان میں خرچ کرنا راہ خدا میں خرچ کرنے کی طرح ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام قدم صدق (سچائی میں فوقیت رکھنے والا) ہے، جن کا ارشاد ہے:

من فطّر في رمضان صائمًا كان له أجرٌ مثلُه، من غير أن ينقصَ من أجره شيءٌ.» قلنا: "يا رسول الله، ليس كلُّنا يجدُ ما يفطِّر به الصَّائمَ"، قال: «من فطَّر صائمًا على مُذْقَةِ لَبَنٍ أو تمرةٍ أو شربةِ ماءٍ، ومن سقا صائمًا سقاه الله من حوضٍ لا يظماءُ بعده أبدًا[2].

جو شخص کسی روزے دار کو افطار کرائے تو روزے دار کے ثواب میں سے کچھ کمی کیے بغیر

(١) ذكره المتقي الهندي في "كنز العمال" (٢٣٦٧٢)، وعزاه إلى ابن أبي الدنيا في "فضل رمضان" عن ضمرة، وراشد ابن سعد، مرسلا.

(٢) أخرج بمثله ابن خزيمة في "صحيحه" (١٨٨٧)، والبيهقي في "شعب الإيمان" (٣٣٣٦) عن سلمان الفارسي -رضي الله تعالى عنه-.

افطار کرانے والے کو اتنا ہی اجر و ثواب ملے گا جتنا روزے دار کو ملے گا۔ ہم نے عرض کی : یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر شخص وہ چیز نہیں پاتا جس سے وہ روزہ دار کو افطار کرائے۔ فرمایا: جو کسی روزہ دار کو ایک گھونٹ دودھ یا ایک گھونٹ پانی یا ایک کھجور سے افطار کرائے اور جو کسی روزہ دار کو پانی پلائے اللہ تعالیٰ اسے ایسے حوض سے پلائے گا کہ اس کے بعد وہ کبھی پیاسا نہیں ہو گا۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام رحمت ہے، ان کا ارشاد ہے:

إن الملائكة تشد مئزرها لاستغفارِ لصائمي رمضانَ، وتطلب البركاتِ في أرزاقهم وأفطارهم. فوسِّعوا، عبادَ الله، يوسّعِ اللهُ عليكم.

فرشتے رمضان کے روزہ داروں کی بخشش کی دعا کے لیے کمربستہ ہو جاتے ہیں اور ان کے رزق اور افطار میں برکت کی دعا کرتے ہیں۔ تو بندگانِ خدا! (افطار میں) کشادگی کرو؛ اللہ تمھارے لیے فراخی پیدا فرما دے گا۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام بشری (بشارت انبیا) ہے، جنھوں نے فرمایا:

أُمِرْنَا- معشر الأنبياء- أنْ نُعجِّلَ الإفطارَ وأن نُؤخِّرَ السُّحورَ، وأن نضعَ أيمانَنا على شمائلنا في الصلاة[1]

ہم -گروہ انبیا- کو حکم دیا گیا کہ افطار میں جلدی اور سحری میں تاخیر کریں اور نماز میں داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھیں۔

ایک روایت میں ہے: ان من سنتی

(١) أخرج بمثله ابن حبان في "صحيحه" (١٧٧٠)، والبيهقي في "السنن الكبرى" (٨١٢٥)، والدارقطني في "سننه" (١١١٤)، والطبراني في "المعجم الأوسط" (١٨٨٤)، و"الكبير" (١٠٨٥١) عن ابن عباس -رضي الله تعالى عنهما-.

یہ میری سنت ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے:

ثلاثة من أخلاق المُرسَلين: تعجيل الإفطار، وتأخير السُّحور، ووضع اليمين على الشمال[1].

تین چیزیں رسولوں کے اخلاق سے ہے: ١- افطار میں جلدی کرنا، ٢- سحری میں تاخیر کرنا، ٣- (نماز میں) داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام غوث (مددگار) ہے، ان کا ارشاد ہے:

إذا أفطر أحدُكم فليُفطِر على تمرٍ ثلاثٍ أو خمسٍ أو سبعٍ أو شيءٍ لم تصبه النَّارُ، وإلَّا فالمَاءُ[2].

جب تم میں سے کوئی افطار کرے تو تین یا پانچ یا سات کھجور یا ایسی چیز سے افطار کرے جو آگ میں نہ پکی ہو، اور اگر یہ چیزیں نہ ہوں تو پانی ہی سے افطار کرلے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام غیث (بارشِ رحمت) ہے، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إذَا كَانَ آخرُ النَّهار أَمَرَ رَجُلًا يَقُومُ عَلَى نَشَزٍ مِنَ الْأَرْضِ، فَإِذَا قَالَ: "وَجَبَتِ الشَّمْسُ"، أَفْطَرَ[3].

---

(١) أخرج بمثله البيهقي في "السنن الكبرى" (٢٣٣٠)، والدارقطني في "سننه" (١١١٢) عن أم المؤمنين عائشة -رضي الله تعالى عنها-، وابن أبي شيبة في "مصنفه" (٨٩٥٧) عن أبي الدرداء -رضي الله تعالى عنه-.

(٢) أخرجه أحمد (١٨١٥٨) عن سلمانَ بنِ عامرٍ الضَّبِّي. وأبو يعلى في "المسند" (٣٣٠٥) عن أنسٍ -رضي الله تعالى عنه-.

(٣) ذكره نور الدين الهيثمي في "مجمع الزوائد ومنبع الفوائد" (٤٨٧٩) وعزاه إلى الطبراني في "الكبير" عن أبي الدرداء -رضي الله تعالى عنه-.

جب دن کا آخری حصہ ہوتا تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کو حکم دیتے کہ کسی اونچی جگہ پر کھڑا ہو جائے، جب وہ کہتا: سورج غروب ہو گیا تو افطار کرتے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام غیاث (فریادرس) ہے، انھوں نے فرمایا:

إذا غَربَتِ الشَّمس من هاهنا، وأقبل الليلُ من هاهنا، فقد أفطر الصَّائم»[1]. و«إن أمَّتي لن يُخْزَوا ما عجَّلُوا الإفطار[2].

جب آفتاب یہاں سے غروب ہو، اور رات یہاں سے نمودار ہو، تو روزہ دار افطار کرلے۔ اور میری امت اس وقت تک ہلاک نہیں ہوگی جب تک افطار میں جلدی کرتی رہے گی۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام نعمۃ اللہ ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے:

كان النبي ﷺ يُفطر على رُطيباتٍ، وإلَّا فتمر. واللّٰهِ ما رأيتُه قطُّ صلى صلاةَ المغرب حتى يُفطر.

رسول اللہ ﷺ چند تر و تازہ کھجوروں سے افطار کرتے اور اگر وہ نہ ہوتیں تو چھوہاروں سے۔ اللہ کی قسم! میں نے انھیں کبھی افطار کیے بغیر نماز مغرب پڑھتے ہوئے نہ دیکھا۔

ایک روایت میں ہے:

فإنْ لم تَكُن تمراتٌ حَسَى حَسَوَاتٍ من ماءٍ، ثم قام، فصلَّى[3].

اگر چھوہارے بھی نہ ہوتے تو چند گھونٹ پانی پی کر نماز کے لیے کھڑے ہوتے۔

---

(١) أخرجه البخاري (١٩٩١)، ومسلم (٢٦١٢)، والترمذي (٧٠٢) وقَالَ: "حَدِيثُ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ"، وأحمد (١٩٧) عن عُمَرَ بن الخَطَّاب -رضي اللّٰه تعالى عنه-.
(٢) أخرجه أحمد بمعناه (٢١٧٠٧) عن أبي ذَرّ -رضي اللّٰه تعالى عنه-.
(٣) أخرجه أبو داود (٢٣٥٨)، والترمذيّ (٧٠٠) وقَالَ: "هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ"، وأحمد (١٢٨٧٢) عن أنس بن مالك -رضي اللّٰه تعالى عنه-.

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام ہدایۃ اللہ ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

كان أحيانًا يُفطِر على لبنٍ شِيْبَ بالمَاءِ. وسمعتُه يقول عندالإفطار: «اللَّهُمَّ لَكَ صُمْتُ، وَعَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ»[1].

نبی کریم ﷺ کبھی پانی ملے ہوئے دودھ سے افطار کرتے اور میں نے انھیں افطار کے وقت یہ دعا کرتے ہوئے سنا: اللَّهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ یعنی اے اللہ! میں نے تیرے ہی لیے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے افطار کیا۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام عروۃ الوثقی (مضبوط بندش) ہے، وہ افطار کے وقت یہ دعا پڑھتے: اللهم ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ وَثَبَتَ الأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ[2]

یعنی اے اللہ! پیاس بجھ گئی رگیں تر ہوگئیں، اور ان شاء اللہ ثواب بھی ملے گا۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام صراط اللہ (اللہ تک لے جانے والا راستہ) ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں :

كان رسول الله ﷺ يقول عندالإفطار: اللَّهُمَّ لَكَ صُمْنَا، وَعَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْنَا، فَتَقَبَّلْ مِنَّا، إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ[3].

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افطار کے وقت یہ دعا پڑھتے: اللَّهُمَّ لَكَ صُمْنَا، وَعَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْنَا، فَتَقَبَّلْ مِنَّا، إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

---

(١) أخرجه أبو داود (٢٣٦٠) مرسلاً.

(٢) أخرجه ابن داؤد (٢٣٥٩) عن ابن عمر رضی اللّٰه تعالٰی عنه.

(٣) أخرجه الدارقطني في "سننه" (٢٣٠٧) عن ابن عَبَّاسٍ -رضي اللّٰه تعالى عنهما-

یعنی اے اللہ! ہم نے تیرے ہی لیے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے افطار کیا، تو اسے ہماری طرف سے قبول فرما، یقیناً تو ہی سنتا جانتا ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام صراط مستقیم (سیدھا راستہ) ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے:

كان رسول الله ﷺ إذا أفطر قال: الحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَعَانَنِي فَصُمْتُ، وَرَزَقَنِي فَأَفْطَرْتُ[1].

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب افطار کرتے تو یہ دعا پڑھتے: الحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَعَانَنِي فَصُمْتُ، وَرَزَقَنِي فَأَفْطَرْتُ

یعنی تمام تعریفیں اللہ کے لیے جس نے میری مدد کی تو میں نے روزہ رکھا اور رزق دیا تو افطار کیا۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام ذکر اللہ ہے، جنھوں نے فرمایا:

إِنَّ الصَّائِمَ إِذَا أُكِلَتْ عِنْدَهُ الْمَفَاطِيرُ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلاَئِكَةُ حتَّى يفرُغ مِنْ طَعَامِهِ[2].

روزہ دار کے پاس جب افطار کی چیزیں کھائی جاتی ہیں، تو فرشتے اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں یہاں تک کہ کھانے سے فارغ ہوجاتا ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام سیف اللہ (اللہ کی تلوار) ہے، وہ جب اپنے اہل خانہ کے ساتھ افطار کرتے تو یہ فرماتے: أَفْطَرَ عِندكُمُ الصَّائمونَ، وأَكَلَ طَعَامَكُمُ الأَبْرَارُ وَتنزلت عَلَيْكُمُ

---

(۱) أخرجه البيهقي في "شعب الإيمان" (۳٦١٩) عن معاذ- رضي الله تعالى عنه-.

(۲) أخرجه الترمذي (۷۸۹)، وابن ماجه (۱۸۲۰)، وأحمد (۲۷۷۰۳) عن أُمِّ عُمَارَةَ- رضي الله تعالى عنها-.

السكينةُ.(۱).

یعنی تمھارے پاس روزہ داروں نے افطار کیا، نیکوں نے تمھارا کھانا کھایا اور تم پر اطمینان وسکون نازل ہوا۔

اور جب دعامیں خوب کوشش کرتے تو فرماتے:

جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ صَلاةَ قَوْمٍ أَبْرَارٍ لَيْسُوا بِأَثَمَةٍ وَلا فُجَّارٍ(۲).

یعنی اللہ تعالیٰ تم پر نیک لوگوں کی طرف سے رحمت نازل فرمائے جو عصیاں شعار اور گنہ گار نہیں ہیں۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام حزب اللہ (اللہ کی جماعت) ہے ان کا ارشاد ہے:

من فطّر صائمًا في رمضانَ من حلالٍ صلّت عليه الملائكةُ»، فقال رجلٌ: "يا رسول الله، أرأيتَ من لم يجد ذلك؟" قال: «ولو على قبضةٍ من طعامٍ أو فِلْقَةِ خبزٍ أو مُذقةٍ من لبنٍ أو شربةٍ من ماءٍ، فإنه يُعطى هذا الثواب(۳)»

جو رمضان میں روزہ دار کو کسی حلال چیز سے افطار کرائے فرشتے اس کے لیے دعاے مغفرت کرتے ہیں۔ ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس کے بارے میں

(۱) أخرجه أبو داود (۳۸۵٦)، والدارمي (۱۸۲۷)، وأحمد (۱۲۳٦۰) عن أنس بن مالك -رضي الله تعالى عنه-، وابن ماجه (۱۸۱۹) عن عبدالله بن الزّبير -رضي الله تعالى عنهما-.

(۲) أخرجه الضياء المقدسي في "الأحاديث المختارة" (۱۷۰۰) عن أنس بن مالك -رضي الله تعالى عنه-.

(۳) أخرج بمعناه ابن خزيمة في "صحيحه" (۱۸۸۷)، والبيهقي في "شعب الإيمان" (۳۳۳٦)، والبزار في "مسنده" (۲۵۰۱)، والطبراني في "الكبير" (٦۱٦۲) عن سلمان الفارسي -رضي الله تعالى عنه-.

بتائیے جس کے پاس کھلانے کے لیے یہ نہ ہو۔ فرمایا: اگر چہ ایک مٹھی غلہ یا ایک ٹکڑا روٹی، یا ایک گھونٹ دودھ یا پانی ہی سے (افطار کرائے) تو اسے بھی یہ ثواب ملے گا۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام "نجم ثاقب" (روشن ستارہ) ہے جنھوں نے فرمایا:

من أشبع في رمضان صائمًا كان له مغفرةً لذنوبه، وسقاه ربُّه من حوضي شربةً لا يظماء بعدَه أبدًا حتَّى يدخل الجنةَ، وكان له مثلُ أجره من غير أنْ ينقُصَ من أجره شيءٌ[1].

جو رمضان میں کسی روزہ دار کو پیٹ بھر کھانا کھلائے اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے اور اللہ تعالی اسے میرے حوض سے پانی پلائے گا جس کے بعد وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا یہاں تک کہ جنت میں داخل ہوجائے گا اور اسے اس روزہ دار کے ثواب میں کچھ کمی کیے بغیر اس کے برابر ثواب ملے گا۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام مصطفی ہے، جنھوں نے فرمایا:

إن الصَّائمَ إذا أكل وشرب أو جامَعَ ناسيًا فلا شيءَ عليه، إنما أطعمه اللّٰهُ وسقاه[2].

روزہ دار اگر بھول کر کھا پی لے یا جماع کرلے تو اس پر کوئی گناہ نہیں؛ کہ اسے اللہ تعالیٰ نے کھلایا اور پلایا۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام مجتبی

---

(۱) أخرج بمعناه ابن خزيمة في "صحيحه" (۱۸۸۷)، والبيهقي في "شعب الإيمان" (۳۳۳٦) عن سلمان الفارسي -رضي الله تعالى عنه-.

(۲) أخرج بمثله البخاري (۱۹٦۷)، ومسلم (۲۷۷۲)، وابن ماجه (۱۷٤۳)، وأحمد (۹٦۲۰) عن أبي هريرة -رضي الله تعالى عنه-.

ہے، جن کا ارشاد ہے:

من أفطر يومًا من رمضانَ من غير رخصةٍ ولا عذر لم يَقضِ عنه صومُ الدهر كلِّه وإن صامه[١]. وكفّارتُه عتقُ رقبةٍ، أو صيامُ شهرَين متتابعَين، أو إطعامُ ستّينَ مسكينًا[٢].

جس شخص نے بغیر رخصت اور عذر کے رمضان میں ایک دن کا روزہ توڑا تو اگر وہ زندگی بھر روزہ رہے پھر بھی وہ اس کا بدل نہیں ہوگا۔ اور اس کا کفارہ ایک غلام آزاد کرنا یا لگاتار دو مہینے روزہ رکھنا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام منتقی (برگزیدہ) ہے، جن کا فرمان ہے:

خمسٌ يُفطِرْنَ الصَّائمَ: الكذبُ، والغيبةُ، والنميمةُ، واليمينِ الكاذبةُ، والنَّظر إلى الحرام[٣].

پانچ چیزیں روزے کی روحانیت ختم کردیتی ہیں: جھوٹ، غیبت، چغل خوری، جھوٹی قسم اور جس چیز کا دیکھنا حرام ہے اسے دیکھنا۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام امی ہے، ان کا ارشاد ہے:

إن لله في كل يوم من شهر رمضان عند الإفطار ألفَ ألفِ

---

(١) أخرجه أبو داود (٢٣٩٨)، والترمذي (٧٢٧)، وابن ماجه (١٧٤٢)، وأحمد (١٠٢١٨) عن أبي هريرة -رضي الله تعالى عنه-.

(٢) أخرجه الطحاوي في "شرح معاني الآثار" (٣١٩٩) عن أبي هريرة -رضي الله تعالى عنه-.

(٣) ذكره المتقي الهندي في "كنز العمال" (٢٣٨٢٠)، وعزاه إلى الديلمي عن أنسٍ -رضي الله تعالى عنه-.

عتيق من النار، كلُّهم استوجبوه. وإذا كان في آخر يوم منه أعتق في ذلك اليَوم بعددِ مَن أعتق مِن أوَّلِ الشَّهر إلى آخره، ليس مُدْمِنُ خمرٍ، والعاقُّ لوالدَيه، وقاطعُ رحمٍ، ومُشاحِنٌ، وآكل الربى، فإنَّهم ليس لهم نصيبٌ منه.

ماہ رمضان میں ہر روز افطار کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے دس لاکھ لوگ جہنم سے آزاد ہوتے ہیں، وہ سب جہنم کے حق دار ہو چکے تھے، اور جب رمضان کا آخری دن آتا ہے تو اس دن مہینہ کے شروع سے لے کر اخیر تک جتنے لوگ آزاد ہوئے ان سب کے برابر آزاد فرماتا ہے، جب کہ وہ شراب پینے والا، والدین کا نافرمان، رشتہ توڑنے والا، کینہ پرور اور سود خور نہ ہو، کیوں کہ ان کا اس میں کوئی حصہ نہیں۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولیٰ پر جن کا نام مختار ہے، ان کا ارشاد ہے:

إن لله -عز وجل- في كل ليلةٍ من شهر رمضانَ عند الإفطار ألفَ ألف عتيق من النار، فإذا كان ليلة الجمعة أعتق هذا العدد في كل ساعةٍ منها، وإذا كان آخر ليلة أعتق في ذلك اليوم بعددِ ما أعتق من أول الشَّهر إلى آخره[1].

ماہ رمضان میں ہر رات افطار کے وقت اللہ تعالیٰ دس لاکھ لوگوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے، پھر جب جمعہ کی رات آتی ہے تو اس کی ہر گھڑی میں اتنے لوگوں کو آزاد کرتا ہے، اور جب رمضان کا آخری دن آتا ہے تو اس دن مہینہ کے شروع سے لے کر اخیر تک جتنے لوگ آزاد ہوئے ان سب کے برابر آزاد فرماتا ہے۔

---

(١) أخرجه الفاكهي في "أخبار مكة" (١٥٧٥) عن ابن عباس -رضي الله تعالى عنهما-.

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام اجیر (اجر و ثواب والے) ہے، جنھوں نے فرمایا:

إن اللّٰه -عز وجل- يغفر للصَّائمين آخر ليلةٍ من رمضانَ، قيل: "يا رسول اللّٰه، ليلة القدر؟" قال: لا، ولكن العامل إنَّما يُوفى أجره إذ قضى عملَه[1].

اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کی آخری شب میں روزہ داروں کو بخش دیتا ہے۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! شب قدر میں؟ فرمایا: نہیں، لیکن کام ختم ہونے پر مزدور کو اس کی اجرت دے دی جاتی ہے۔

---

(۱) أخرجه أحمد (۸۰۳۲) عن أبي هريرة -رضي اللّٰه تعالى عنه-.

سحری کی فضیلت

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام نامی جبار (زبردست) ہے، انھوں نے فرمایا:

ثلاثة ليس عليهم حسابٌ فيما طعِموا: الصَّائِمُ، وَالمُرابِطُ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَالمُتَسَحِّرُ (١).

تین لوگوں سے ان کے کھانے کا حساب نہیں ہوگا: ١- روزہ دار، ٢- اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا، ٣- سحری کرنے والا۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام ابو القاسم ہے، ان کا ارشاد ہے:

استعينوا بأكلةِ السّحور على صيامِ النَّهار، وبقَيلولةِ النَّهار على قيامِ الليلِ (٢).

دن کے روزے میں سحری سے مدد لو اور رات کی عبادت میں دن کے قیلولے سے مدد لو۔

---

(١) أخرجه الطبراني في "الكبير" (١٢٠١٢)، والبزار في "المسند" (٤٧٨٢) عن ابن عباس -رضي الله تعالى عنهما-.

(٢) أخرجه ابن خزيمة في "الصحيح" (١٩٣٩)، والحاكم في "المستدرك" (١٥٥١)، والضياء المقدسي في "المختارة" (٤٢٣) عن ابن عباس -رضي الله تعالى عنهما-.

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام ابو طاہر ہے، انھوں نے فرمایا:

تسحَّروا، فإنه بركةٌ[1]. وخيرُ مسحوركم التَّمرُ[2].

سحری کرو کہ اس میں برکت ہے اور تمھاری بہترین سحری کھجور ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کی کنیت ابو طیب ہے، انھوں نے فرمایا:

السحورُ أكلة بركة، فلا تَدَعُوه، ولو أن يتجرَّع أحدُكم جرعةً من ماءٍ[3].

سحری بابرکت کھانا ہے، اس لیے اسے نہ چھوڑو اگرچہ ایک گھونٹ پانی ہی پی لو۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کی کنیت ابو ابراہیم ہے، جن کا ارشاد ہے:

إن الله وملائكتَه يصلُّون على المتسحِّرينَ[4]. فتسحّروا فإنه بركةٌ أعطاكم اللهُ إياها[5].

اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سحری رہنے والوں پر درود بھیجتے ہیں، اس لیے سحری کرو؛ کہ وہ سراپا برکت ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمھیں عطا فرمائی ہے۔

---

(١) أخرجه البخاري (١٩٥٧)، ومسلم (٢٦٠٣)، والترمذي (٧١٢)، والنسائي (٢١٥٨)، وابن ماجه (١٧٦٢)، وأحمد (١٢١٣١) عن أنسِ بن مالكٍ -رضي الله تعالى عنه-.

(٢) أخرج بمعناه أبو داود (٢٣٤٧) عن أبي هريرة -رضي الله تعالى عنه-.

(٣) أخرجه أحمد (١١٢٥٥) عن أبي سعيد الخدري -رضي الله تعالى عنه-.

(٤) أخرجه أحمد (١١٢٥٥) عن أبي سعيد الخدري -رضي الله تعالى عنه-.

(٥) أخرجه النسائي (٢١٧٤) عن رجل من أصحاب النبي ﷺ.

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام شفیع (شفاعت کرنے والے) اور مشفع (جن کی شفاعت قبول کی جائے) ہے، انھوں نے فرمایا:

الجماعةُ بركةٌ، والسحورُ بركةٌ، والثريدُ بركةٌ. تسحَّروا تزدَادُوا قُوَّةً، تسحَّروا تُصيبوا سنَّةَ نبيكم، تسحَّروا ولو بجُرعةٍ من ماءٍ، صلواتُ الله على المُتسحِّرين[1].

جماعت میں برکت ہے، سحری میں برکت ہے اور ثرید میں برکت ہے۔ سحری کرو قوت میں اضافہ ہوگا، سحری کرو اپنے نبی کی سنت ادا کرو گے، سحری کرو اگر چہ ایک گھونٹ پانی ہی سے کیوں نہ ہو۔ سحری کرنے والوں پر اللہ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام صالح (نیک) اور مصلح (نیک بنانے والے) ہے، جنھوں نے فرمایا:

أربعٌ لا يُحاسَبُ العبدُ بِهنَّ يومَ القيامةِ: نفقةُ الرَّجل على أبويه، وعياله، وإفطاره، وسحوره.

بروز قیامت بندے سے چار چیزوں کا حساب نہیں ہوگا: انسان کا اپنے والدین پر کیا جانے والا خرچ، اس کا اپنے اہل و عیال پر کیا جانے والا خرچ، افطار اور سحری۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام مھیمن (محافظ اور نگراں) ہے، جن کا ارشاد ہے:

من تسحر ولو بثلاث لُقَيماتٍ كُتب له سِتُّون حسنةً، ومُحِيَتْ عنه سِتُّون سيئةً، وإذا قال في أوله: "الحمد لله" كُتب له بكلِّ حرفٍ منه عشرُ حسنات.

جو سحری کرے اگر چہ تین ہی لقمے (کھائے) اس کے لیے ساٹھ نیکیاں لکھ دی جاتی

(۱) أخرجه الحارث في "مسنده" (۳۲۳)، وابن الجعد في "مسنده" (۳۳۹۱) عن أبي سعيد الإسكندراني.

ہیں اور ساٹھ گناہ مٹا دیے جاتے ہیں اور اگر سحری کے شروع میں "الحمدللہ" کہے تو ہر حرف کے عوض دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا اسمِ گرامی صادق، صدق اور مصدق ہے، جن کا ارشاد ہے:

تسحَّرُوا، فأيّما عبد تسحَّر، و نبت لحمُه من ذلك السّحور، حرَّم اللهُ بدنَه على النار.

سحری کرو؛ کہ جو بندہ سحری کرتا ہے اور اس سحری سے (اس کے بدن میں) گوشت پیدا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدن کو آگ پر حرام کر دیتا ہے ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا لقب سید المرسلین ہے، جن کا ارشاد ہے:

عجّلوا الإفطارَ وأخّرُوا السّحور[۱].

افطار میں جلدی کرو اور سحری میں تاخیر کرو۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"كان رسول الله ﷺ يؤ خِّر السّحور حتَّى نخشى الصبح".

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سحری میں اتنی تاخیر کرتے تھے کہ ہمیں صبح ہونے کا اندیشہ ہو جاتا۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"تسحَّرنا مع رسولِ الله ﷺ، ثُمَّ قُمنا إلى الصَّلاةِ". فقال له أنسٌ: "كم كان مقدارُ ما بينها؟" قال: "قدر خمسين آيةً"[۲].

---

(۱) أخرجه الطبراني في "الكبير" (۳۹۵) عن أم حكيم -رضي الله تعالى عنها-.

(۲) أخرجه البخاري (۱۹۵۵)، والترمذي (۷۰۷) عن زيد بن ثابت -رضي الله تعالى عنه-.

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کی پھر نماز کے لیے کھڑے ہوئے، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ سحری اور نماز کے درمیان کتنا وقفہ تھا ؟فرمایا: پچاس آیتوں کا۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"أتسحَّر في أهلي، ثم تكون سرعتِي أن أُدرك السُّجود مع رسولِ الله ﷺ "[1].

میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ سحری کرتا پھر جلدی کرتا تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پالوں۔

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے:

دعاني رسول الله ﷺ إلى السحور، وقال: «هلُمَّ إلى الغداء المباركة[2]، فتسحَّرتُ معه، وخرج إلى الصَّلاة فخرجت معه، وصلينا

مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سحری کی دعوت دی اور فرمایا: بابرکت کھانے کی طرف آؤ، تو میں نے ان کے ساتھ سحری کی پھر وہ نماز کے لیے نکلے تو میں بھی ساتھ میں نکلا اور ہم نے نماز پڑھی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا بیان ہے:

دخل علقمةُ بن علاقةَ على رسول الله ﷺ وهو يتسحَّر، فدعاه، وجعل يأكل معه، فجاء بلال إلى الصَّلاة، فلم يُجب،

---

(۱) أخرجه البخاري (۱۹۵٤) عن سَهْل بن سَعْدٍ - رضي الله تعالى عنه -.

(۲) أخرجه أبو داود (۲۳٤٦)، والنسائي (۲۱۷۷) عن عِرباض بن سارية - رضي الله تعالى عنه -.

فرجع ومكث في المسجد، ثم رجع، فقال: "الصلاةُ، يا رسول الله، قد، واللهِ، أصبحت"، فقال: «يرحم الله بلالًا، لولاه لَرجَونا أنْ يُؤخّر لنا ما بيننا وبين طلوع الشَّمس»، قال علي: "لولا أنَّ بلالا حَلَفَ لَأَكَلَ رسولُ الله ﷺ حتَّى يقول له جبريل -عليه السلام-: ارفع يدك"[1].

حضرت علقمہ بن علاقہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جب کہ وہ سحری کر رہے تھے، انھوں نے حضرت علقمہ کو بلایا تو وہ بھی ان کے ساتھ کھانے لگے۔ پھر حضرت بلال نماز کے لیے آئے، لیکن انھیں کوئی جواب نہیں ملا، وہ واپس مسجد چلے گئے کچھ دیر کے بعد دوبارہ آئے اور کہنے لگے: یارسول اللہ! نماز (کا وقت آگیا)، بخدا! صبح ہوگئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بلال پر رحم فرمائے اگر وہ نہ ہوتے تو ہمیں امید تھی کہ ہمارے اور طلوعِ آفتاب کے درمیان کے وقت کو ہمارے لیے موخر کر دیا جاتا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا بیان ہے کہ اگر بلال قسم نہ کھاتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک کھاتے رہتے جب تک جبریل علیہ السلام یہ نہ کہہ دیتے کہ اب دست مبارک اٹھا لیجیے۔

حضرت ربیعہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے:

إنَّه وفد إلى رسول الله ﷺ في رمضان، قال: وكان بلالٌ يأتينا بفطرنا وسحورنا، ونحنُ في قبَّةٍ قد ضربت لنا في المسجد، فيأتينا بفطرنا، وإنَّا لَنَتَمَارَى في وقوع الشَّمس؛ لِمَا نَرى من الإسفار، ويضع عَشَاءَنا بين أيدينا، فيقوَل: "كُلُوا"، فنقول: "إنَّا نَرى سفرًا"، فيقول: "ما جئتُكم حتَّى أكل رسول الله ﷺ"،

(١) أخرجه البزار في "المسند" (٥٧٣) عن علي بن أبي طالب -رضي الله تعالى عنه-.

فنضع أيدينا في الطعام، فَنَلْتَقِمُ منه.

وہ رمضان المبارک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں وفد کی صورت میں آئے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارا افطار اور سحری لے کر آتے، ہم مسجد میں نصب ایک چھوٹے خیمے میں ٹھہرے ہوئے تھے، وہ ہمارے لیے افطار لے کر آتے جب کہ ہمیں غروبِ آفتاب میں شبہ ہوتا کیوں کہ ابھی اجالا نظر آرہا ہوتا، اور رات کا کھانا ہمارے سامنے رکھتے اور کہتے: کھائیے، تو ہم کہتے کہ ابھی تو اجالا نظر آرہا ہے وہ کہتے: میں آپ کے پاس اسی وقت آیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا شروع کردیا، تو ہم بھی کھانے میں ہاتھ رکھ کر کھانے لگتے۔

ایک دوسری روایت میں ہے:

يقول: "كُلوا"، إذا آتانا سحورَنا، وإنَّا لَنتمارى في الصُّبح، ويقول: "كُلوا قد كاد الفجر يطلع"، فنقول: "يا بلالُ، قد أصبحنا"، فيقول: "لقد تركتُ رسول الله ﷺ يتسحَّر"، فنتسحَّر، ونُدرك الصلاةَ معه[1].

جب ہمارے پاس سحری لاتے تو فرماتے: کھائیے، جب کہ ہمیں صبح کے بارے میں شبہ ہوتا، اور کہتے: کھائیے، صبحِ صادق ہونے والی ہے، ہم کہتے: بلال! صبح تو ہوگئی ہے اس پر وہ کہتے: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سحری کرتے ہوئے چھوڑ کر آیا ہوں، تو ہم بھی سحری کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے۔

ایک دوسری روایت میں ہے:

---

(۱) ذكره أبو العباس البوصيري الكناني في "إتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة" (۲۲۷۵)، وعزاه إلى أبي يعلى، وابن ماجه مختصرا عن عطية بن سفيان بن عبد الله بن ربيعة الثقفي.

"أيَّ ساعةٍ تسحَّرتَ مع رسول الله ﷺ؟" قال: "هو النَّهار إلَّا أنَّ الشَّمس لم تطلُع "[١].

ایک شخص نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کس وقت سحری کی؟ فرمایا: دن میں مگر سورج طلوع نہیں ہوا تھا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے:

قال لي رسول الله ﷺ عند السَّحر: «يا أنس، إنِّي أريد الصِّيام فأطعِمني». فأتيتُه بتمرٍ وإناءٍ فيه ماءٌ، وذلك كان بعد ما أذَّن بلالٌ، فتسحَّر ثمَّ تسحَّرناً، ثم صلَّى ركعتَين، وخرج إلى الصلاة[٢].

مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں روزہ رکھنا چاہتا ہوں اس لیے مجھے (سحری) کھلاؤ، میں کھجور اور برتن میں پانی لے کر آیا، اور یہ بلال کے اذان دینے کے بعد ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سحری کی ہم نے بھی سحری کی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت سنت پڑھ کر نماز کے لیے (مسجد) تشریف لے گئے۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كنَّا نؤخِّر السُّحور حتَّى نخشى الصُّبح، وكنا نسمي السحور الفلاح.

ہم سحری میں اتنی تاخیر کرتے کہ صبح کا اندیشہ ہونے لگتا اور ہم سحری کو "فلاح" (کامیابی) کہتے تھے۔

---

(١) أخرجه النسائي (٢١٦٤) عن زرّ بن حبيش -رضي الله تعالى عنه-.

(٢) أخرجه النسائي (٢١٧٩)، وأحمد (١٣٢٣٣) عن أنس بن مالك -رضي الله تعالى عنه-.

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا لقب امام المتقین (پرہیز گاروں کے امام) ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں :

كان رسول الله ﷺ إذا دخل العشر الأواخر شدَّ مئزره، واجتنب النِّساء، واغتسل بين الأذانين، طُرِح له فِراشُه، ووُضِع له سريرُه وراءَ أُسطوانةِ الباب، وضربت له قبة من حوض تركية بابُها من حصير، وأحيا ليله والناس في المسجد، وأيقظ أهله، وجدَّ في العبادة، وترك الفطر، وأكل عند السحور أكلةً واحدةً، وواصل إلى السّحور.

جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ داخل ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے پورے طور پر تیار ہوجاتے ، اس درمیان ازواج مطہرات سے بچتے، دو اذانوں کے درمیان غسل فرماتے، ان کے لیے بستر بچھا دیا جاتا، باب (توبہ) کے ستون کے پیچھے تخت بچھا دیا جاتا، کھجور کے پتوں کا ترکی خیمہ لگا دیا جاتا جس کا دروازہ چٹائی کا ہوتا، وہ رات بھر عبادت کرتے اور دوسرے لوگ بھی مسجد میں ہوتے، اہل خانہ کو بیدار کرتے، عبادت میں خوب محنت کرتے، افطاری بھی نہ کرتے، صرف سحری کے وقت ایک لقمہ کھا لیتے اور پھر سحری ہی کے وقت کھاتے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا لقب قائد الغر المحجلین (نورانی چہرے اور روشن قدم والے اہل ایمان کے سردار) ہے، انھوں نے فرمایا:

أيُّها الناس، لا تواصلوا، إيَّاكم والوصال، إيَّاكم والوصال. فأيُّكم أراد أن يُواصِلَ فليواصِل حتَّى السَّحر، واكْلَفُوا من العمل ما تُطِيقُون[1].

---

(۱) أخرجه البخاري (۲۰۰۰، ۲۰۰۳) عن أبي سعيد الخدري -رضي الله تعالى عنه-.

اے لوگو! صوم وصال نہ رکھو، صوم وصال سے بچو، صوم وصال سے بچو، اگر صوم وصال رکھنا چاہو تو سحری تک رکھو۔ اتنا ہی عمل کرو جتنے کی طاقت رکھتے ہو۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا لقب خلیل الرحمٰن ہے، انھوں نے فرمایا:

لا يمنعُكم من السّحور -أوْ من سُحوركم- أذان بلالٍ»[۱].

«كلوا واشربوا حتَّى يُؤذِّنَ ابنُ أمِّ مكتوم، فإنَّه لا يؤذِّن حتى يطلع الفجر»[۲].

بلال کی اذان تمھیں سحری سے نہ روکے۔ کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دیں؛ کہ وہ اسی وقت اذان دیتے ہیں جب صبح صادق طلوع ہو جاتی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ کہا جاتا:

"أصبحت، أصبحت"، قالت عائشة: "فإنَّ بلالًا كان يؤذِّن بليل، وكان ابنُ أمّ مكتوم لا يؤذِّن حتَّى يطلع الفجر، ولم يكن بين أذانِهما إلَّا أنْ يَرْقَى ذَا وينزل ذَا"[۳].

صبح صادق ہو گئی، صبح صادق ہو گئی۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ بلال رات میں اذان دیتے ہیں اور ابن ام مکتوم اسی وقت اذان دیتے ہیں جب صبح صادق طلوع ہوتی ہے اور ان دونوں حضرات کی اذان میں اتنا ہی فاصلہ ہوتا کہ وہ (ابن ام مکتوم) اوپر چڑھتے اور یہ (بلال) نیچے اترتے۔

حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کا بیان ہے:

كان رسول الله ﷺ إذا دخل العشر الأواخر من رمضان

---

(۱) أخرجه مسلم (۲۵۹۸)، وأبو داود (۲۳٤۸)، والترمذي (۷۱۰) عن سمرة بن جندب -رضي الله تعالى عنه-.

(۲) أخرجه البخاري (۱۹۵۳) عن أم المؤمنين عائشة -رضي الله تعالى عنها-.

(۳) أخرجه مسلم (۱۹۵۳) عن أم المؤمنين عائشة -رضي الله تعالى عنها-.

جعل العشاء سحورًا أكلة واحدة.

جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ داخل ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کا کھانا سحری کے وقت ایک لقمہ کھاتے۔

حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بَلَغَنَا عن جمع من أصحاب محمّدٍ ﷺ: أنَّهم كانوا إذا دخل العشر الأواخر من رمضان جعلوا أكلة واحدة، وواصلوا إلى السَّحر، وجعلوا العَشاء سحورًا، وأَحْيَوْا تلك اللَّياليَ تَأَسِّيًا بفعل رسول الله ﷺ.

صحابۂ کرام کی ایک جماعت کے ذریعے ہمیں معلوم ہوا کہ جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ داخل ہوتا تو وہ صرف ایک بار کھاتے اور سحری تک ایسے ہی رہتے، رات کے کھانے کو سحری بنالیتے اور ان راتوں میں رسول اللہ ﷺ کے اتباع میں عبادت کرتے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

يجوز الوصال إلى السّحر؛ لقوله ﷺ: «لا تواصلوا، فأيُّكم أراد أن يواصِلَ فليواصل إلى السحر»، وإلَّا فيحرم، فإنَّه من خصائصه ﷺ؛ لحديث أن جبرئيل - عليه السلام - قال لرسول الله ﷺ: إنَّ الله - عز وجل - قبل وصالَك، ولا يحِلُّ لأحدٍ بعدك.

سحری تک وصال جائز ہے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صوم وصال نہ رکھو، پھر بھی اگر تم میں سے کوئی رکھنا چاہے تو سحری کے وقت تک رکھے۔ ورنہ صوم وصال حرام ہے کیوں کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے، حدیث پاک میں ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے صوم وصال کو قبول فرمالیا ہے، اور یہ اب آپ کے بعد کسی کے لیے جائز نہیں۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ اسی پر ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی مفتی بہ قول حرمت ہی کا ہے۔

اعتکاف کا بیان

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام بر (نیک) اور مبر (اللہ کے لیے عملِ صالح کرنے والے) ہے، جب رمضان کی آمد ہوتی تو وہ (عبادتوں میں) ایسی محنت کرتے جیسی غیر رمضان میں نہیں کرتے۔ رات میں عبادت کرتے، قیام بھی کرتے اور سوتے بھی، اور جب آخری عشرہ داخل ہوتا تو کمر کس لیتے، ازواج مطہرات سے دور رہتے، دواذانوں کے درمیان غسل کرتے، ان کا بستر بچھا دیا جاتا، باب توبہ کے ستون کے پیچھے تخت رکھ دیا جاتا اور اس میں داخل ہو جاتے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام وجیہ (خوب صورت) ہے، انھوں نے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مکہ میں ایک ماہ اعتکاف کیا تو وہ رمضان المبارک میں پڑا۔[1]

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام ناصح اور نصیح ہے، وہ تاحیات رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے، انسانی حاجت کے بغیر کاشانۂ اقدس میں داخل نہیں ہوتے، کبھی مریض کے پاس سے گزرتے تو ٹھہر کر مزاج پرسی نہیں کرتے، دوسرے لوگ ان کے پاس آتے تو وہ آپ سے اور آپ ان سے بات کرتے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام وکیل

(۱) أخرجه أبو داود الطيالسي في "مسنده" (١٦٤٣) عن أم المؤمنين عائشة -رضي الله تعالى عنها-.

اور متوکل ہے، انھوں نے صحابہ کرام سے فرمایا:

إنّي معتكف العشر الأول من رمضان، ألتمس ليلة القدر»، فلمَّا فرغ رجع إلى معتكفه، وقال: أيُّها الناس، إنّي معتكف هذا العشر الثاني، ألتمس هذه الليلة . قال أنس: فلمَّا كان صبيحة عشرين، نقلنا متاعَنا إذ جاء جبريلُ، وقال: "يا محمد، إنَّ الذي تَطلبُ وراءَك"، فأتانا رسول الله ﷺ، وقال: من اعتكف معنا فليرجع إلى معتكفه[1].

میں رمضان کے پہلے عشرے میں اعتکاف کروں گا اور شب قدر تلاش کروں گا۔ جب عشرۂ اول کے اعتکاف سے فارغ ہو گئے تو اعتکاف کی جگہ واپس آ گئے اور فرمایا: اے لوگو! میں اس دوسرے عشرے میں بھی اعتکاف کروں گا اور شب قدر تلاش کروں گا۔ حضرت انس رضِی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جب بیسویں رمضان کی صبح ہوئی تو ہم نے اپنا سامان منتقل کر لیا جبھی حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور کہنے لگے: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ جس (رات) کی تلاش میں ہیں وہ بعد میں ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ جو ہمارے ساتھ اعتکاف میں بیٹھا تھا وہ اعتکاف کی جگہ واپس آجائے۔

ایک روایت میں ہے:

إنّي أُتيتُ، فقيل لي: "إنَّ الذي تطلب في العشر الأواخر"، فمَن أحبَّ منكم أن يعتكفَ فليعتكف، فاعتكف الناسُ معه[2].

---

(۱) أخرج بمعناه البخاري (۸۲۱)، ومسلم (۲۸۲۸)، وأبو داود (۱۳۸٤)، والنسائي (۱۳٦٤) عن أبي سعيد الخدري -رضي الله تعالى عنه-.

(۲) أخرج بمعناه البخاري (۸۲۱)، ومسلم (۲۸۲۸)، وأبو داود (۱۳۸٤)، والنسائي (۱۳٦٤) عن أبي سعيد الخدري -رضي الله تعالى عنه-.

میرے پاس کسی نے آکر کہا: آپ جس چیز کی تلاش میں ہیں وہ آخری عشرہ میں ہے۔ توتم میں سے جو اعتکاف میں بیٹھنا چاہتا ہے وہ بیٹھ جائے، چنانچہ لوگ آپ کے ساتھ معتکف ہو گئے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

لا يزال يعتكف العشر الأواخر حتى توفاه اللّٰهُ إلَّا العام الذي تُوفِّي فيه، فإنَّه اعتكف عشرين يومًا، والعام الذي رأى الأَخْبِيَةَ اعتكف العشر الأوَّل من شوَّالٍ.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تاحیات ہر سال اعتکاف میں بیٹھتے رہے سوائے اس سال کے جس میں آپ کی وفات ہوئی کہ اس سال صرف بیس دن اعتکاف میں بیٹھے۔

اسی پر فقہاے صحابہ اور بعد کے لوگوں کا عمل رہا، اور جس سال آپ سفر کی وجہ سے اعتکاف میں نہ بیٹھ سکے تو اگلے سال دس دن کا اعتکاف کیا، کیوں کہ فرض اور نفل دونوں طرح کی عبادتیں آپ کے حق میں فرض ہیں۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام کفیل (ضامن) ہے، انھوں نے فرمایا:

من اعتكف العشر الأواخر من رمضان يُريد به وجهَ اللّٰه تعالى، أعطاه اللّٰه ثواب سبعين مُرابَطةً في سبيل اللّٰه، ووُقِيَ سؤالَ المَلكَين - المُنكر والنَّكير - في قبره، وميتةَ السُّوء.

جو شخص اللہ کی رضاجوئی کی خاطر رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرے اللہ تعالیٰ اسے اپنی راہ میں ستر مجاہدین کا ثواب عطا فرمائے گا اور وہ بری موت اور قبر میں نکیرین کے سوال سے محفوظ رہے گا۔

اعتکاف سے متعلق فائدہ:

اعتکاف: نیت کے ساتھ ایسی مسجد میں قیام کرنا جس میں فی الحال پنج وقتہ نمازیں ہورہی ہوں اس حدیث کی وجہ سے جو حضرت علی اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا اعتكاف إلّا في مسجد جامع [1]. اعتکاف جامع مسجد ہی میں صحیح ہے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے: اعتکافِ واجب مسجدِ جماعت میں جائز ہے [2] جب کہ اعتکافِ نفل ہر مسجد میں درست ہے۔ اور عورت گھر میں اس جگہ اعتکاف کرے جو نماز کے لیے متعیّن ہو، غیر متعیّن جگہ میں اعتکاف جائز نہیں۔ [3]

نذر کا اعتکاف واجب ہے چاہے وہ نذرِ معلق ہو یا غیر معلق، اسی طرح اگر کسی نے

---

(۱) أخرجه عبدالرزاق في "مصنفه" (۵۱۷۶) عن علي - كرم الله وجهه -.

(۲) مسجد جامع ہونا اعتکاف کے لیے شرط نہیں بلکہ مسجد جماعت میں بھی ہوسکتا ہے۔ مسجد جماعت وہ ہے جس میں امام و مؤذن مقرر ہوں، اگرچہ اس میں پنجگانہ جماعت نہ ہوتی ہو اور آسانی اس میں ہے کہ مطلقاً ہر مسجد میں اعتکاف صحیح ہے اگرچہ وہ مسجد جماعت نہ ہو، خصوصاً اس زمانہ میں کہ بہتیری مسجدیں ایسی ہیں جن میں نہ امام ہیں نہ مؤذن۔ (بہار شریعت، حصہ پنجم، اعتکاف کا بیان)۔

(۳ عورت کو مسجد میں اعتکاف مکروہ ہے، بلکہ وہ گھر میں ہی اعتکاف کرے مگر اس جگہ کرے جو اُس نے نماز پڑھنے کے لیے مقرر کر رکھی ہے جسے مسجدِ بیت کہتے ہیں اور عورت کے لیے یہ مستحب بھی ہے کہ گھر میں نماز پڑھنے کے لیے کوئی جگہ مقرر کرلے اور چاہیے کہ اس جگہ کو پاک صاف رکھے اور بہتر یہ کہ اس جگہ کو چبوترہ وغیرہ کی طرح بلند کرلے۔ بلکہ مرد کو بھی چاہیے کہ نوافل کے لیے گھر میں کوئی جگہ مقرر کرلے کہ نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے۔

اگر عورت نے نماز کے لیے کوئی جگہ مقرر نہیں کر رکھی ہے تو گھر میں اعتکاف نہیں کر سکتی، البتہ اگر اس وقت یعنی جب کہ اعتکاف کا ارادہ کیا کسی جگہ کو نماز کے لیے خاص کرلیا تو اس جگہ اعتکاف کر سکتی ہے۔ (بہار شریعت، حصہ پنجم، اعتکاف کا بیان)۔

اعتکاف شروع کرکے قصداً چھوڑ دیا تو وہ بھی واجب ہے۔ اس میں جمہور ائمہ کا اختلاف ہے کہ ان کے نزدیک یہ سنت ہے واجب نہیں [۱]

اعتکاف کی سب سے کم مدت ایک دن ہے جب کی زیادہ مدت کی کوئی حد نہیں۔

اعتکاف کی شرطیں: ۱- مسلمان ہونا، ۲ -عقل ہونا۔ بالغ ہونا اعتکاف کے لیے شرط نہیں، لہذا نابالغ (جو تمیز رکھتا ہو اس) کا اعتکاف بھی صحیح ہے، (عورت کے لیے) حیض و نفاس سے پاک ہونا بھی ضروری ہے؛ کیوں کہ اعتکاف نذر میں روزہ شرط ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نیز امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اعتکاف کی اقل مدت ایک گھڑی ہے بشرطیکہ اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہو۔

بے روزہ شخص کا اعتکاف صحیح نہیں، یہی قول امام مالک اور اکثر ائمہ کا ہے، اس میں امام شافعی علیہ الرحمۃ کا اختلاف ہے کہ ان کے نزدیک غیر روزہ دار کا اعتکاف بھی صحیح ہے۔ [۲]

---

(۱) اعتکاف نفل اگر چھوڑ دے تو اس کی قضا نہیں، کہ وہیں تک ختم ہو گیا اور اعتکاف مسنون کہ رمضان کی پچھلی دس تاریخوں تک کے لیے بیٹھا تھا، اسے توڑا تو جس دن توڑا فقط اس ایک دن کی قضا کرے، پورے دس دنوں کی قضا واجب نہیں اور منّت کا اعتکاف توڑا تو اگر کسی معیّن مہینے کی منت تھی تو باقی دنوں کی قضا کرے، ورنہ اگر علی الاتصال واجب ہوا تھا تو سِرے سے اعتکاف کرے اور علی الاتصال واجب نہ تھا تو باقی کا اعتکاف کرے۔ (بہار شریعت، حصہ پنجم، اعتکاف کا بیان)۔

(۲) اس مسئلے کی تفصیل یہ ہے:

منت کے اعتکاف میں روزہ شرط ہے، یہاں تک کہ اگر ایک مہینے کے اعتکاف کی منت مانی اور یہ کہا کہ روزہ نہ رکھے گا جب بھی روزہ رکھنا واجب ہے اور اگر رات کے اعتکاف کی منت مانی تو یہ منت صحیح نہیں کہ رات میں روزہ نہیں ہو سکتا اور اگر یوں کہا کہ ایک دن رات کا مجھ پر اعتکاف ہے تو یہ منت صحیح ہے اور اگر آج کے اعتکاف کی منت مانی اور کھانا کھا چکا ہے تو منت صحیح نہیں۔ (۲) (در مختار، عالمگیری) یوہیں اگر ضحوۂ کبریٰ کے بعد منت مانی اور روزہ نہ تھا تو یہ منت صحیح نہیں کہ اب روزہ کی نیّت نہیں کر سکتا، بلکہ اگر روزہ کی نیّت کر سکتا ہو مثلاً ضحوۂ کبریٰ سے قبل جب بھی منت صحیح نہیں کہ یہ روزہ نفل ہو گا اور اس اعتکاف میں روزۂ واجب درکار۔

اعتکافِ سنت یعنی رمضان شریف کی پچھلی دس تاریخوں میں جو کیا جاتا ہے، اُس میں بھی روزہ شرط ہے، لہٰذا اگر کسی مریض یا مسافر نے اعتکاف تو کیا مگر روزہ نہ رکھا تو سنت ادا نہ ہوئی بلکہ نفل ہوا۔

اعتکافِ مستحب کے لیے نہ روزہ شرط ہے، نہ اس کے لیے کوئی خاص وقت مقرر، بلکہ جب مسجد میں

اور اعتکاف میں خاموشی کو باعثِ ثواب سمجھے تو یہ مکروہ ہے۔[۱]

اور اس بات پر اتفاق ہے کہ اعتکاف جماع سے فاسد ہوجاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَلا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عاكِفُونَ فِي الْمَساجِدِ(البقرۃ:۱۸۷) یعنی تم جماع نہ کرو جب کہ مسجد میں معتکف ہو۔

شہوت کے ساتھ چھونا بھی اسی حکم میں ہے؛ کیوں کہ اس میں ہم بستری ممنوع ہے لہذا یہ حکم اس کے دواعی اور اسباب کا بھی ہوگا چاہے یہ چھونا قصداً ہو یا بھول کر ہو یا مجبوراً ہو، رات میں ہو یا دن میں؛ کیوں کہ معتکف ایسی حالت میں ہوتا ہے جو اسے یاد دلاتی رہتی ہے جیسے نماز اور حج برخلاف روزہ کے۔ اگر جماع کا خیال لانے یا عورت کو دیکھنے کی وجہ سے انزال ہوجائے تو اعتکاف فاسد نہیں ہوتا۔ دنوں کے اعتکاف کی نذر ماننے سے ان کی راتوں کا اعتکاف بھی لازم ہوگا اور اسی طرح راتوں کے اعتکاف کی نذر ماننے سے ان کے دنوں کا اعتکاف بھی لازم ہوگا الا یہ کہ وہ دن کو صراحتاً خاص کردے۔[۲]

پچھلا حاشیہ

اعتکاف کی نیّت کی، جب تک مسجد میں ہے معتکف ہے، چلا آیا اعتکاف ختم ہوگیا۔

(بہار شریعت، حصہ پنجم، اعتکاف کا بیان)۔

(۱) معتکف اگر بہ نیّت عبادت سکوت کرے یعنی چپ رہنے کو ثواب کی بات سمجھے تو مکروہِ تحریمی ہے اور اگر رہنا ثواب کی بات سمجھ کر نہ ہو تو حرج نہیں اور بری بات سے چُپ رہا تو یہ مکروہ نہیں، بلکہ یہ تو اعلیٰ درجہ کی چیز ہے کیونکہ بری بات زبان سے نہ نکالنا واجب ہے اور جس بات میں نہ ثواب ہو نہ گناہ یعنی مباح بات بھی معتکف کو مکروہ ہے، مگر بوقت ضرورت اور بے ضرورت مسجد میں مباح کلام نیکیوں کو ایسے کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔ (بہار شریعت، حصہ پنجم، اعتکاف کا بیان)۔

(۲) صدر الشریعہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ بہارِ شریعت میں اس مسئلے کی تفصیل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ایک دن کے اعتکاف کی منت مانی تو اس میں رات داخل نہیں۔ طلوع فجر سے پیشتر مسجد میں چلا جائے اور غروب کے بعد چلا آئے اور اگر دو دن یا تین دن یا زیادہ دنوں کی منت مانی یا دو یا تین یا زیادہ راتوں کے اعتکاف کی منت مانی تو ان دونوں صورتوں میں اگر صرف دن یا صرف راتیں مراد لیں تو نیّت صحیح ہے، لہذا پہلی

مسجد سے کسی شرعی حاجت مثلاً جمعہ اور عیدین یا طبعی حاجت مثلاً پیشاب، پاخانہ، نجاست کے ازالے اور غسلِ جنابت کے باعث باہر نکل سکتا ہے؛ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان حاجتوں کے لیے باہر تشریف لے جاتے تھے۔

حالت اعتکاف میں تلاوتِ قرآن، اذکار، اوراد و وظائف، دلائل الخیرات شریف، حدیث پاک اور تعلیم و تعلم میں مشغول رہے، رسول اللہ ﷺ کی سیرت مبارکہ، انبیاے کرام اور صالحین کے واقعات، اور امورِ دین لکھنے میں لگا رہے۔ اس حالت میں مباح کلام مکروہ ہے؛ کہ وہ نیکیوں کو کھا جاتا ہے جب کہ ابتداء اسی نیت سے اعتکاف میں بیٹھے۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں پر تعجب کرتے ہوئے فرمایا:

"كيف تركوا الاعتكافَ؟! ورسول الله ﷺ كان يفعل الشَّيءَ ويتركه، وما ترك الاعتكافَ إلى أن لقِيَ ربَّه"[1].

لوگ اعتکاف کیسے چھوڑ دیتے ہیں جب کہ رسول اللہ ﷺ نے آخری دم تک اعتکاف نہیں چھوڑا حالاں کہ دیگر امور آپ کبھی انجام دیتے اور کبھی چھوڑ دیتے تھے۔

اعتکاف بہت عظیم الشان عمل ہے جب کہ اخلاص و للّٰہیت کے ساتھ ہو، اور اس کی

پچھلا حاشیہ

صورت میں منت صحیح ہے اور صرف دنوں میں اعتکاف واجب ہوا اور اس صورت میں اختیار ہے کہ اتنے دنوں کا لگاتار اعتکاف کرے یا متفرق طور پر۔ اور دوسری صورت میں منت صحیح نہیں کہ اعتکاف کے لیے روزہ شرط ہے اور رات میں روزہ ہو نہیں سکتا اور اگر دونوں صورتوں میں دن اور رات دونوں مراد ہیں۔ یا کچھ نیّت نہ کی تو دونوں صورتوں میں دن اور رات دونوں کا اعتکاف واجب ہے اور علی الاتصال اتنے دنوں میں اعتکاف ضروری ہے، تفریق نہیں کر سکتا۔

نیز اس صورت میں یہ بھی ضرور ہے کہ دن سے پہلے جو رات ہے، اس میں اعتکاف ہو، لہٰذا غروب آفتاب سے پہلے جائے اعتکاف میں چلا جائے اور جس دن پورا ہو غروبِ آفتاب کے بعد نکل آئے اور اگر دن کی منت مانی اور کہتا یہ ہے کہ میں نے دن کہہ کر رات مراد لی، تو یہ نیّت صحیح نہیں دن اور رات دونوں کا اعتکاف واجب ہے۔ (بہار شریعت، حصہ پنجم، اعتکاف کا بیان)۔

(١) ينظر: "المبسوط": للسرخسي (١١٤/٣).

خوبیاں بے شمار ہیں۔

۱- وہ نماز کے انتظار میں رہتا ہے تو وہ نمازی کی طرح ہوتا ہے اور اللہ سے قربت اور غیر اللہ سے دوری کی حالت ہے۔

۲- مصروف رکھنے والے دنیوی امور سے دل کو خالی کرلیتا ہے اس طور پر کہ طرف متوجہ ہوجاتا ہے۔

۳- خود کو مولی کے حوالے کردیتا ہے، اپنا معاملہ اللہ کے حوالے کردیتا ہے، اس کے فضل وکرم پر اعتماد کرتا ہے، اس کے در پر کھڑا رہتا ہے، ہمیشہ اس کی عبادت میں لگا رہتا ہے، اس کا تقرب حاصل کرتا ہے تاکہ اس کی رحمت سے قریب ہوجائے، اس کے گھر میں ہمیشہ سکونت پذیر رہے اور اس کے قلعے میں خود کو محفوظ کرلے تاکہ اس کا دشمن اپنے مکرو فریب اور طاقت وقوت ذریعے اس تک نہ پہنچ سکے۔

گویا اس کی زبان حال اس سے کہتی ہے:

میں اپنے مولی کے در پر کھڑا رہوں گا تاکہ وہ میرے گناہ بخش دے پھر مخلوق کے ساتھ اس کی انسیت اللہ کے ساتھ انسیت سے بدل جائے تاکہ قبر میں تنہائی کے دن وہ کام آئے؛ اس لیے کہ اس دن اس کا مونس وغم خوار وہ عمل ہوگا جسے اس نے پہلے بھیجا ہوگا۔

زیر بحث موضوع سے متعلق مسئلہ: اگر معتکف کسی معقول عذر کے بغیر مسجد سے نکلے گا تو اس کا واجب فاسد ہوجائے گا اور اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ اور اعتکاف کی وجہ سے اس کا کھانا، پینا، سونا اور اپنی اور اپنے اہل وعیال کی ضرورت کے لیے خرید وفروخت مسجد ہی میں ہوگی۔ اگر ان ضرورتوں کے لیے مسجد سے نکلے گا تو اس کا اعتکاف فاسد ہوجائے گا کیوں کہ اعتکاف کی وجہ سے وہ دنیا سے کٹ کر اللہ کی طرف متوجہ ہوگیا تو اب امور دنیا میں مشغول نہیں ہوگا۔ اور ایک ضعیف قول یہ ہے کہ مغرب کے بعد کھانے پینے کے لیے باہر جاسکتا ہے۔

۲- سنت کفایہ مؤکدہ: یہ رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف ہے؛ کیوں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پابندی فرمائی جیسا کہ ابھی گزرا۔

۳-مستحب: رمضان کے آخری عشرے اور منت کے علاوہ کا اعتکاف۔

نفلی اعتکاف کی اقل مدت کے لیے کوئی خاص وقت مقرر نہیں بلکہ وہ اعتکاف کی نیت سے مسجد میں جانے سے ہی حاصل ہوجاتا ہے اگرچہ نیت کرنے والا شخص مسجد میں نہ بیٹھے بلکہ چلتے ہوئے گزر جائے، اگرچہ رات کا وقت ہو؛ کیوں کہ وہ شخص تبرع کرنے والا ہے۔ یہ اس شخص کے لیے عارضی حیلہ ہے جو مسجد کے دوسرے دروازے سے آنا جانا چاہے مگر یہ کہ اس حیلے سے مسجد کو راستہ نہ بنالے کہ یہ جائز نہیں بلکہ حرام ہے۔ نفلی اعتکاف کے لیے روزہ شرط نہیں، اس میں نیت کے ساتھ دوسر گھری ملائے بغیر ہر گھڑی کا ٹھہرنا عبادت ہے؛اسی وجہ سے شروع کرنے سے یہ لازم نہیں ہوتا کیوں کہ مسجد سے نکلنے پر یہ ختم ہوجاتا ہے۔[1] انتھی.

---

(۱) ينظر: "مراقي الفلاح شرح متن نور الإيضاح" صـ٢٦٤-٢٦٩، ملتقطًا.

شب قدر کے فضائل

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام شفیق ہے، انھوں نے فرمایا :

أنزل القرآنُ في ليلة القدر جملةً واحدةً من الذِّكر الذي عند رب العزة، فوضع في بيت العزَّة في السماء الدنيا، ثم جعل الملَك ينزل علي بجواب كل العبادِ وأعمالِهم[1].

قرآن کریم شبِ قدر میں یک بارگی اس لوح محفوظ سے اتارا گیا جو اللہ رب العزت کی بارگاہ میں ہے۔ پھر اسے آسمان دنیا پر بیت العزت میں رکھا گیا اس کے بعد فرشتہ (جبریل علیہ السلام) تمام بندوں اور ان کے اعمال کے جواب میں مجھ پر اتارنے لگا۔

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے:

أنزل الله صحفَ إبراهيمَ أولَ ليلةٍ من رمضان، وأنزل التوراة لِستٍّ منه، وأنزل الإنجيلَ لِثلاث عَشَرَ منه، وأنزل الزّبورَ لِثمان عشر منه، والقرآن جملةً واحدةً إلى بيت العزَّةِ لأربع وعشرين منه[2].

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے رمضان المبارک کی پہلی شب

---

(١) أخرج الطبراني بمثله في "الكبير" (١٢٣٨٢) عن ابن عباس -رضي الله تعالى عنهما-.

(٢) أخرج بمثله البيهقي في "شعب الإيمان" (٢٠٥٣)، والطبراني في "الكبير" (١٨٥) عن واثلة.

میں، تورات چھٹی شب میں، انجیل تیرہویں شب میں، زبور اٹھارہویں شب میں اور قرآن کریم یک بارگی بیت العزت پر چوبیسویں شب میں نازل فرمایا۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن لقب مقیم السنۃ (سنت قائم فرمانے والے) ہے، انھوں نے فرمایا:

إن الله -عز وجل- وهب لأمَّتي ليلة القدر، لم يُعطها من كان قبلَهم من الأمَم [1].

اللہ تعالیٰ نے میری امت کو شب قدر عطا فرمائی جو گزشتہ امتوں کو نہیں دی گئی۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام مقدس (پاکیزہ) ہے، انھوں نے فرمایا:

من قام ليلة القدر إيمانًا واحتسابًا [2] غفر له ما تقدَّم من ذنبه [3].

جو شب قدر کو حالت ایمان میں ثواب کی نیت سے عبادت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے گزشتہ گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام روح القدس ہے، انھوں نے فرمایا:

يُسَحَّ الخير في أربع ليال سحا ليلة القدر، وليلة العيد، وليلة عرفة، ونصف ليلة من شعبان [4].

---

(١) ذكره المتقي الهندي في "كنز العمال" (٢٤٠٤١)، وعزاه إلى الديلمي عن أنسٍ -رضي الله تعالى عنه-.

(٢) قوله: (إيمانًا): هو التَّصديق لِمَا وعد الله -عز وجل- الثواب. (واحتسابا): هو أن يكون المؤمنُ مقبلاً عليه وخاشعًا له.

(٣) أخرجه البخاري (١٩٣٥)، ومسلم (١٨١٧) عن أبي هريرة -رضي الله تعالى عنه-

(٤) ذكره المتقي الهندي في "كنز العمال" (٣٥٢١٥)، وعزاه إلى الديلمي عن عائشةَ -رضي الله تعالى عنها-

چار راتوں میں خیر و برکت کا خوب نزول ہوتا ہے: شبِ قدر، شبِ عید، شبِ عرفہ، نصف شعبان کی شب (شبِ براءت)۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا لقب روح الحق ہے، انھوں نے فرمایا:

أربع ليالٍ كنَهارٍ، هي يُبِرُّ اللّٰهُ فيهنَّ القَسَمَ، ويعتق فيهن النَّسمَ، ويُعطي فيهن الجزيل من أنعم، ولا يردُّ فيهنَّ الدُّعا: ليلة الجمعة، وليلتَي العيدين، وليلة التروية، وأربع أخر مثلهنَّ: ليلة القدر...[1] وذكر إلى آخره.

چار راتیں دن کی طرح ہیں، ان میں اللہ تعالیٰ قسمیں پوری فرماتا ہے، روحیں آزاد فرماتا ہے، کثیر نعمتیں عطا فرماتا ہے، اور ان میں دعائیں رد نہیں فرماتا: جمعہ کی رات، عید الفطر کی رات، عید الاضحیٰ کی رات، ترویہ (آٹھ ذی الحجہ) کی رات۔ اور دوسری چار راتیں بھی انھیں کی طرح (بابرکت) ہیں: شبِ قدر... اخیر تک حدیث ذکر کی۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام روح القسط (جانِ انصاف) ہے، ایک شخص نے عرض کی:

يا رسول الله، ما علامة ليلة القدر؟ قال: من إماراتِها أنَّها ليلةٌ طلقت بلجة صافية ساكنة ساجية لا حارة ولا باردة، كأنّ فيها قمرًا ساطعًا، ولا يحل لنجم أن يُرمى به في تلك الليلة حتى الصَّباح، وأنَّ الشمس تطلع صبيحتها مستويةً لا شعاع لها كأنَّها لَقمرُ ليلةِ البدرِ، وحرَّم الله على الشَّيطان أن يخرج معها في ذلك

(١) ذكره المتقي الهندي في "كنز العمال" (٣٥٢١٤)، وعزاه إلى الديلمي عن أنسٍ -رضي الله تعالى عنه-

الیوم حتی یُضيء فجرُها[1].

یارسول اللہ! شب قدر کی علامت کیا ہے؟ فرمایا: اس کی علامت یہ ہے کہ وہ رات روشن، صاف، پرسکون اور پر بہار ہوتی ہے، نہ گرم ہوتی ہے نہ سرد۔ ایسا لگتا ہے کہ اس میں چاند روشن ہے، اس رات میں صبح تک ستارے (شیاطین کو) نہیں مارے جاتے، اور اس کی صبح آفتاب شعاعوں کے بغیر ہموار طلوع ہوتا ہے، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ چودہویں کا چاند ہے، اللہ تعالیٰ نے شیطان پر اس دن صبح صادق کے طلوع ہونے تک سورج کے ساتھ نکلنا حرام کردیا ہے۔

ایک روایت میں ہے:

أن الشَّمس تطلع كلَّ يوم بين قرنَي الشَّيطان إلَّا صبيحةَ ليلةالقدرِ فإنَّها تطلع يومئذٍ بيضاءَ لا شُعاع لها كأنَّها طست[2].

سورج روزانہ شیطان کی سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے سوائے شبِ قدر کی صبح کے کہ اس دن وہ بغیر شعاؤں کے سفید ہوکر طلوع ہوتا ہے، ایسا لگتا ہے کہ وہ طشت ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے:

تُصبح شمسُها ضعيفة حمراءَ، لا حارة ولا باردة، ولا يحدث فيها أمرٌ كريهٌ يُصيبها أحدا بسوءٍ أو أذى، ولا يستطيع الشَّيطان أن يغوي أحدًا، وإن المياه المالحة تعذب في تلك الليلة.

اس کی صبح آفتاب کمزور، سرخ رنگ کا ہوتا ہے، نہ تو گرم ہوتا ہے نہ سرد اور اس میں کوئی ناپسندیدہ بات نہیں ہوتی جس سے کسی کو برائی یا تکلیف پہنچے، اس رات شیطان کسی کو

(۱) أخرج أحمد بمثله (۲۳۲۰۸) عن عُبادةَ بن الصَّامِت -رضي الله تعالى عنه-.

(۲) ذكره السيوطي في "الدر النثور" (۵۸۱/۸)، وعزاه إلى مُحَمَّد بن نصر عَن ابن مَسْعُود -رضي الله عنه-.

بہکا نہیں سکتا اور اس رات کھارا پانی میٹھا ہو جاتا ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام کافی ہے، انھوں نے فرمایا:

أيها الناس، أُعطيتُ شهر رمضان، وأعطيت فيه ليلة هي خيرٌ من ألف شهرٍ، فمن قامها إيمانًا واحتسابًا غفر له ما تقدم من ذنبه». قالت عائشة: يا رسول الله، إن أنا وافقتُ ليلة القدر فبم أدعو اللهَ تعالى، قال: «قولي: "اللهم إنك عفوٌّ تُحبُّ العفوَ، فاعف عني"[1].

اے لوگو! مجھے ماہ رمضان عطا کیا گیا، اور اس میں ایک ایسی رات عطا کی گئی جو ہزار مہینوں سے افضل ہے، تو جو شخص ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے اس میں عبادت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے گزشتہ گناہ معاف فرما دے گا۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر وہ شب مجھے مل جائے تو اللہ تعالیٰ سے کیا دعا کروں؟ فرمایا: یہ دعا کرو: اللهم إنك عفو تحب العفو فاعف عني. اے اللہ تو معاف فرمانے والا ہے اور معافی کو پسند فرماتا ہے، تو مجھے معاف فرما دے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام مکتفی (قناعت گزیں) ہے، انھوں نے فرمایا:

إن ربَّكم -تبارك وتعالى- لَيطلع على عباد ليلةَ القدرِ، فيغفر لأهل الأرض إلَّا الاثنين: مشرك، ومشاحن[2].

اللہ تعالیٰ شب قدر میں اپنے بندوں پر نظرِ کرم فرماتا ہے تو تمام اہلِ زمین کو بخش دیتا ہے سوائے دو کے: مشرک اور کینہ پرور۔

---

(۱) أخرجه الترمذي (۳۸۵۵)، وابن ماجه (۳۹۸۲) عن عائشة -رضي الله تعالى عنها-.

(۲) أخرج ابن ماجه بمثله (۱٤٥۳) عن أبي موسى الأشعري -رضي الله تعالى عنه-.

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام بالغ (درجۂ کمال پر پہنچے ہوئے) ہے، انھوں نے فرمایا:

أنزل الله تعالى القرآن جملةً في ليلة القدر [1]

اللہ تعالیٰ نے یک بارگی پورا قرآن شبِ قدر میں نازل فرمایا۔ یہ رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

خير من ألف شهر من الصلاة والصدقة والزكاة، إذ ليس فيها ليلة القدر، أي: في تلك الشهور.

نماز، صدقہ اور زکات والے ہزار مہینوں سے بہتر ہے کیوں کہ ان مہینوں میں کوئی شب قدر نہیں۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے:

اعلم لِيوم فضلٌ على يوم وليلة، إلا ليلة القدر فإنها خير من ألف شهر وبركتها في السنة إلى مثلها

یاد رہے کہ دن کو رات پر فضیلت حاصل ہے سوائے شبِ قدر کے کہ وہ ہزار مہینوں سے افضل ہے، اور اس کی برکت پورے سال رہتی ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام مبلغ (حکمِ خداوندی پہنچانے والے) ہے، انھیں گزشتہ لوگوں کی عمریں خواب میں دکھائی گئیں، ان کی امت کی عمریں کم تھیں جو ان کی طویل عمروں کے برابر نہیں پہنچ سکیں، تو اللہ تعالیٰ نے انھیں شب قدر عطا فرمائی جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ [2]

---

(۱) أخرجه الحاكم في "المستدرك" (۲۸۷۸)، والبيهقي في "شعب الإيمان" (۳۳۸٦) عن ابن عباس -رضي الله تعالى عنهما-.

(۲) أخرجه مالك في "الموطأ" (۷۰٦) عن مَنْ يَثِق به من أهل العلم.

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولیٰ پر جن کا نام شافی (شفا دینے والے) ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

كنا عند رسول الله ﷺ، وذكر رجلاً من بني إسرائيل، كان يقوم اللَّيل حتَّى يُصبح، ثم يساهر بالنَّهار حتَّى يُمسي، ففعل ذلك ألفَ شهرٍ. فأنزل الله ليلةَ القدر لأمته التي هي خيرٌ من ألف شهر، أي: خيرٌ من عمل ذلك الرَّجل ألفَ شهر[1].

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، آپ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر کیا کہ وہ رات میں عبادت کرتا تھا یہاں تک کہ صبح ہوجاتی تھی، پھر دن میں بھی بیدار رہ کر عبادت کرتا تھا یہاں تک شام ہوجاتی تھی۔ اس نے ایک ہزار مہینوں تک یہ عمل کیا، تو اللہ تعالیٰ نے امت محمدی پر شبِ قدر اتاری جو ہزار مہینوں سے افضل ہے یعنی (اس ایک رات کا عمل) اس شخص کے ہزار مہینوں کے عمل سے افضل ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے:

أنَّ رسول الله ﷺ ذكر رجلاً من بني إسرائيل، لبس السلاح في سبيل الله ألفَ شهرٍ، فعجب المسلمون من ذلك، فأنزل الله: ﴿إنا أنزلناه في ليلة القدر، ليلة القدر خير من ألف شهر﴾ [القدر: ۱-۳] التي لبس فيها ذلك الرجل السلاح في سبيل الله ألف شهر»[2].

رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کا ذکر کیا جو راہ خدا میں ایک ہزار سال تک ہتھیار کے ساتھ مصروفِ جہاد رہا، اس واقعے سے مسلمانوں کو حیرت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت

---

(۱) ذكره الزرقاني في "شرحه على الموطأ" (۲/۳۲٥)، وعزاه إلى ابن جَريرٍ وَابن المُنْذِرِ وَابن أبي حاتمٍ مِن طُرُقٍ عن مُجاهدٍ.
(۲) أخرجه البيهقي في "السنن الكبرى" (۸٥۲۲) عن مُجاهدٍ.

کریمہ نازل فرمائی: ﴿إِنَّآ أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ ﴾ یعنی ہم نے اسے (قرآن کریم) کو شب قدر میں نازل فرمایا، تمھیں کیا معلوم شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ یعنی ان ہزار مہینوں سے بہتر ہے جن میں اس شخص نے اللہ کی راہ میں ہتھیار پہن کر جہاد کیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے:

أن رسول الله ﷺ ذكر يومًا أربعةً من بني إسرائيل، عبدوا الله - عز وجل - ثمانين سنة لم يعصوه طرفةَ عينٍ، فذكر أيّوب، وزكريا، وحزقيل بن العجوز، ويوشع بن نون. فعجب أصحابه من ذلك، فأتاه جبرئيل - عليه السلام -، وقال: "يا محمد، عجبت أمَّتُك من عبادة هؤلاء النفر ثمانين سنةً، فقد أنزل الله لك ولأمتك خيرًا من ذلك"، فقرأ: ﴿إنا أنزلناه في ليلة القدر وما أدراك ما ليلة القدر ليلة القدر خير من ألف شهر﴾ [القدر: ١-٣]، "فهذا أفضل مما عجبت أنت وأمتك"، فسرَّ بذلك سرورًا عظيمًا[1].

ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے چار لوگوں کا تذکرہ کیا جو اسی سال تک اللہ کی عبادت کرتے رہے اور ایک لمحے کے لیے بھی اس کی نافرمانی نہیں کی، آپ نے حضرت ایوب، ذکریا، حزقیل بن عجوز اور یوشع بن نون علیہم السلام کا نام لیا، تو صحابہ کرام کو اس پر حیرت ہوئی۔ اسی وقت جبریل علیہ السلام نے آکر کہا: اے محمد! آپ کی امت کو ان لوگوں کی اسی سالہ عبادت پر حیرت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ اور آپ کی امت کے لیے اس سے بہتر چیز نازل فرمائی ہے، پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت کی ﴿إِنَّآ أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ

---

(١) ذكره الزرقاني في "شرحه على الموطأ" (٣٢٥/٢)، وعزاه إلى ابن أبي حاتمٍ من طريق بن وهب عن مسلمة بن علي عن علي بن عروة.

الْقَدْرِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ) یعنی "ہم نے اسے (قرآن کریم) کو شب قدر میں نازل فرمایا، تمھیں کیا معلوم شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے"۔ تو یہ اس سے بہتر ہے جس پر آپ اور آپ کی امت کو تعجب ہے۔ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام واصل (خدا تک پہنچانے والے) اور موصول (خدا تک پہنچے ہوئے) ہے، انھوں نے فرمایا:

إن الملائكةَ تتنزل ليلة القدر, وتسلم على أهل المساجد حتى مطلع الفجر.

شب قدر میں فرشتے (زمین پر) اترتے ہیں اور طلوعِ فجر تک مسجد والوں پر سلامتی بھیجتے ہیں۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام سابق ہے، انھوں نے فرمایا:

إن الملائكة تتنزل ليلة القدر من حيث تغيب الشَّمس إلى أن يطلع الغد، يمرون على كل مؤمن يقولون "سلام عليك يا مؤمن"[1].

فرشتے شب قدر میں غروبِ آفتاب سے لے کر طلوعِ فجر تک (زمین پر) اترتے ہیں اور تمام اہلِ ایمان کے پاس سے یہ کہتے ہوئے گزرتے ہیں: سلام علیک یا مومن، یعنی اے صاحب ایمان! تم پر سلامتی ہو۔

ایک روایت میں ہے:

---

(۱) ذكره السيوطي في "الدر المنثور" (۵۷۰/۸)، وعزاه إلى سعيد بن منصور وابن المُنذر عن منصور بن زَاذَان.

إذا كان ليلة القدر تتنزل الملائكة تخفق بأجنحتها بالسَّلام من اللّٰه والرحمة من لدن صلاةِ المغرب إلى طلوع الفجر[1].

جب شب قدر آتی ہے تو نمازِ مغرب سے لے کر طلوعِ فجر تک اللہ کی سلامتی اور رحمت کے ساتھ اپنے پروں کو ہلاتے ہوئے (زمین پر) اترتے ہیں۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولیٰ پر جن کا نام سائق (قائد) ہے، انھوں نے فرمایا:

إذا كان ليلة القدر نزلت الملائكةُ والرُّوح فيها بإذن ربِّهم من كل أمر، سلام حتى يطلع الفجر، فتصبح الشَّمس لا شعاع لها، ويقول اللّٰه لهم: "اشهدوا، يا ملائكتي، أنِّي قد غفرتُ لهم، وشفقتُ صالحهم في طالحهم، وأعددتُ لهم دارا في جواري ما لا عين رأت ولا أذن سمعت ولا خطر على قلب بشر".

جب شبِ قدر آتی ہے تو اس میں روح (الامین) اور فرشتے ہر کام کے (انتظام کے) لیے اپنے پروردگار کے حکم سے اترتے ہیں، اور یہ (رات) طلوعِ صبح تک سلامتی ہے، صبح کے وقت سورج طلوع ہوتا ہے جس میں شعائیں نہیں ہوتیں۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے: اے میرے فرشتو! گواہ ہوجاؤ، میں نے انھیں بخش دیا ہے، ان بروں کے بیچ رہنے والے نیکوں پر مہربانی کی اور ان کے لیے اپنے جوارِ رحمت میں ایک ایسا گھر بنایا جسے نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل پر اس کا خیال گزرا۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولیٰ پر جن کا نام ہادی ہے، انھوں نے فرمایا:

«إنَّ جبريل ينزل في ليلة القدر في كبكبةٍ من الملائكة

---

(۱) ذكره السيوطي في "الدر المنثور" (۸/۵۷۰)، وعزاه إلى ابن المنذر عن الحسن.

من غروب الشَّمس إلى طلوع الفجر، يصلون ويسلمون على كل عبدٍ قائمٍ أو قاعدٍ يذكَرَ الله -عز وجل-، ويحرم النائم واللاهي»[۱].

جبریلِ امیں علیہ السلام شب قدر میں غروبِ آفتاب سے لے کر طلوع فجر تک فرشتوں کی جماعت کے ساتھ اترتے ہیں، اور ہر اس بندے کے لیے رحمت وسلامتی کی دعا کرتے ہیں جو بیٹھ کر یا کھڑے ہوکر اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ سونے والا اور غفلت کرنے والا اس سے محروم ہوجاتا ہے۔

ایک روایت میں یہ اضافہ بھی ہے:

«ومعه رأية أو لواء أخضر، ويركزه على ظهر الكعبة، وله ست مائة جناح، منها جناحان لا ينشرهما إلا في ليلة القدر، فيبيت جبريل والملائكة في هذه الأمة، فيسلمون على كل قائمٍ وقاعدٍ ومصلٍّ وذاكرٍ، ويصافحونهم ويؤمِّنون على دعائهم حتى يطلع الفجرُ، فإذا طلع الفجر نادى جبرئيل -عليه السلام-: "الرحيل الرحيل، يا معشر الملائكة"، فيقولون: "ما صنع الله بهم؟"، فيقول: "نظر إليهم، وعفا عنهم، وغفر لهم، إلَّا عاقًّا لوالديه، وقاطعَ الرحم، ومشاحنَ، ومُدْمِنَ خمرٍ"»[۲].

ان کے ساتھ ایک سبز رنگ کا جھنڈا ہوتا ہے جسے خانۂ کعبہ کی چھت پر نصب کر دیتے ہیں، ان کے چھ سو پر ہیں ان میں سے دو پروں کو شب قدر ہی میں پھیلاتے ہیں، تو

---

(۱) أخرجه البيهقي في "شعب الإيمان" (۳٤٤٤) عن أنس بن مالكٍ -رضي الله تعالى عنه-.

(۲) أخرجه البيهقي في "شعب الإيمان" (۳٤۲۱) عن ابن عباس -رضي الله تعالى عنهما-.

حضرت جبریل اور دیگر فرشتے رات بھر اس امت کے درمیان رہتے ہیں اور ہر نماز پڑھنے والے، ذکر کرنے والے کھڑے بیٹھے شخص کو سلام کرتے ہیں، ان سے مصافحہ کرتے ہیں اور ان کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں یہاں تک کہ صبحِ صادق ہوجاتی ہے۔ جب صبح ہوجاتی ہے تو جبریل امیں اعلان کرتے ہیں: فرشتو! کوچ کے لیے تیار ہوجاؤ۔ فرشتے پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے ساتھ کیسا سلوک فرمایا؟ جبریل امین کہتے ہیں: اللہ نے ان پر نظرِ رحمت فرمائی، انھیں، معاف کردیا اور ان کی بخشش فرمادی سوائے والدین کی نافرمانی کرنے والے، رشتہ توڑنے والے، کینہ پرور اور شراب پینے والے کے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام مھدی (ہدایت یافتہ) ہے، انھوں نے فرمایا:

«إن مردة الشياطين تصفَّد ليلة القدر، وتغلُّ عفاريتُ الجنّ، ويفتح فيها أبوابُ السماء كلُّها، ويقبل اللهُ -عز وجل- التوبةَ لكلِّ تائبٍ، وتسلِّم الملائكةُ على كل مؤمنٍ ومؤمنةٍ حتَّى مطلع الفجرِ». وكان ابن [عباس] [1] يقرأ: ﴿من كل امرئ سلام﴾، أي: من غروب الشَّمس إلى أن يطلع الفجر [2].

شب قدر میں سرکش شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے اور خبیث جنوں کو بیڑیاں لگادی جاتی ہیں، آسمان کے تمام دروازے کھول دیے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہر توبہ کرنے والے کی توبہ قبول فرماتا ہے، اور فرشتے طلوعِ فجر تک تمام اہلِ ایمان مرد و زن پر سلام بھیجتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرابت میں ہے: (من کل امرئ سلام) یعنی غروبِ

(۱) ينظر: "تفسير ابن كثير" (٤٤٤/٨).

(۲) ذكره الشوكاني في "فتح القدير" (٥٧٧/٥)، وعزاه إلى ابن جريرٍ وابن مَرْدَوَيْهِ عن ابن عباسٍ -رضي الله تعالى عنهما-.

آفتاب سے لے کر طلوعِ فجر تک فرشتوں کے ہر فرد کی طرف سے سلامتی ہوتی ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام مقدم ہے، ان سے ایک شخص نے شب قدر کے متعلق سوال کیا کہ کیا شب قدر آکر رخصت ہو گئی یا ہر سال آئے گی؟ تو فرمایا:

إنَّها لكلِّ عام لأمة محمَّدٍ ﷺ ما بقي منهم اثنان[1].

شب قدر امت محمدیہ کے لیے ہر سال ہے جب تک کہ اس کے دو فرد بھی باقی رہتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

إنَّها في كل رمضان إلى يوم القيامةِ، وكذب من زعم أنَّها رُفعت بعد رسول الله ﷺ.

شب قدر تاقیامت ہر رمضان میں ہوگی، اور جو یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسے اٹھالیا گیا وہ جھوٹا ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام عزیز ہے، انھوں نے فرمایا:

«إن ليلة القدر خص هذه الأمة بها».

شب قدر اس امت کے ساتھ خاص ہے۔

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: يا رسول الله، أخبرني عنها الشيءَ، يكون في زمان الأنبياء ينزل عليهم فيها الوحيُ، فإذا قبضوا ارفع أم هي إلى يوم القيامة؟ قال: «بل، هي إلى

(۱) ذكره السيوطي في "الدر المنثور" (۵۷۰/۸)، وعزاه إلى مُحَمَّد بن نصر عَن سعيد بن المسيب -رضي الله تعالى عنه-.

یوم القیامة» ثم قلتُ: "یا رسول الله، أخبرني أيّ یوم هي من هذا الشَّهر؟ یعنی یارسول اللہ ! شب قدر کے بارے میں بتائیے کہ وہ انبیاؑ کے زمانے میں ہوتی ہے جب ان پر وحی نازل ہوتی ہے، پھر جب ان کا وصال ہوجاتا ہے تو اسے اٹھالیا جاتا ہے یا وہ قیامت تک رہے گی؟

فرمایا: بلکہ وہ قیامت تک رہے گی۔ پھر میں نے عرض کی : یارسول اللہ ! بتائیے کہ اس مہینے میں کس دن ہوگی؟ فرمایا : إن الله تعالى لو أذن لي أن أخبركم بِها لأخبرتُكم، فالتمسُوها في العشر الأواخر من رمضان في إحدى السّبعين. ثمَّ لا تسألني عنها بعد مرتك هذه یعنی اگر اللہ نے مجھے بتانے کی اجازت دی ہوتی تو میں بتا دیتا (لیکن اس نے اجازت نہیں دی)، تو تم اسے رمضان کے آخری عشرہ میں تیئس اوستائیس میں سے کسی ایک تاریخ میں تلاش کرو۔ دوبارہ اس تعلق سے سوال نہ کرنا۔

حضرت ابوذر فرماتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے بات کرنے لگے، جب میں نے دیکھا کہ بات ختم ہوگئی تو میں نے عرض کی : یارسول اللہ ! میں آپ کو قسم دے کر کہتا ہوں کہ ان دونوں میں سے کس تاریخ کو ہے؟ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر سخت ناراض ہوگئے کہ اس سے پہلے یا بعد میں اس طرح ناراض نہ ہوئے، پھر فرمایا: یاأبا ذر، لو أن الله تعالى أمرني أن أخبركم بِها لأخبرتُكم إلَّا أن تكون في السَّبع الأواخر»[1] یعنی اے ابوذر ! اگر اللہ نے اس کی خبر دینے کی اجازت دی ہوتی تو ضرور بتا دیتا، ہاں وہ آخری تاریخ (ستائیس) کو ہے۔

حضرت ابوعمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا :

---

(۱) أخرجه ابن خزيمة في "الصحيح" (۲۱۷۰)، والحاكم في "المستدرك" (۱۵۹٦)، وابن أبي شيبة في "المصنف" (۸٦٦٤)، والبزار في "المسند" (٤۰٦۸) عن أبي ذر -رضي الله تعالى عنه-.

اس قول میں "احدی السبعین" کا کیا مطلب ہے ؟ فرمایا: تئیسویں یا ستائیسویں شب[1] پھر میں نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے اس کے بارے میں خبر دیجیے کہ وہ رمضان میں ہے یا غیر رمضان میں؟ فرمایا: بلکہ وہ رمضان میں ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام فاضل ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا:

كنَّا عند رسول الله ﷺ، وذكرَنا في مجلسِه ليلةَ القدر، فقال: «كم بقي من الشهر» قلنا: "مضت ثنتان وعشرون، وبقي ثمان"، قال: «بل مضت ثنتان وعشرون، سبعٌ التمسوها الليلةَ، الشهرُ تسع وعشرون»[2].

ہم بارگاہ رسالت میں حاضر تھے، ہم نے اس مجلس میں شب قدر کا ذکر کیا، تو فرمایا: مہینے میں کتنے دن بچے ہیں؟ ہم نے عرض کی: بائیس دن گذر گئے آٹھ دن بچے ہیں۔ فرمایا: بلکہ بائیس دن گزر گئے، سات دنوں میں شب قدر تلاش کرو، مہینہ انتیس دن کا ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام مفضل ہے، انھوں نے فرمایا:

«الْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ في تَاسِعَةٍ تَبْقَى، وفي سَابِعَةٍ تَبْقَى، وفي خَامِسَةٍ تَبْقَى»[3].

شب قدر کو رمضان کے آخری عشرے میں تلاش کرو، اکیس یا تیئیس یا پچیس تاریخ کو۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شب قدر کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا:

---

(۱) ذكره السيوطي في "الدر المنثور" (۸/۵۷۳).

(۲) ذكره السيوطي في "الدر المنثور" (۸/۵۷۲)، وعزاه إلى ابن زنجويه وابن مرْدَوَيْه بسند صحيح عن أبي هريرةَ -رضي الله تعالى عنه-.

(۳) أخرجه البخاريّ (۲۰۶۰)، وأبو داود (۱۳۸۳) عن ابن عباس -رضي الله تعالى عنهما-.

"أما أنا فلستُ بِملتمسِها إلَّا في العشر الأواخرِ بعد حديثٍ سمعتُه من رسول الله ﷺ، يقول: «التمسوها في العشر الأواخر التاسعة تبقى ...»" وذكر إلى أخره. وكان أبو بكرة هذا يصلّي في عشرين من رمضان كما كان يصلّي في سائر السَّنة -أي: من غير زيادةٍ-، فإذا دخل العشر الأواخر اجتهد[۱].

سنو! میں اسے اس حدیث کے بعد آخری عشرے ہی میں تلاش کرتا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی، آپ نے فرمایا: اسے آخری عشرے میں تلاش کرو، اکیس تاریخ میں یا... اور پوری حدیث اخیر تک ذکر کی۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیس رمضان تک اسی طرح نماز پڑھتے تھے جس طرح باقی سال میں پڑھتے تھے یعنی کوئی اضافہ نہیں کرتے تھے۔ پھر جب آخری عشرہ داخل ہوتا تو (عبادت میں) محنت کرتے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام فاتح ہے، انھوں نے فرمایا:

«إني رأيتُ ليلة القدر فأُنْسِيْتُها، فاطلبوها في العشر الأواخر من رمضان وترًا»[۲].

میں نے خواب میں شب قدر دیکھی پھر میرے ذہن سے نکل گئی، لہذا اسے رمضان کی آخری طاق راتوں میں تلاش کرو۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا نام مفتاح ہے، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا:

كنا جلوسًا في المسجد إذ خرج علينا رسول الله ﷺ سرعًا حتَّى فزعنا سرعتُه. فلمَّا انتهى إلينا، سلَّم، وقال: «جئتُكم

---

(۱) أخرجه البيهقي في "شعب الإيمان" (٣٤٠٨).
(۲) أخرجه ابن أبي شيبة في "المصنف" (٨٦٨٤).

لكي أخبركم عن ليلة القدر، فَتلاحى رجلان فلانٌ وفلانٌ، فاختُلِجت -أو اختُلسَتْ- منّي، وعسى أن يكون خيرًا، وأرى أنَّها في رمضان، فالتمسوها في العشر الأواخر منه»[1].

ہم مسجد میں بیٹھے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تیزی کے ساتھ ہمارے پاس تشریف لائے، یہاں تک کہ ہم اس تیزی سے ڈر گئے، پھر جب ہمارے پاس پہنچے تو سلام کیا اور فرمایا: میں تمھیں شب قدر کے بارے میں بتانے کے لیے آرہا تھا کہ فلاں فلاں دو لوگوں نے آپس میں جھگڑا کر لیا تو (اس رات کا علم) مجھ سے اٹھالی گئی، امید ہے کہ اس میں بہتری ہوگی، میرے خیال سے وہ رمضان میں ہے تو اسے رمضان کے آخری عشرے میں تلاش کرو۔[2]

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولیٰ پر جن کا لقب مفتاح الرحمہ (رحمت کی کنجی) ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

إن رجالا من أصحاب رسول الله ﷺ رأوا ليلة القدر في السبع الأواخر، فذكروا ذلك له، فقال: «إنّي أرى رُؤياكم قد تواطأت في السَّبع الأواخر، فمَن كان متحرّيًا فليتحرها في السبع الأواخر منه»[3].

کچھ صحابۂ کرام نے خواب میں شب قدر کو (رمضان کی) آخری سات راتوں میں

---

(۱) أخرجه البخاري (٢٠٦٢)، والدارمي في "السنن" (١٨٣٦) عن عُبادة بن الصَّامتِ -رضي الله تعالى عنه-.

(۲) -. حضرت مفتی احمد یار خان علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح جلد ۳ صفحہ ۲۱۰ پر اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: یعنی میرے علم سے اس کا تقرر دور کر دیا گیا اور مجھے بھلا دی گئی، یہ مطلب نہیں کہ خود شب قدر ہی ختم کر دی اب وہ ہوا ہی نہ کرے گی۔ معلوم ہوا کہ دنیاوی جھگڑے منحوس ہیں ان کا وبال بہت ہی زیادہ ہے ان کی وجہ سے اللہ کی آتی ہوئی رحمتیں رُک جاتی ہیں۔

(۳) أخرجه البخاري (٢٠٥٤)، ومسلم (٢٨١٨) عن ابن عُمرَ -رضي الله تعالى عنهما-.

دیکھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا گیا تو فرمایا: میں سمجھتا ہوں کہ تم سب کے خواب آخری سات راتوں کے بارے میں متفق ہیں تو جو شب قدر تلاش کرنا چاہے آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا لقب مفتاح الجنۃ (جنت کی کنجی) ہے، حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

لما كان ليلة إحدى وعشرين خرج علينا رسول الله ﷺ، وقال: «قد أريت هذه الليلة، ثم نسيتُها، وقد رأيتُني أسجد من صبيحتها في ماء وطين، فالتمِسُوها في العشر الأواخر في وترِها». قال: فمطرت السَّماء من تلك الليلة، وكان المَسجد علَى عريشٍ فوكف، فأبصرت عيناي رسولَ الله ﷺ، وعلى جبهتِه وأنفه أثر الماء والطين من صبيحة إحدى وعشرين[1].

جب اکیسوی شب ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: مجھے خواب میں یہ رات "شب قدر" دکھائی گئی تھی پھر اسے بھول گیا، اور میں نے خواب میں دیکھا کہ اس کی صبح پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہا ہوں۔ اسے تم آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ راوی کا بیان ہے کہ اسی رات بارش ہوئی، مسجد کی چھت کھجور کے پتوں کی تھی ٹپکنے لگی، میں نے اپنی نگاہوں سے اکیسویں رمضان کی صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی اور ناک پر پانی اور مٹی کا اثر دیکھا۔

ایک روایت میں ہے:

قال: «أريت ليلة القدر ثم نسيتُها، وأراني أسجد صبيحتها

---

(١) أخرجه البخاري (٢٠٦٦)، ومسلم (٢٨٢٦)، وأبو داود (١٣٨٤) عن أبي سَعيدٍ الخُدْرِيّ -رضي الله تعالى عنه-.

في ماء وطين»[۱]. قال ابن [أُنَيس الجَهنِيُّ][۲]: "فمُطرنا ليلة ثلاث وعشرين"[۳].

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے خواب میں شب قدر دکھائی گئی پھر میں اسے بھول گیا۔ میں نے خواب دیکھا کہ اس کی صبح پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہا ہوں، ابن انیس جہنی کہتے ہیں: تیئیسویں شب میں بارش ہوئی۔

زہر نے کہا:

إن قضية المطر إنَّما كانت صبيحة ليلة ثلاث وعشرين

بارش کا واقعہ تیئسویں شب کی صبح ہوا تھا۔

اور ایسی ہی روایت حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

أنَّها صبيحةُ ثلاثٍ وعشرين، حيث يقول: إنَّها -أي: ليلة القدر- في أول السبع من العشر الأواخر.

بارش تیئسویں شب کی صبح ہوئی تھی، وہ فرماتے ہیں کہ شب قدر عشرۂ اخیرہ کے ابتدائی سات دنوں میں ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

إن قضية المطر كانت ليلة إحدى وعشرين، ثنا أبو سعيد قال: اعتكفنا مع رسول الله ﷺ العشر الأوسط، فلمَّا كانت صبيحة عشرين نقلنا متاعَنا، فأتانا النبي ﷺ، فقال: «من كان اعتكف معنا فليرجع إلى معتكفِه»، قال: «رأيتُ هذه الليلة،

---

(۱) أخرجه مسلم (۲۸۳۲) عن عبدالله بن أُنَيْسٍ -رضي الله تعالى عنه-.
(۲) ينظر: "صحيح مسلم"، ر: ۲۸۳۲، و"مسند الإمام أحمد"، ر: ۱۶۲۹۱.
(۳) أخرجه مسلم (۲۸۳۲) عن عبدالله بن أُنَيْسٍ -رضي الله تعالى عنه-.

ورأيتُني أسجد في ماء وطين»، فرجع إلى معتكفِه، وهاجت السَّماءُ، فمطرنا، فوالذي بعثه بالحقِّ، لقدهاجت السَّماء من آخر ذلك اليوم، وكان المسجد على عريشٍ، فلقد رأيتُ على أنفه وأرنبتِه أثرَ الماء والطين[١].

بارش والا واقعہ اکیسویں شب میں پیش آیا تھا۔ ہم سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان کی، وہ فرماتے ہیں کہ ہم دوسرے عشرے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اعتکاف میں تھے، جب بیسویں شب کی صبح ہوئی تو ہم نے اپنا سامان منتقل کر لیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: جو ہمارے ساتھ اعتکاف میں بیٹھے تھے وہ اعتکاف گاہ واپس چلیں۔ فرمایا: میں نے خواب دیکھا کہ یہی رات شب قدر ہے اور میں نے خود کو پانی اور مٹی پر سجدہ کرتے ہوئے دیکھا، پھر وہ اپنی اعتکاف گاہ میں واپس تشریف لے گئے اور بادل اٹھے، بارش ہوئی۔ تو اس ذات کی قسم جس نے انھیں حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! اس دن کے اخیر تک بادل رہے، مسجد چھپر کی تھی، میں نے ان کی ناک پر پانی اور مٹی کا اثر دیکھا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے:

«اطلبوا ليلة القدر إحدى وعشرين».

اکیسویں رات میں شب قدر تلاش کرو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

اطلبوا ليلة القدر ليلة سبع عشر من رمضان وليلة إحدى وعشرين[٢]

شب قدر رمضان کی سترہویں اور اکیسویں رات میں تلاش کرو۔

---

(١) أخرجه أحمد (١١٣٥٦)، والحميدي في "المسند" (٧٨٥) عن أبي سَعيدٍ الخُدْريّ -رضي الله تعالى عنه-.

(٢) أخرَجه أبو داود (١٣٨٦) عن ابنِ مسعودٍ -رضي الله تعالى عنه

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

تحروا ليلة القدر صبيحة يوم البدر، وفي إحدى وعشرين فإنّها لا تكون إلّا في وتر[۱].

شب قدر کو جنگِ بدر (سترہویں تاریخ) کی صبح اور اکیسویں تاریخ میں تلاش کرو کیوں کہ وہ طاق تاریخ میں ہی ہوتی ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولیٰ پر جن کا لقب علم الایمان (ایمان کی علامت) ہے، حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شب قدر کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا:

سمعتُ رسول الله ﷺ يقول: «التمِسوها الليلة، وتلك الليلة كانت ثلاثًا وعشرين»[۲].

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اسے رات میں تلاش کرو اور وہ رات تیئیسویں رات تھی۔

امام زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فسألتُ ابنه ضمرة: ما قال النبي ﷺ في ليلة القدر؟ قال: كان أبي صاحب باديةٍ وسمعتُه يقول: قلتُ: "يا رسول الله، مُرني بليلةٍ أنزل فيها"، قال له: «انزل ليلة ثلاثٍ وعشرين»[۳].

---

(۱) أخرجه الطبراني في "الكبير" (۹۰۷٤) عن ابنِ مسعودٍ -رضي الله تعالى عنه-.

(۲) أخرجه ابن خزيمة في "الصحيح" (۲۱۸٦)، وابن أبي شيبة في "المصنف" (۹۵۱۲)، والطحاوي في "شرح معاني الآثار" (٤٦۱۹)، والطبراني في "الكبير" (۳۵٦) عن عبد الله بن أُنَيْسٍ -رضي الله تعالى عنه-.

(۳) أخرجه البيهقي في "شعب الإيمان" (۳٤۰۳)، والطبراني في "الكبير" (۳۳۹) عن الزهري.

میں نے ان کے صاحب زادے ضمرہ سے پوچھا کہ شب قدر کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا تھا؟ انھوں نے کہا کہ میرے والد صحرا میں رہتے تھے، میں نے انھیں یہ فرماتے سنا:

میں نے عرض کی یا رسول اللہ! مجھے وہ رات بتائیے جس رات میں مسجد میں آکر عبادت کروں۔ فرمایا: تیئیسویں شب میں آکر عبادت کرو۔

انھی کی روایت میں ہے:

كنتُ في مجلس بني سلمة، وأنا أصغرهم، فقال: "من يسأل لنا رسولَ الله ﷺ عن ليلة القدر"، وذلك في صبيحة إحدى وعشرين منه، فخرجتُ فوافيتُ رسولَ الله ﷺ، فقلتُ: "أرسَلَني إليك رهطٌ من بني سلمة يسألونك عن ليلة القدر"، فقال: «كَم اللَّيلة»، قلتُ: "اثنان وعشرون"، فقال: «هي الليلةُ» -أي: ليلة اثنين وعشرين-، ثمَّ رَجَعَ إلينا، فقال: «أو القابلةُ» يريد ليلة ثلاث وعشرين. أخرجه أبو داود[1].

میں بنو سلمہ کی مجلس میں تھا، اور میں ان میں سب سے کم عمر تھا انھوں نے کہا کہ ہماری خاطر شب قدر کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کون پوچھے گا؟ اور یہ اکیسویں رمضان کی صبح کا واقعہ ہے، میں نکلا تو میرے ملاقات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگئی۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے بنو سلمہ کے لوگوں نے آپ کے پاس شب قدر کے بارے میں پوچھنے کے لیے بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا: کون سی رات ہے؟ میں نے عرض کی: بائیسویں۔ فرمایا: (شب قدر) یہی بائیسویں رات ہے، پھر سرکار نے میری طرف پلٹ کر فرمایا: یا آنے والی یعنی تیئیسویں رات۔

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وغیرہ کی ایک جماعت کا موقف یہ ہے کہ وہ

(۱) أخرجه أبو داود (۱۳۸۱) عن عبد الله بن أُنَيْسٍ -رضي الله تعالى عنه-.

تیئیسویں رات ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا میلان بھی ادھر ہی ہے۔

ایک روایت میں ہے:

قيل: لابنه كيف كان أبوك يصنع؟ قال: "كان يدخل المسجد إذا صلَّى العصر، فلا يخرج منه لحاجته حتَّى يصلي الصُّبح، فإذا صلى الصبح، وجد دابَّته على باب المسجد، فجلس عليها ولحق بباديتِه"(۱).

ان کے صاحب زادے سے پوچھا گیا کہ آپ کے والد (شب قدر میں) کیا کرتے تھے؟ تو انھوں نے بتایا کہ وہ نماز عصر کے وقت مسجد میں داخل ہوجاتے اور نمازِ فجر تک کسی ضرورت سے باہر نہ نکلتے، پھر جب صبح کی نماز سے فارغ ہوجاتے تو دروازے پر اپنی سواری پاتے اور اس پر سوار ہوکر جنگل چلے جاتے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا لقب علم الیقین ہے، حضرت عمر بن عبداللہ بن انیس جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام ابو النضر سے روایت ہے:

قلتُ: يارسول اللّٰه، إنِّي رجلٌ شاسع الدارِ، فمُرني بليلةٍ أنزل فيها، لعلَّها تكون ليلةَ القدر، قال: «انزل ليلةَ ثلاث وعشرين»(۲).

میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرا گھر دور ہے، مجھے اس رات کے بارے میں بتائیے جس میں مسجد میں اس امید پر آکر عبادت کروں کہ وہ شبِ قدر ہے۔ آپ نے فرمایا: تیئسویں شب۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا لقب دلیل الخیرات (نیکیوں کی راہ دکھانے والے) ہے، حضرت عبدالرحمن بن عسیلہ صنابحی

---

(۱) أخرجه أبو داود (۱۳۸۲) عن عبدالله بن أُنَيْسٍ -رضي الله تعالى عنه-.

(۲) أخرجه مالك (۷۰۳) عن عبدالله بن أُنَيْسٍ -رضي الله تعالى عنه-.

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

مَا فَاتَنِي رسول الله ﷺ إلَّا بخمسِ ليالٍ، توفي وأنا بالجحفة، فقدمت على أصحابه وهم متوافرون، فسألت بلالًا عن ليلة القدر، فقال: "ليلةُ ثلاث وعشرين"[۱].

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف پانچ رات ہم سے الگ ہوئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اس وقت ہوئی جب میں مقام جحفہ میں تھا، پھر میں صحابہ کرام کے پاس آیا ،ان کی تعداد بہت تھی، تو میں نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شب قدر کے متعلق پوچھا، انھوں نے بتایا: وہ تیئسویں شب ہے۔

حضرت ایوب بن خالد فرماتے ہیں:

"كنتُ في البحر على سفينةٍ، فأجنبتُ ليلةَ ثلاث وعشرين من رمضان، فاغتسلتُ من ماء البحر فوجدتُه عذبًا"[۲].

میں سمندر میں کشتی پر تھا، تبھی رمضان کی تیئسویں رات میں ناپاک ہو گیا، اس لیے سمندر کے پانی سے غسل کیا تو اسے شیریں پایا۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

أُتيتُ وأنا نائم في رمضان، فقيل لي: "إنَّ هذه الليلةَ ليلةُ القدر"، فقُمت وأنا ناعس، فتعلَّقتُ ببعضِ أطناب فُسطاطِ رسول الله ﷺ، فدخلتُ عليه فإذا هو يصلي، فنظرتُ في الليلة فإذا هي

---

(۱) ذكره السيوطي في "الدر المنثور" (۸/۵۷۵) وعزاه إلى ابن سعد ومحمد بن نصر وابن جرير عن عبد الرحمن بن عسلة الصنابحي -رضي الله عنه-، وروى الجزء الأخير منه ابن أبي شيبة في "المصنف" (۸٦٦۹) عنه.

(۲) أخرجه البيهقي في "شعب الإيمان" (۳٤۱۷) عن أيوب بن خالد.

ليلةُ ثلاث وعشرين[1].

میں رمضان میں سو رہا تھا جبھی خواب دیکھا، کسی نے مجھ سے کہا: یہ رات شب قدر ہے، میں غنودگی کے عالم میں اٹھا، اور نبی کریم ﷺ کے خیمے کی رسی سے لپٹ گیا، پھر اندر جاکر دیکھا تو آپ نماز پڑھ رہے تھے، میں نے دیکھا تو وہ رمضان کی تیئیسویں شب تھی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے، وہ فرماتے ہیں: قال لنا رسول اللہ ﷺ: «اطلبوا ليلة القدر ليلة سبع عشر من رمضان، وليلة إحدى وعشرين، ليلة ثلاث وعشرين، ثم سكت»[2]. وكان - أي: ابن مسعود - ويحيي ليلة ست عشر إلى ثلاث وعشرين.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: شب قدر کو سترہویں، اکیسویں اور تیئیسویں رمضان کی رات میں تلاش کرو، پھر وہ خاموش ہوگئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سولہویں سے تیئیسویں شب تک عبادت کرتے تھے۔

عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

سألت رسول الله ﷺ عن ليلة القدر، فقال: «تحرّها في النِّصف الأخير من رمضان»، ثم عدتُّ، فسألتُه، فقال: «إلى ثلاث وعشرين»[3].

میں نے رسول اللہ ﷺ سے شب قدر کے بارے میں پوچھا، توانھوں نے فرمایا: اسے رمضان کے نصف اخیر میں تلاش کرو، پھر میں نے پوچھا تو فرمایا: تیئیس رمضان تک۔

---

(١) أخرجه أحمد (٢٣٣٩) عن ابن عباسٍ - رضي الله تعالى عنهما -.

(٢) ذكره السيوطي في "الدر المنثور" (٥٨٠/٨) وعزاه إلى ابن مَرْدَوَيْه عن ابن مسعود - رضي الله عنه -.

(٣) ذكره السيوطي في "الدر المنثور" (٥٨٠/٨) وعزاه إلى الطحاوي عن عبد الله بن أنيس - رضي الله عنه -، وأخرج نحوه الطبراني في "الكبير" (٣٤٦) عنه.

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیئیسویں شب میں عبادت کرتے تھے ان کا خیال تھا کہ یہی شب قدر ہے۔[۱]

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"قمنا مع رسول الله ﷺ في رمضان ليلة ثلاث وعشرين إلى ثلث الليل"[۲]...إلى آخر الحديث.

ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کی تیئیسویں شب کو تہائی رات تک عبادت کی۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا لقب مصحح الحسنات (نیکیوں کو صحیح کرنے والے) ہے، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

قال سمعتُه ﷺ يقول «ليلة القدر ليلةُ أربع وعشرين»[۳].

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: شب قدر چوبیسویں رات ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی روایت ہے:

التمسوا ليلة القدر في أربع وعشرين[۴].

شب قدر کو چوبیسویں رات میں تلاش کرو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، ان سے شب قدر کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا:

ليلةُ أربع وعشرين، وإنَّ الملايكة معها أكثر من نجوم

---

(١) أخرج نحوه الطبراني في "الكبير" (٤٨٦٥) عن زيد بن ثابت -رضي الله عنه-.

(٢) أخرجه الحاكم في "المستدرك" (١٦٠٨) عن النعمان بن بشير -رضي الله عنه-.

(٣) أخرجه أحمد (٢٤٥٢٠) عن بلالٍ -رضي الله تعالى عنه-.

(٤) ذكره المتقي الهندي في "كنز العمال" (٢٤٠٣٢)، وعزاه إلى محمد بن نصر في الصلاة عن ابن عباس -رضي الله تعالى عنهما-.

السَّماء[1].

وہ (رمضان کی) چوبیسویں رات ہے اور اس رات (زمین پر) فرشتے آسمان کے ستاروں سے زیادہ ہوتے ہیں۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

«إنَّها ليلةُ أربع عشر».

شب قدر (رمضان کی) چودہویں رات ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا لقب مقیل العثرات (لغزشوں کو ختم فرمانے والے) ہے، ان سے شب قدر کے بارے میں پوچھا گیا، تو فرمایا:

هي في الأواخر، اطلبوها ليلة خمس وعشرين.

وہ آخری راتوں میں ہے، اسے پچیسویں رات میں تلاش کرو۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

قمنا مع رسول الله ﷺ ليلة خمس وعشرين إلى نصف الليل، فسأله رجلٌ، وقال: "أهي ليلة القدر؟" قال: «نعم، وإنَّها تنتقل في كل وتر من العشر الأواخر»[2].

ہم نے پچیسویں شب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نصف رات تک عبادت کی۔ ایک شخص نے پوچھا: کیا یہی شب قدر ہے؟ فرمایا: ہاں، وہ آخری عشرے میں

---

(۱) ذكره السيوطي في "الدر المنثور" (۵۷۹/۸، ۵۸۰) وعزاه إلى محمد بن نصر من طريق أبي ميمون عن أبي هُرَيْرَة -رضي الله تعالى عنه-.

(۲) ذكره السيوطي في "الدر المنثور" (۵۸۱/۸) وعزاه إلى عبد الرَّزَّاق وابن أبي شيبة عن أبي قلَابة -رضي الله تعالى عنه-.

طاق راتوں میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا لقب صفوح عن الزلات (لغزشیں درگزر کرنے والے) ہے، انھوں نے فرمایا:

إن ليلة القدر ليلة سبع وعشرين[1].

شب قدر ستائیسویں رات ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

إنَّ رجلاً أتى النبي ﷺ، فقال: "يا رسول الله، إنّي شيخٌ كبير، شقَّ علي القيامُ، فمُرني بليلةٍ لعل الله - تبارك وتعالى - أن يوفِّقَني فيها ليلة القدر"، قال: «عليك ليلة سبع وعشرين»[2].

ایک شخص بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں عمر دراز بوڑھا ہوں، مجھ پر شب بیداری شاق ہے، تو مجھے کسی ایک رات کا حکم دیں، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی میں شب قدر کی توفیق دے۔ فرمایا: ستائیسویں شب کو لازم کرلو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

إن عمر دعاني يومًا، ودعى أصحاب رسول الله ﷺ، وقال لي: "لا تتكلم حتّى يتكلموا"، فسألهم عن ليلة القدر، وقال: "أرأيتم قول رسول الله ﷺ: «التمسوها في العشر الأواخر وترًا» أيّ ليلة ترونَها؟" قال بعضهم: "ليلة إحدى وعشرين"، وقال بعضهم: "ليلة ثلاث وعشرين"، وقال بعضهم: "ليلة خمس وعشرين"، وقال: "ليلة سبع وعشرين"، وأنا ساكت، فقال لي:

---

(١) أخرجه أبو داود (١٣٨٨) عن مُعَاوِيَةَ بن أَبي سفيانَ - رضي الله عنهما - .

(٢) أخرجه أحمد (٢١٨٣) عن ابن عباس - رضي الله تعالى عنهما - .

"ما لك لا تتكلم؟"، قلتُ: "إنِّي سمعتُ رسول الله ﷺ، يقول: «التمِسوها في العشر الأواخر من رمضان»، وسمعتُ رسول الله يقول: وإنه وترٌ يُحبُّ الوتر، وإنَّه خلق سَبعَ سماواتٍ ومن الأرض مثلَهنَّ، وسبعة أيام تدور عليها الدنيا، وأعطا نبيَّه السَّبعَ المثاني، كما قال: ﴿ولقد أتيناك سبعًا من المثاني﴾ [الحجر: ۸۷]، وإن ابن آدم وغيره يأكل من سبع، وقرأ: ﴿فأنبتنا فيها حبا ...﴾ [عبس: ۲۷] الآية، وسجد المُصلّي على سبعةِ أعضاء، والطَّواف سبعٌ، والجمار سبعٌ، والسعي سبعٌ، فأراها في السَّبع الأواخر ليلةَ سبع وعشرينَ"، فقال عمر: "لقد صدق الغلامُ، سمعت رسول الله ﷺ، يقول: «التمِسوا ليلةَ القدر ليلة سبع وعشرين»"[1].

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک روز مجھے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بلایا، اور مجھ سے فرمایا: تم اس وقت تک نہ بولنا جب تک کہ یہ لوگ اپنی بات نہ کہہ لیں۔ پھر انھوں نے صحابۂ کرام سے شب قدر کے بارے میں پوچھا اور فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے بارے میں تمھاری کیا رائے ہے کہ اسے (شب قدر کو) آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو، آپ حضرات کی رائے میں وہ کون سی رات ہے ؟کسی نے کہا: اکیسویں رات، کسی نے کہا تیئیسویں رات، کسی نے کہا: پچیسویں رات، کسی نے کہا: ستائیسویں رات۔ میں خاموش تھا، مجھ سے فرمایا: تم کیوں نہیں بولتے ؟ میں نے عرض کی : میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے : اسے رمضان کے آخری

---

(۱) أخرج مثله الحاكم في "المستدرك" (۱۵۹۷)، والبيهقي في "شعب الإيمان" (۳٤۱۲)، وأبو نعيم في "الحلية" (۱/۳۱۷، ۳۱۸) عن ابن عباس -رضي الله تعالى عنهما-.

عشرے میں تلاش کرو۔ اور یہ بھی فرماتے ہوئے سنا ہے: اللہ طاق ہے اور طاق کو پسند فرماتا ہے، اس نے سات آسمان اور اتنی ہی زمینیں پیدا فرمائیں، اسی طرح سات دن ہیں جن پر دنیا گردش کر رہی ہے، اور اس نے اپنے نبی کو سات آیتیں عطا فرمائیں جو دہرائی جاتی ہیں، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي (الحجر:۸۷) اور انسان اور دیگر جان دار سات طرح کی چیزیں کھاتا ہے، پھر یہ آیت تلاوت فرمائی : فَأَنبَتْنَا فِيهَا حَبًّا وَعِنَبًا وَقَضْبًا وَزَيْتُونًا وَنَخْلًا وَحَدَائِقَ غُلْبًا وَفَاكِهَةً وَأَبًّا مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ (عبس:۲۷-۳۲) یعنی "پھر ہم نے اس میں اناج اگایا، اور زیتون اور کھجور، اور گھنے باغ، اور میوے اور گھاس، تمھارے لیے اور تمھارے چوپایوں کے لیے سامان حیات۔" اور نمازی سات اعضا پر سجدہ کرتے ہیں، طواف میں بھی سات پھیرے ہیں، رمی جمار بھی سات ہیں، سعی بھی سات ہیں، تو میں سمجھتا ہوں کہ شب قدر آخری سات راتوں میں ستائیسویں رات ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اس نوجوان نے سچ کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: شب قدر کو ستائیسویں رات میں تلاش کرو۔

ابن حبیش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا :

كان عمر وحذيفة وناس من أصحاب رسول الله ﷺ لا يشكُّون أنَّها ليلة سبع وعشرين[1]، أي حلولها.

حضرت عمر، حذیفہ اور بہت سے صحابہ کرام کو اس بات میں کوئی شک نہیں تھا کہ شب قدر ستائیسویں شب ہے۔

حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قسم کھا کر فرماتے تھے:

"أني لسمعت رسول الله ﷺ يقول: «إن ليلة القدر ليلة سبع

(۱) أخرجه ابن أبي شيبة في "المصنف" (۹٥١٤) عن زر بن حُبَيْشٍ -رضي الله تعالى عنه-.

وعشرين»"[۱].

میں نے رسول اللہ ﷺ کوفرماتے ہوئے سنا کہ شب قدر ستائیسویں رات ہے۔

حضرت ابو یحییٰ بن ابی مرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"طفتُ ليلة سبع وعشرين من رمضان، فلما كان السَّحر، رأيتُ الملائكة يطوف في الهواء حول البيت، فعرفت أنَّها ليلة القدر"[۲].

میں نے رمضان کی ستائیسویں شب میں خانۂ کعبہ کا طواف کیا، جب صبح کا وقت ہوا توفرشتوں کو فضا میں خانۂ کعبہ کے گرد طواف کرتے ہوئے دیکھا، جس سے میں نے سمجھ لیا کہ یہ شب قدر ہے۔

حضرت عبدہ بن ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"كنتُ في سفينة، فلمَّا كان ليلة سبع وعشرين من رمضان، رأيتُ كان أبوابُ السَّماء فتحت، وذقتُ ماء البحر فإذا هو عذبٌ، فعرفتُ أنَّها ليلة القدر"[۳].

میں کشتی پر سوار تھا، جب رمضان کی ستائیسویں شب آئی تو میں نے دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھول دیے گئے ہیں، اور سمندر کا پانی چکھا تو وہ میٹھا تھا؛ اس سے میں نے جان لیا کہ آج شب قدر ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

---

(۱) أخرجه أبو داود (۱۳۸۸) عن مُعَاوِيَةَ بن أَبي سفيانَ -رضي الله تعالى عنهما-.

(۲) أخرجه البيهقي في "شعب الإيمان" (۳٤۱٥) عن أبي يحيى بن أبي مرّة - رضي الله تعالى عنه-.

(۳) أخرج بمعناه البيهقي في "شعب الإيمان" (۳٤۱٦) عن عبدة بن أبي لبابة - رضي الله عنه-.

إن رجلاً أتى النبي ﷺ، فقال: "يا رسول الله، إنّي شيخ كبير، شق علي القيامُ. فمُرني بليلةٍ لعل الله أن يوفقني فيها ليلة القدر"، قال: «عليك بالسّابعة بعد العشرين من رمضان»[1].

ایک شخص بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! میں عمر دراز بوڑھا ہوں، میرے لیے شب بیداری دشوار ہے، مجھے کسی ایک رات (شب بیداری) کا حکم دیجیے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی رات میں شب قدر کی توفیق دے دے، آپ نے فرمایا: رمضان کی ستائیسویں شب کو لازم کرلو۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولیٰ پر جن کا لقب صاحب الشفاعہ ہے، انھوں نے فرمایا:

«إن ليلة القدر اطلبوها في أوتار العشر الأواخر من رمضان، وإنّها تكون آخر ليلة منها تسع وعشرين».

شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو، وہ اس کی آخری شب انتیسویں شب ہوتی ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«التمسوا ليلة القدر في آخر ليلة من رمضان ليلة تسع وعشرين»[2].

شب قدر کو رمضان کی آخری رات انتیسویں رات کو تلاش کرو۔

---

(۱) أخرجه أحمد (۲۱۸۳) عن ابن عباس -رضي الله تعالى عنهما-.

(۲) ذكره السيوطي في "الدر المنثور" (۵۷۲/۸) وعزاه إلى محمد بن نصر عن مُعَاوِيَة -رضي الله عنه-.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

سمعت رسول الله ﷺ يقول: «إنَّها ليلة سابعة أو تاسعة وعشرين، وإنَّ الملائكة معها أكثر من عدد نجوم السماء»[1]

شب قدر ستائیسویں یا انتیسویں شب ہے، اس رات (زمین پر) فرشتے آسمان کے ستاروں سے زیادہ ہوتے ہیں۔

بعض اہل علم نے فرمایا کہ ہم نے انتیسویں شب میں بارہا شب قدر پائی۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا لقب صاحب المقام (مقام محمود والے) ہے، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

كنا عند رسول الله ﷺ وسأله عن ليلة القدر، فقال: «التمسوها في أول ليلة من رمضان، وفي تسعة منه، وفي إحدى وعشرين، وفي آخر ليلة من رمضان»[2].

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، آپ سے شب قدر کے متعلق سوال ہوا تو فرمایا: اسے رمضان کی پہلی، نویں، اکیسویں اور آخری رات میں تلاش کرو۔

ایک روایت میں ہے:

«التمسوها في العشر الأواخر منه، في تاسعة تبقى، وفي سابعة تبقى، وفي خامسة تبقى»[3].

---

(۱) ذكره السيوطي في "الدر المنثور" (۵۷۹/۸، ۵۸۰) وعزاه إلى محمد بن نصر من طريق أبي ميمون عن أبي هُرَيْرَة -رضي الله عنه-.

(۲) ذكره السيوطي في "الدر المنثور" (۵۷۲/۸) وعزاه إلى ابن مرْدَوَيْه عن أنس بن مَالك -رضي الله عنه-.

(۳) أخرجه البخاري (۲۰۶۰)، وأبو داود (۱۳۸۳) عن ابن عباس -رضي الله تعالى عنهما-.

شب قدر کو آخری عشرے میں اکیسویں، تیئیسویں اور پچیسویں شب میں تلاش کرو۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شب قدر کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا :

ما أنا بِمُلتمِسها إلا في العشر الأواخر منه، بعد حديثٍ سمعتُ من رسول الله ﷺ يقول: «التمسوها في العشر الأواخر لتاسعة تبقى، أو سابعة تبقى، أو خامسة تبقى، أو ثالثة تبقى، وآخر ليلة». وكان أبو بكرة هذا يصلي إلى العشرين من رمضان، كما كان يصلي في سائر السَّنَة، فإذا دخل العشر الأواخر منه، اجتهد[1]. ثم يقول: فمن فعل ذلك فقد أصاب السُّنة.

جس چیز کی وجہ سے میں اسے صرف آخری عشرے ہی میں تلاش کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بات سنی ہے، میں نے آپ کو فرماتے سنا ہے: شب قدر تلاش کرو جب (مہینہ پورا ہونے میں) نو دن باقی رہ جائیں، یا سات دن باقی رہ جائیں، یا پانچ دن رہ جائیں، یا تین دن رہ جائیں، یا آخری رات میں۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیس رمضان تک اسی طرح نماز پڑھتے تھے جس طرح پورے سال پڑھتے تھے لیکن جب آخری عشرہ آتا تو عبادت میں خوب محنت کرتے۔ پھر فرماتے: جس نے ایسا کیا اس نے سنت پر عمل کیا۔

ایک شخص نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ سے پوچھا: اے ابوسعید! آپ گنتی ہم سے بہتر جانتے ہیں تو ہمیں بتائیے کہ نویں، ساتویں اور پانچویں سے کیا مراد ہے ؟ انہوں نے کہا:

---

(۱) أخرجه الترمذي (۷۹۹) وقال: "هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ"، وأحمد (۲۰۷٤٥)، وأبو داود الطيالسي في "المسند" (۹۲۲)، والبيهقي في "شعب الإيمان" (۳٤۰۸) عن أبي بكرة -رضي الله تعالى عنه-.

"إذا مضت واحدة وعشرون، فالتي تليها التَّاسعةُ، وإذا مضى الثَّلاث والعشرون، فالتي تليها السَّابعةُ، وإذا مضى خمس وعشرون، فالتي تليها الخامسة"[1].

جب اکیسویں گزر جائے تو اس کے بعد والی نویں ہے اور جب تیئسیویں گزر جائے تو اس کے بعد والی ساتویں ہے اور جب پچیسویں گزر جائے تو اس کے بعد والی پانچویں ہے۔

حضرت محمد بن نصر نے فرمایا:

جاء ناس إلى ابن مسعود، وسألوه عن ليلة القدر، فقال: "تحروها لإحدى عشرة يبقَين صبيحتها يوم بدر، وتسع يبقَين، وسبع يبقين، وخمس يبقين، وثلاث يبقين، وواحد يبقى"[2].

کچھ لوگوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود کے پاس آکر شب قدر کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا: شب قدر تلاش کرو (جب مہینہ پورا ہونے میں) گیارہ دن باقی رہ جائیں، یا نو دن باقی رہ جائیں، یا سات دن باقی رہ جائیں، یا پانچ دن باقی رہ جائیں، یا تین دن باقی رہ جائیں، یا ایک دن باقی رہ جائے۔

معاویہ بن حیوہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ (رات میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمھارا عبادت کیسی ہوتی تھی؟ فرمایا:

قمنا مع رسول الله ﷺ ليلة ثلاث وعشرين إلى ثلث الليل،

---

(۱) أخرجه مسلم (۲۸۳۱)، وأبو داود (۱۳۸۵)، وأحمد (۱۱۲۳۵) عن أبي سعيد الخُدْرِي -رضي الله تعالى عنه-.

(۲) ذكره السيوطي في "الدر المنثور" (۵۸۱/۸) وعزاه إلى محمد بن نصر عن ابن مسعود -رضي الله عنه-.

ثمَّ قمنا معه ليلة خمس وعشرين إلى نصف الليل، ثم قمنا معه ليلة سبع وعشرين إلى الليل حتى ظننا أن لا ندرك الفلاح"[1].

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تیئسویں شب میں تہائی رات تک عبادت کی، پھر پچیسویں شب میں نصف رات تک عبادت کی، پھر ستائیسویں شب میں پوری رات عبادت کی یہاں تک کہ ہمیں گمان ہوا کہ ہمیں کامیابی نہیں ملی۔

حضرت ابوقلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے:

"ليلة القدر يتجوّل في ليالي العشر كلِّها"[2].

شب قدر دسوں راتوں میں گردش کرتی رہتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

"ليلة القدر ليلة سبع عشرة ليلة جمعة"[3].

شب قدر (رمضان کی) سترہویں رات جمعہ کی شب ہے۔

حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:

"إنَّما أرى ليلة القدر لسبع عشرة ليلة الفرقان"[4].

مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ شبِ قدر سترہ رمضان جنگِ بدر کی رات ہے۔

---

(۱) أخرجه الحاكم في "المستدرك" (۱٦۰۸) عن أبي طلحة بن زياد الأنصاري.

(۲) ذكره السيوطي في "الدر المنثور" (۸/۵۸۱) وعزاه إلى ابن جرير في "تهذيبه" عن أبي قلابة -رضي الله عنه-.

(۳) أخرجه ابن أبي شيبة في "المصنف" (۸٦۷۹) عن أبي بكر بن عبد الرحمن بن الحارث بن هشام.

(٤) ذكره السيوطي في "الدر المنثور" (۸/۵۸۱) وعزاه إلى أبي الشَّيْخ عن عمرو بن حويرث -رضي الله عنه-.

امام زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا سترہویں شب میں آپ شب بیداری کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا:

"إن فيها ليلة القدر، وفيها نزل القرآن، وفي صبيحتها فرق بين الحق والباطل"[1].

اسی تاریخ میں شب قدر ہے، اسی میں قرآن نازل ہوا، اور اسی کی صبح حق و باطل میں امتیاز ہوا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے:

"تحروا ليلة القدر لإحدى عشرة يبقين صبيحتها يوم بدر، وسبع عشرة يبقين، وتسع عشرة يبقين"[2].

شب قدر کو تلاش کرو (جب مہینہ پورا ہونے میں) گیارہ دن باقی رہ جائیں جس کی صبح یوم بدر ہو، یا سترہ دن باقی رہ جائیں، یا انیس دن باقی رہ جائیں۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شب قدر کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا:

"هي ليلة سبع عشرة ما تشك، ولا تستثني ليلة نزول القرآن ويوم الفرقان ويوم التقى الجمعان"[3].

بلاشک اور استثنا کے وہ سترہویں رات ہے جو نزولِ قرآن، جنگ بدر اور دو گروہوں کی آپس میں مڈبھیڑ کی رات ہے۔

---

(۱) ذكره السيوطي في "الدر المنثور" (۸/۵۸۱) وعزاه إلى محمد بن نصر والطبراني عن خارجة بن زيد -رضي الله عنهما-.

(۲) ذكره السيوطي في "الدر المنثور" (۸/۵۸۱) وعزاه إلى محمد بن نصر عن ابن مسعود -رضي الله عنه-.

(۳) أخرجه ابن أبي شيبة في "المصنف" (۹۵۳۱)، والطبراني في "الكبير" (۵۰۷۹)، والبيهقي في "شعب الإيمان" (۳۴۱۸) عن زيد بن أرقم -رضي الله عنه-.

حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

"أنها ليلة ست عشرة أو سبع عشرة"[۱]. انتهى

شب قدر سولہویں یا سترہویں شب ہے۔

(مصنف فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ میں شب قدر کے متعلق ان مختلف روایات میں غور کرتا ہوں، اور اسی وجہ سے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا میلان اس طرف تھا کہ شب قدر پورے سال گردش کرتی رہتی ہے، ان سے مروی ہے کہ ان کی رائے میں شب قدر ربیع الاول، شعبان اور ذی الحجہ میں ہے۔ واللہ اعلم [۲].

---

(۱) ذكره السيوطي في "الدر المنثور" (۵۸۰/۸).

(۲) شبِ قدر کے تعین میں علمائے کرام کا کافی اختلاف پایا جاتا ہے یہاں تک کہ بعض بزرگوں کے نزدیک شب قدر پورے سال میں پھرتی رہتی ہے، مثلاً حضرتِ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے: شبِ قدر وہی شخص پاسکتا ہے جو پورے سال کی راتوں پر توجہ رکھے۔ (تفسیر کبیر ج۱۱ص۲۳۰) شیخ محی الدین ابن عربی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے شَعْبانُ المعظم کی پندرہویں شب اور ایک بار شعبان المعظم ہی کی اُنیسویں شب میں شب قدر پائی ہے۔ نیز رمضان المبارک کی تیرہویں شب اور اٹھارہویں شب میں بھی دیکھی، اور مختلف سالوں میں رمضان المبارک کے آخری عشرے کی ہر طاق رات میں اسے پایا ہے۔ مزید فرماتے ہیں: اگرچہ زیادہ تر شبِ قدر رمضان شریف میں ہی پائی جاتی ہے تاہم میرا تجربہ تو یہی ہے کہ یہ پورا سال گھومتی رہتی ہے۔ یعنی ہر سال کیلئے اِس کی کوئی ایک ہی رات مخصوص نہیں ہے۔ (اِتحافُ السّادَۃ ج۴ص۳۹۲ملخّصاً)

شبِ قدر کو پوشیدہ رکھے جانے کی وجوہات:

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے شب قدر کو چند وجہوں سے پوشیدہ رکھا ہے:

(۱) جس طرح دیگر اشیا کو پوشیدہ رکھا، مثلاً اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کو اطاعتوں میں پوشیدہ فرمایا تاکہ بندے ہر اطاعت میں رغبت حاصل کریں۔ اپنے غضب کو گناہوں میں پوشیدہ فرمایا تاکہ ہر قسم کے گناہ سے بچتے رہیں۔ اپنے ولی کو لوگوں میں پوشیدہ رکھا تاکہ لوگ سب کی تعظیم کریں۔ دعا کی قبولیت کو دعاؤں میں پوشیدہ رکھا تاکہ لوگ سب دعاؤں میں مبالغہ کریں۔ اسمِ اعظم کو اسما میں پوشیدہ رکھا تاکہ وہ سارے اسما کی تعظیم کریں اور نمازِ وسطیٰ کو نمازوں میں پوشیدہ رکھا تاکہ تمام نمازوں کی پابندی کریں۔ توبہ کی قبولیت کو پوشیدہ رکھا تاکہ بندہ توبہ کی تمام اقسام پر ہمیشگی اختیار کرے اور موت کا وقت پوشیدہ رکھا تاکہ بندہ خوف کھاتا رہے، اسی طرح شبِ قدر کو بھی پوشیدہ رکھا تاکہ لوگ رمضان کی تمام راتوں کی تعظیم کریں۔

جماعت کی فضیلت

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا لقب صاحب القدم (صاحبِ رسوخ) ہے، انھوں نے فرمایا:

من صلى المغرب والعشاء في جماعةٍ حتى ينقضي شهرُ رمضان فقد أصاب من ليلة القدر بحظٍ وافر[1].

جس نے ماہِ رمضان کے ختم ہونے تک مغرب وعشا کی نماز باجماعت پڑھی اس نے رمضان میں شب قدر پالی۔

ایک روایت میں ہے:

پچھلا حاشیہ

(۲) گویا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اگر میں شبِ قدر کو مُعَیَّن کر دیتا اور میں گناہ پر تیری جرأت کو بھی جانتا ہوں تو اگر کبھی شہوت تجھے اس رات میں گناہ کے کنارے لا چھوڑتی اور تو گناہ میں مبتلا ہو جاتا تو تیرا اس رات کو جاننے کے باوجود گناہ کرنا لاعلمی کے ساتھ گناہ کرنے سے زیادہ سخت ہوتا اِس وجہ سے میں نے اسے پوشیدہ رکھا۔

(۳) گویا کہ ارشاد فرمایا میں نے اس رات کو پوشیدہ رکھا تاکہ شرعی احکام کا پابند بندہ اس رات کی طلب میں محنت کرے اور اس محنت کا ثواب پائے۔

(۴) جب بندے کو شبِ قدر کا یقین حاصل نہ ہوگا تو وہ رمضان کی ہر رات میں اس امید پر اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں کوشش کرے گا کہ ہوسکتا ہے کہ یہی رات شب قدر ہو۔ (تفسیر کبیر، القدر، تحت الآیۃ: ۱، ۱۱ / ۲۲۹-۲۳۰)

(۱) أخرجه البيهقي في "شعب الإيمان" (٣٤٣٣) عن أنس بن مالكٍ -رضي الله عنه-.

من شهد العشاءَ ليلة القدر في جماعة فقد أخذ منها بحظٍ وافرٍ[1].

جو شب قدر میں باجماعت عشا میں شریک ہوا اس نے اس کا حصۂ وافر پایا۔

ایک روایت میں ہے:

من أدرك العشاءَ الآخرةَ وصلاها مع جماعةٍ فقد أدركه في رمضان ليلة القدر[2].

جس نے عشا کی نماز پائی اور باجماعت ادا کی اس نے رمضان میں شب قدر پالی۔

ایک روایت میں ہے:

من صلى صلاة العشاء أصاب ليلة القدر[3].

جس نے عشا کی نماز باجماعت پڑھی اس نے شب قدر پالی۔

ایک روایت میں ہے:

من صلى العشاء كل ليلة في رمضان مع جماعةٍ حتى ينسلخ فقد قامه[4].

جس نے رمضان کی ہر رات عشا کی نماز باجماعت پڑھی یہاں تک کہ رمضان ختم ہو گیا اس نے پورے رمضان شب بیداری کی۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا مخصوص

---

(۱) أخرجه مالك (۷۰۷)، والبيهقي في "شعب الإيمان" (۳٤۳۰) عن سعيد بن المسيب -رضي الله عنه-.

(۲) أخرجه ابن خزيمة في "الصحيح" (۲۱۹۵)، والبيهقي في "شعب الإيمان" (۳٤۳۲) عن أبي هريرة -رضي الله عنه-.

(۳) ذكره السيوطي في "الدر المنثور" (۸/۵۸۲) وعزاه إلى ابن زَنْجوَيْه عن ابن عمرو -رضي الله عنه-.

(٤) أخرجه البيهقي في "شعب الإيمان" (۳٤۳۱) عن علي -رضي الله عنه-.

بالعز (خاص عزت والے) ہے، انھوں نے فرمایا:

إن يوم ليلة القدر كليلتِها، وليلتُها كيَومِها[1].

شب قدر کا دن اس کی رات کی طرح اور اس کی رات دن کی طرح ہے۔

حضرت حسن بن حر کی روایت میں ہے:

بلغني أن العملَ في يوم القدر كالعمل في ليلتِه[2].

مجھے معلوم ہوا کہ شبِ قدر کے دن کا عمل ایسے ہی ہے جیسے اس کی رات کا عمل۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا لقب مخصوص بالمجد (خاص عظمت والے) ہے، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں:

قلتُ: "يا رسول الله، إن أنا وافقت ليلة القدر، فما أقول وأدعو به؟" قال: قولي: "اللّٰهم إنك عفو تحب العفو فاعف عني"[3]. فكانت تقول: لو عرفتُ أي ليلة فيها ليلة القدر، كان أكثر دعائي فيها: "أسال الله العفو والعافية"[4].

میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اگر میں شب قدر پالوں تو کیا پڑھوں اور کون سی دعا کروں؟ فرمایا: کہو: اللّٰهم إنک عفو تحب العفو فاعف عني یعنی اے اللہ! تو معاف فرمانے والا ہے اور معافی کو پسند فرماتا ہے تو مجھے معاف فرمادے۔ ام المومنین فرمایا کرتی تھیں کہ اگر مجھے معلوم ہوجاتا کہ شب قدر کون سی رات ہے تو میں اس میں یہ دعا خوب کرتی: أسأل

---

(١) أخرجه ابن أبي شيبة في "المصنف" (٨٦٩٣) عن عامر.

(٢) أخرجه ابن أبي شيبة في "المصنف" (٣٥٥٨٢) عن الحسن بن الحُرّ.

(٣) أخرجه الترمذي (٣٨٥٥) وقال: "حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ"، وابن ماجة (٣٩٨٢)، وأحمد (٢٦١٣٤) عن أم المؤمنين عائشة -رضي الله عنها-.

(٤) أخرجه النسائي في "السنن الكبرى" (١٠٦٤٨)، وابن أبي شيبة في "المصنف" (٢٩١٨٩) عن أم المؤمنين عائشة -رضي الله عنها-.

اللہ العفو والعافیۃ یعنی اے اللہ: میں تجھ سے بخشش اور عافیت کی طلب گار ہوں۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا لقب مخصوص بالشرف (خاص شرف وبلندی والے) ہے، انھوں نے فرمایا:

إن ليلة القدر تحُطُّ ذنوبَ أمَّتي حُطًّا.

شب قدر میری امت کے گناہ بالکل مٹا دیتی ہے۔

حضرت کعب نے فرمایا:

إنَّا نجد في الكتب أن ليلة القدر تكون في زمن نبي آخر الزَّمان حطوطًا [1]، أي: تحطُّ الذنوب حطًا.

ہم آسمانی کتابوں میں پاتے ہیں کہ شب قدر نبی آخر الزماں کے زمانے میں گناہوں کو بالکل مٹا دے گی۔

حضرت فضل ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

كنتُ جالسًا في المسجد الحرام ليلةَ سبع وعشرين من رمضان عند المقام، فإذا أنا بشيخ جميل الصدرة والثياب، يدعو: "يا غافر الذنب منّ علي برحمتك، يا شديد العقاب نجّني من عقابك، يا ذا الآلاء والنِّعم جُدْ عليَّ بجنَّتك وعفوك". فقصدتُ إليه، وقلتُ له: "من أنت؟ رحمك الله!" قال: "أنا الخضر، حضرتُ البارحة ههنا، وكانت ليلة القدر"، قلتُ له: "ما فعل الله بأمة محمدٍ ﷺ"، قال: "غفر لهم جميعًا"، قلتُ: "حتى أهل الكبائر؟" قال: "نعم، بسبب محمدٍ ﷺ"، قلتُ: "وكيف أهل

(۱) ذكره السيوطي في "الدر المنثور" (۵۸۲/۸) وعزاه إلى بن زَنْجوَيْه ومحمد بن نصر عن كعب الأحبار.

الكبائر؟" قال: "يوفِّقهم اللّٰهُ إلى الخير والإنابة".

میں رمضان کی ستائیسویں شب میں مسجد حرام میں مقام ابراہیم کے پاس بیٹھا تھا جبھی دیکھا کہ ایک خوبصورت لباس اور صدری پہنے ہوئے ایک شیخ یہ دعا کر رہے ہیں: يا غافر الذنب، من علي برحمتك، يا شديدالعقاب، نجني من عقابك، يا ذاالآلاء والنعم جد علي بجنتك وعفوك. یعنی اے گناہوں کو بخشنے والے! اپنی رحمت کے ذریعہ مجھ پر احسان فرما۔ اے سخت عذاب والے! مجھے اپنے عذاب سے محفوظ فرما۔ اے نعمتوں والے! مجھ پر اپنی جنت اور بخشش کا فیضان فرما۔ میں نے ان کے پاس جاکر پوچھا: آپ کون ہیں؟ اللہ آپ پر رحمت نازل فرمائے، انھوں نے فرمایا: میں خضر ہوں، گزشتہ رات شب قدر میں یہاں حاضر ہوا، میں نے عرض کی: اللہ نے امت محمدیہ کے ساتھ کیسا سلوک فرمایا؟ انھوں نے کہا: سب کو بخش دیا، میں نے عرض کی: کبیرہ گناہ والوں کو بھی؟ بولے: ہاں، محمد ﷺ کے صدقہ وطفیل (انھیں بھی بخش دیا)، میں نے عرض کی: کبیرہ گناہ والوں کو کیسے بخش دیا؟ فرمایا: انھیں بھلائی اور توبہ کی توفیق دے کر۔

نمازِ تراویح

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا لقب صاحب الوسیلہ ہے، انھوں نے فرمایا:

«إِنَّ اللّٰه -تبارك وتعالى- فرض عليكم صيام رمضان، وسننتُ لكم قيامه. فمن صامه وقامه إيمانًا واحتسابًا غفر له ما تقدم من ذنبه»[۱].

اللہ تعالیٰ نے تم پر رمضان کے روزے فرض فرمائے ہیں، اور میں نے تمھارے لیے اس کی راتوں میں عبادت کا طریقہ جاری کیا ہے۔ تو جو شخص ایمان رکھتے ہوئے ثواب کی نیت سے اس کے روزے رکھے گا اور شب بیداری کرے گا اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

انھوں نے یہ بھی فرمایا:

«إن في السماء السابعة حظيرة يقال لها حظيرة القدس، فيها ملائكةٌ يقال لهم: الروح أو الرُّوحانِيُّون. فإذا كان أول ليلة من رمضان استأذنوا ربَّهم في النُّزول إلى الدُّنيا، فلا يمرُّون بمسجدٍ يصلى فيه إلَّا دعوا لهم، فأصابهم منهم بركةً[۲]، ولا يستقبلون أحدًا صائمًا ذاهبًا في الطرقات إلى المسجد إلَّا دعوا

---

(۱) أخرجه النسائي (۲۲۲۲)، وابن أبي شيبة في "المصنف" (۷۷۰٥)، والبيهقي في "شعب الإيمان" (۳۳٤۳) عن عبد الرحمن بن عوف -رضي اللّٰه عنه-.
(۲) أخرجه البيهقي في "شعب الإيمان" (۳٤۲۲) عن علي -رضي اللّٰه عنه-.

له، وصافحوه: ياولي الله، مغفور الك».

ساتویں آسمان پر ایک حظیرہ (احاطہ، دائرہ) ہے جسے حظیرۃ القدس کہا جاتا ہے۔ اس میں کچھ فرشتے رہتے ہیں جنھیں روح یا روحانی کہا جاتا ہے، جب رمضان کی پہلی شب ہوتی ہے تو وہ اپنے رب سے دنیا میں آنے کی اجازت چاہتے ہیں، ان کا گزر جس مسجد کے پاس سے ہوتا ہے، جس میں نماز ہورہی ہوتی ہے وہ ان کے لیے دعا کرتے ہیں تو نمازیوں کو ان کی برکت ملتی ہے۔ ان کی ملاقات مسجد جاتے ہوئے راستے میں جس روزہ دار سے ہوتی ہے وہ اس کے لیے دعا کرتے ہیں اور اس سے مصافحہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں: اے اللہ کے ولی! تجھے بخش دیا جائے۔

اس کی اصل یہ ہے کہ جب رمضان المبارک کی پہلی رات آئی تو نبی کریم ﷺ ایک حجرہ بنالیا اور اس میں نماز پڑھی، صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی، پھر جب دوسری رات ہوئی پہلی رات سے زیادہ لوگوں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی، پھر جب تیسری رات ہوئی تو اور زیادہ لوگ ہوگئے اور مسجد تنگ پڑ گئی، پھر جب چوتھی رات ہوئی تو لوگ حلقوں کی صورت میں جمع ہوئے، اس رات نبی کریم ﷺ تشریف نہ لائے یہاں تک کہ بعض لوگوں نے دروازہ پر کنکریاں ماریں، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز فجر سے فارغ ہوئے تو انھیں ان کے عمل کی خبر دی اور فرمایا: «خشيت أن تكتب عليهم»[1]. مجھے اندیشہ تھا کہ وہ تم پر فرض ہوجائے گی۔

ایک روایت میں ہے:

خرج رسول الله ﷺ أول ليلة من رمضان بعد أن دخل البيت بعد صلاة العشاء في جوف الليل، فصلى في المسجد

(١) أخرج بمعناه إسحاق بن راهويه في "المسند" (٦٤٦) عن أم المؤمنين عائشة -رضي الله عنها-.

رجالٌ بصلاته، فأصبح الناس يتحدثون، وكثر أهل المسجد من الليلة الثانية، ثم كذلك في الليلة الثالثة حتَّى ضاق بهم المسجدُ. فلما كانت الرابعة عجز المسجد عن أهله، فلم يخرج إليهم، فلما صلى الصبح، أقبل على الناس، وتشهد، ثم قال: «أما بعد، أيُّها الناس، إنه لم يخف عليَّ صنيعُكم، لكنِّي خشيتُ أن تفرضَ عليكم، فتعجروا عنها، وعليكم من الأعمال بما تطيقون»[1].

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی پہلی رات میں نماز عشا سے فارغ ہوکر گھر تشریف لانے کے بعد آدھی رات میں (گھر سے) نکلے اور مسجد میں جاکر نماز پڑھی، کچھ لوگوں نے آپ کے ساتھ نماز ادا کی، صبح کو لوگوں نے اس بارے میں بات چیت کی، چنانچہ (دوسری رات) لوگ پہلے سے زیادہ جمع ہوگئے، پھر اسی طرح تیسری رات مسجد میں آنے والے اور زیادہ ہوگئے یہاں تک کہ مسجد نمازیوں سے بھر گئی، پھر جب چوتھی رات ہوئی تو مسجد نمازیوں کے لیے تنگ ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکل کر ان کے پاس تشریف نہ لائے، پھر جب صبح کی نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے، پھر شہادتین پڑھ کر فرمایا: لوگو! آج رات تمھارا حال مجھ سے مخفی نہ تھا لیکن مجھے اندیشہ ہوا کہ رات کی نماز تم پر فرض نہ کردی جائے پھر تم اس (کی ادائیگی) سے عاجز رہو۔ تم پر وہ اعمال فرض ہیں جن کی تم طاقت رکھتے ہو۔

علامہ ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"فتوفِّي رسول الله ﷺ، ولم يحرم علينا"[2].

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور آپ نے اسے حرام نہیں فرمایا۔

---

(۱) أخرجه البخاري (۹۳۲)، ومسلم (۱۸۲۰) عن أم المؤمنين عائشة -رضي الله عنها-.

(۲) أخرجه مالك (۲٤۸) عن ابن شهابٍ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں :

"كان رسول الله ﷺ يرغب أمّته بقيام رمضان من غير أن يأخذ بعزيمتِه حتّى توفِّي، والأمر على ذلك، ثم في خلافة أبي بكر كذلك، وصدرًا من خلافة عمر "[1].

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو رمضان کی راتوں میں عبادت کی ترغیب دیتے تھے مگر اسے فرض نہ ٹھراتے یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی، اور معاملہ اسی طرح چلتا رہا، پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور اول میں یہی معمول رہا۔

حضرت عبد الرحمان بن عبد القاری سے روایت ہے انھوں نے فرمایا :

إنّي خرجتُ مع عمر ليلة من رمضان إلى المسجد، فإذا النّاس أوزاعٌ متفرّقون، يصلي الرَّجلُ لنفسه، ويصلي الرجل فيصلي بصلاته الرهطُ. فقال عمر: "إنّي أرى لو جمعتُ هؤلاء على قارئ واحدٍ لكان أمثل"، ثم عزم، فجمعهم على أُبي بن كعب، ثم خرجتُ معه ليلة أخرى، والناس يصلُّون بصلاة قارئهم، ثم قال: "نعمت البدعة هذه، والتي ينامون عنها أفضلُ من التي يقومون"[2].

میں رمضان کی ایک رات حضرت عمر رضي اللہ عنہ کے ساتھ مسجد میں گیا۔ سب لوگ متفرق اور منتشر تھے۔ کوئی اکیلا نماز پڑھ رہا تھا۔ اور کسی کے پیچھے کئی لوگ نماز پڑھ

---

(۱) أخرجه ابن حبان في "الصحيح" (٢٥٤٣)، والطبراني في "الأوسط" عن أم المؤمنين عائشة -رضي الله عنها-.

(۲) أخرجه البخاري (٢٠٤٩)، ومالك (٢٤٩) عن عبد الرحمن بن عبد القارئ.

رہے تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ میں تمام لوگوں کو ایک قاری کے پیچھے جمع کردوں توزیادہ مناسب ہوگا۔ تو انھوں نے اس عزم و ارادے کے ساتھ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کا امام مقرر کردیا۔ دوسری رات پھر مجھے ان کی معیت میں جانے کا اتفاق ہوا تو دیکھا کہ لوگ اپنے امام کے پیچھے نماز تراویح پڑھ رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (انھیں دیکھ کر) فرمایا کہ یہ نیا طریقہ کس قدر بہتر اور مستحسن ہے! اور رات کا وہ (آخری) حصہ جس میں یہ سوجاتے ہیں اس (ابتدائی) حصے سے بہتر ہے جس میں یہ نماز پڑھ رہے ہیں۔"[1]

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرمایا کرتے تھے:

"أنا الذي حرَّضت عمر على القيامِ في رمضان، قيل له: "وكيف ذلك؟" قال: إنه سألني عن هذا الحديث: «إن في السماء السابعة حظيرة ...» إلى آخره"، قلتُ: "نعم، أنا سمعتُه من رسول الله ﷺ"، فقال: إذ نُحرِّض الناس على الصلاة تُصيبهم البركة"، فأمر الناس بالقيام على قارئ واحدٍ، وكان يصلي بهم"[2]

میں نے ہی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رمضان میں تراویح پر آمادہ کیا تھا، ان سے پوچھا گیا: کس طرح سے؟ فرمایا: انھوں نے مجھ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا "ساتویں آسمان میں ایک حظیرہ ہے..." الخ تو میں نے کہا: ہاں، میں نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ تو انھوں نے فرمایا کہ تب تو میں لوگوں کو اس نماز پر آمادہ کروں گا تاکہ انھیں بھی برکت حاصل ہو، اس کے بعد انھوں نے لوگوں کو ایک قاری (امام) کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم دیا، جو انھیں نماز پڑھاتا تھا۔

---

(۱) یعنی رات کے آخری حصے میں تراویح پڑھنا رات کے ابتدائی حصے میں پڑھنے سے افضل ہے-.

(۲) أخرجه البيهقي في "شعب الإيمان" (٣٤٢٢) عن علي -رضي الله عنه-.

ایک روایت میں ہے:

إن لله تعالى موضِعًا حول العرش يسمَّى حظيرة القدس، وهو من النور، وفيه ملائكةٌ لا يعلم عددَهم إلَّا اللهُ -عز وجل-، يعبدون عبادةً لا يفترون شيئًا. فإذا كان ليالي رمضان استأذنوا ربَّهم -عز وجل- أن يَنزلوا الأرضَ، ويحضروا مع المسلمين صلاة التَّراويح، فكل مَن مَسَّهُمْ ومَسُّوْهُ تسعد سعادةً لا يَشقَى بعدها أبدا. قال: فلمَّا سمع عمر هذا الحديث من علي -كرم الله وجهه-، قال: "نحن أحق بهذا الفضل والأجر"، فجمع الناس على هذه الصلاة[1]. كذا في الزهر النضار.

عرش کے اردگرد اللہ تعالیٰ نے نور کی ایک جگہ بنائی ہے جسے "حظیرۃ القدس" کہا جاتا ہے۔ اس میں بہت سے فرشتے رہتے ہیں جن کی تعداد اللہ ہی جانتا ہے، وہ بغیر کسی سستی کے اللہ کی عبادت کرتے رہتے ہیں۔ پھر جب رمضان کی راتیں آتی ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ سے زمین پر اترنے اور مسلمانوں کے ساتھ نماز تراویح میں شریک ہونے کی اجازت مانگتے ہیں، تو وہ جن لوگوں کو چھو لیتے ہیں یا جو لوگ ان کو چھو لیتے ہیں انھیں ایسی کامیابی حاصل ہو جاتی ہے جس کے بعد کبھی ناکامی نہیں ملتی۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے یہ حدیث سنی تو فرمایا: ہم اس فضیلت اور اجر و ثواب کے زیادہ مستحق ہیں۔ اس کے بعد لوگوں کو اس نماز (تراویح) پر جمع کیا۔ "الزهر النضار" میں ایسا ہی ہے۔

نماز تراویح کی رکعتوں کی تعداد میں اختلاف ہے کہ صحابۂ کرام کتنی رکعتیں پڑھتے تھے؟ اور صحیح یہ ہے کہ ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے تھے، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ

(١) ذكره أبو الليث السمرقندي في "تنبيه الغافلين" ر: ٩٧٤، صـ٢٤١.

رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیس رکعت پڑھتی تھیں، اسی طرح مدینہ کے بعض فقہاے صحابہ اور بعد کے فقہا (بیس رکعت پڑھتے تھے) اور یہ نماز ائمۂ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے دعاے رحمت کرتے:

"رحم الله عمر، نوَّر مساجدنا بهذه الصلاة"[1].

اللہ عمر پر رحمت نازل فرمائے، انھوں نے ہماری مسجدوں کو اس نماز سے روشن کردیا۔

زیرِ بحث مسئلے سے متعلق مضمون:

ہمارے علماے حنفیہ رحمہم اللہ نے فرمایا: مسلمانوں کے لیے مستحب ہے کہ ماہ رمضان میں نماز عشا کے بعد جمع ہوں اور امام انھیں پانچ ترویحہ پڑھائے ہر ترویحہ میں دو سلام ہوں۔[2]

تراویح کی ادائیگی کہاں افضل ہے؟ اس میں اختلاف ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جس کی قراءت اچھی ہو اس کے لیے گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر وہ گھر میں اسی طرح (خشوع و خضوع کے ساتھ) پڑھ سکتا ہے

---

(۱) ذكره المتقي الهندي في "كنز العمال" (۳۵۸۰۰) وعزاه إلى ابن عساكر والخطيب في "أماليه" عن أبي إسحاق الهمداني.

(۲) ترویحہ ایک دفعہ آرام کرنے کو کہتے ہیں جیسے "تسلیمۃ" ایک مرتبہ سلام پھیرنے کو کہتے ہیں، اور تراویح "ترویحۃ" کی جمع ہے، تراویح کی نماز میں پانچ ترویحہ ہوتے ہیں۔ (فتح الباری ۴/۲۵۰، کتاب صلاۃ التراویح)
اس نماز کو تراویح اس لیے کہا جاتا ہے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جماعت اور اہتمام کے ساتھ پہلی مرتبہ اس نماز کو ادا کرنے کے لیے جمع ہوئے تو وہ ہر دو سلام (چار رکعتوں) کے بعد ترویحہ یعنی آرام اور وقفہ کرتے تھے۔ (فتح الباری ۴/۲۵۰، کتاب صلاۃ التراویح)

جس طرح مسجد میں پڑھتا ہے تو گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مسجد میں پڑھنا افضل ہے، کیوں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں تراویح مسجد ہی میں پڑھی جاتی تھی۔ ہاں اگر وہ امام ہو اور اس کی وجہ سے جماعت میں اضافہ ہو تو بالاتفاق اس کے لیے مسجد میں پڑھنا افضل ہے۔ (۱)

امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ نماز تراویح مساجد میں پڑھنا افضل ہے، اگر بستی کے تمام لوگوں نے مسجد میں جماعت کو ترک کر دیا تو وہ ترک سنت اور اساءت کے مرتکب ہوں گے۔ (۲)

اور دو ترویحوں کے درمیان ایک ترویحہ کی مقدار میں بیٹھے، اور پانچویں ترویحہ اور وتر کے درمیان بیٹھے گا یا نہیں؟ (اس میں اختلاف ہے) امام حسن بن زیاد نے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ سے روایت کی ہے کہ: بیٹھے گا۔ ہدایہ میں یہی ہے (۳)۔ اور "ینابیع "میں ہے کہ عامۂ مشائخ کے نزدیک یہ مستحب نہیں۔

اگر چار یا چھ یا آٹھ یا دس رکعت تراویح ایک سلام کے ساتھ پڑھے، اور دو رکعت کے اخیر میں بیٹھے تو ایک قول یہ ہے کہ وہ صرف دو رکعتوں کے لیے کفایت کرے گا اور ایک قول یہ ہے کہ تمام رکعتوں کے لیے کفایت کرے گا۔ عام مشائخ کے نزدیک یہی صحیح ہے۔"(۴). اور یہی اختلاف اس صورت میں ہے جب چار رکعت پڑھے اور دوسری رکعت میں تشہد کی مقدار بیٹھے اور سلام نہ پھیرے بلکہ چار رکعت پر سلام پھیرے۔

اگر امام دو مسجدوں میں تمام مقتدیوں کو بیس بیس رکعت تراویح پڑھائے، تو امام

---

(۱) ینظر: "الجوهرة النيرة"، ۹۷/۱.

(۲) ینظر: "ردالمحتار على الدر المختار"، ۵۵۲/۱.

(۳) كما قال: "والمستحبُّ في الجلوس بين التَّرويحتَين مقدارُ التَّرويحة، وكذا بين الخامسة وبين الوتر، لعادة أهل الحرمين". (ينظر: "الهداية"، ۳۲۲/۱).

(٤) ينظر: "الينابيع في معرفة الأصول والتفاريع"، صـ۳۹۲-۳۹٤، ملتقطًا.

ابوبکر اسکاف رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق یہ جائز نہیں۔ امام ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کو اختیار کیا اور فرمایا: یہی صحیح ہے۔ اور امام ابونصر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کسی مسجد والوں کے لیے جائز نہیں۔ (۱)

اگر امام غلطی سے کوئی سورت یا آیت چھوڑ کر بعد والی سورت یا آیت پڑھ لے تو اس کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ چھوٹی ہوئی آیت یا سورت بعد والی رکعت میں پڑھے اس کے بعد پڑھی ہوئی آیت یا سورت سے شروع کرے۔ ایسا ہی "فتاویٰ" میں ہے۔

اور فتاوی میں ہے: تراویح میں ایک مرتبہ قرآن کریم ختم کرنا سنت ہے، دو مرتبہ باعثِ فضیلت ہے اور تین مرتبہ کہ ہر دس دن میں ایک ختم ہو افضل ہے (۲)۔

امام ابونصر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بہتر یہ ہے کہ تراویح میں ختم قرآن ستائیسویں رات میں کرے کہ کثیر روایات سے یہ ثابت ہے کہ وہ شب قدر ہے، اور لوگوں کی سستی کی وجہ سے ختم قرآن ترک نہ کرے یعنی اتنا کم نہ پڑھے کہ ختم نہ ہو سکے، برخلاف تشہد کے بعد پڑھی جانے والی دعائوں کے کہ وہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فرض ہیں۔ ایسا ہی "نہایہ" میں ہے۔

اگر دس دن میں قرآن ختم ہو جائے تب بھی اس مسجد والوں اور دوسروں کے لیے تراویح چھوڑنا جائز نہیں جیسا کہ بعض متاخرین سمجھتے ہیں۔

تراویح میں دس سال کے بچے کی امامت جائز ہے، لیکن فرض اور وتر بالغ پڑھائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو عشا اور وتر پڑھاتے تھے اور حضرت ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تراویح کی امامت کرتے تھے؛ کیوں کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

---

(۱) ينظر: "الجوهرة النيرة"، ۹۸/۱.

(۲) ينظر: "الفتاوى الظهيرية"، كتاب الصلاة، الباب السابع، القسم الخامس في مقدار القراءة في التراويح، (لوحة رقم: ٥٤).

تراویح کی نماز میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی امامت کرتے تھے جب کہ وہ بالغ تھے۔[1]

ہدایہ میں ہے: تراویح اور سنت نمازوں میں بچے کی امامت کو مشائخ بلخ نے جائز قرار دیا ہے، جب کہ دیگر مشائخ نے اس سے منع کیا ہے، اور فتویٰ اول پر ہے۔[2]

"فتاویٰ" میں ہے: اس نماز کی نیت کیسے کرے؟ فرمایا: احتیاط یہ ہے کہ تراویح یا وقتی سنت یا قیام اللیل کی نیت کرے۔[3]

"منیۃ المصلی" میں ہے: اگر مطلق نماز کی نیت کرے گا تو اصح یہ ہے کہ وہ نیت کافی نہیں ہوگی۔"[4]

تراویح کے وقت میں علما کا اختلاف ہے، مشائخ بلخ نے فرمایا: اس کا وقت نماز عشا سے پہلے اور بعد میں طلوعِ فجر تک پوری رات ہے اور مشائخ بخارا نے فرمایا: اس کا وقت عشا اور وتر کے درمیان ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ لیکن اگر وتر کے بعد پڑھے گا تب بھی بالاتفاق جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ عشا اور وتر کے درمیان پڑھے، یہی اصح ہے۔

نماز تراویح کو تہائی رات تک موخر کرنا مستحب ہے، نصف رات تک موخر کرنا مستحب نہیں اگرچہ اس کا وقت فجر تک ہے۔

---

(۱) ينظر: "الفتاوى الظهيرية"، كتاب الصلاة، الباب السابع، القسم السادس في إمامة الصبيان في التراويح، (لوحة رقم: ٥٥).

(٢) تراویح وغیرہ نمازوں میں نابالغ بچے کی امامت جائز نہیں، كما حقق الشيخ الإمام أحمد رضا - قدس سره - في فتاواه. ("الفتاوى الرضوية"، جـ٦، صـ٥٣٥). محمد نظام الدين المصباحي.

(٣) ينظر: "الفتاوى الظهيرية"، كتاب الصلاة، الباب السابع، القسم السابع في نية التراويح، (لوحة رقم: ٥٥).

(٤) ينظر: "منية المصلي وغنية المبتدئ"، كتاب الطهارة، الشرط السادس: النية، صـ١٦١.

اور اگر ایک شخص یا پوری جماعت سے تراویح چھوٹ جائے تو جماعت کے ساتھ اس کی قضا نہیں کی جائے گی۔ اور بغیر جماعت کے قضا کی جائے گی یا نہیں؟ (اس میں اختلاف ہے) بعض علما نے فرمایا: جب تک رمضان کا مہینہ گزر نہ جائے قضا کر سکتے ہیں، بعض نے فرمایا: اس کی قضا نہیں، یہی صحیح ہے اور بعض علما نے فرمایا: جت تک اگلی رات تراویح کا وقت نہ آجائے قضا کر سکتا ہے۔

اگر عشا ایک امام کے پیچھے پڑھی اور تراویح دوسرے امام کے پیچھے، پھر معلوم ہوا کہ عشا کا امام بے وضو تھا تو وہ عشا اور تراویح دونوں کا اعادہ کرے۔

اور اگر ایک یا ایک سے زائد ترویحہ چھوٹ جائے تو بعض علما نے فرمایا کہ امام کے ساتھ وتر پڑھے پھر چھوٹی ہوئی رکعتیں پڑھے اور بعض نے فرمایا کہ پہلے چھوٹی ہوئی رکعتیں پڑھے پھر امام کے ساتھ یا تنہا وتر پڑھے۔ [۱]

اور غیر رمضان میں جماعت کے ساتھ وتر نہ پڑھی جائے کہ یہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور بعد کے فقہا سے منقول نہیں۔ لیکن رمضان میں جماعت کے ساتھ وتر پڑھنا گھر میں تنہا پڑھنے سے افضل ہے، کیوں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وتر کی جماعت میں امامت فرماتے تھے جیسا کہ ابھی گزرا۔

"نوازل" میں ہے: غیر رمضان میں وتر کی جماعت کراہت کے ساتھ جائز ہے۔ [۲]

" ینابیع "میں ہے: اگر غیر رمضان میں وتر امام کے ساتھ پڑھے تو یہ جائز ہے لیکن مستحب نہیں۔ [۳]، واللہ اعلم بالصواب

---

(۱) ینظر: "الجوهرة النيرة"، ۹۹/۱.

(۲) ینظر: "الجوهرة النيرة"، ۹۹/۱.

(۳) ینظر: "الينابيع في معرفة الأصول والتفاريع"، صـ۳۹۵.

روزہ سے متعلق متفرق مسائل

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا لقب صاحب السیف ہے، وہ روزہ کی حالت میں سرمہ لگاتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے:

خرج علينا رسول الله ﷺ من بيت حفصةَ، وقد اكتحل بالإثمدِ". وكذا رأيتُه من بيت أم سلمةَ وقد كحَّلته وملأت عينَيه كحلاً[1].

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے ہمارے پاس تشریف لائے جب کہ آپ اثمد سرمہ لگائے ہوئے تھے، اور اسی طرح سے میں نے انھیں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے نکلتے ہوئے دیکھا، ام المومنین نے انھیں سرمہ لگایا تھا اور ان کی آنکھیں سرمے سے پر تھیں۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا لقب صاحب الفضیلۃ ہے، انھوں نے سترہ رمضان کو دن میں پچھنا لگوایا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا: کیا آپ لوگ روزے کی حالت میں پچھنا لگوانے کو ناپسند کرتے تھے؟ فرمایا:

إلا من أجل الضعف"[2]. ہاں! کمزوری کی وجہ سے۔ پھر ان سے پوچھا گیا:

---

(۱) أخرجه الحارث في "المسند" (۵۸۲) عن ابن عمر -رضي الله عنهما-.
(۲) أخرجه البخاري (۱۹۷۵). والطحاوي في "شرح معاني الآثار" (۳٤۳۰) عن أنس بن مالك -رضي الله عنه-.

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا: پچھنا لگانے اور لگوانے والے دونوں کا روزہ ٹوٹ گیا۔ فرمایا: ہاں پہلے یہ حکم تھا بعد میں منسوخ ہو گیا۔

حضرت سعد، حضرت زید بن ارقم، ام المومنین حضرت ام سلمہ نے دن میں پچھنا لگوایا۔

حضرت ام علقمہ نے فرمایا:

كنّا نحتجم عند عائشة نهارا، فلم تنهانا".

ہم ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے پچھنا لگواتے تھے، لیکن انھوں نے ہمیں منع نہ فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابو موسیٰ اشعری وغیرہ کمزوری کے اندیشے سے رات میں پچھنا لگواتے تھے۔ [1].

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا لقب صاحب الرداء (چادر والے) ہے، وہ روزے کی حالت میں ازواج مطہرات کا بوسہ لیتے تھے، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

كنتُ جالسةً في بيتي إذ دخل عليَّ رسول الله ﷺ، وأهوى إلي يقبّلُني، فقلتُ: "إنّي صائمةٌ"، فقال: «وأنا صائمٌ»، فقبَّلني[2]، ومصَّ لساني.

میں گھر میں بیٹھی تھی، جبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور مجھے بوسہ لینے لگے، میں نے عرض کی: میں روزے سے ہوں۔ فرمایا: میں بھی روزے

(۱) أخرجه البخاري، كتاب الصوم، باب الحجامة والقيء للصائم (۳٦۲/۱) ر: ۱۹۷۲.
(۲) أخرجه ابن خزيمة في "الصحيح" (۲۰۰٤)، والطحاوي في "شرح معاني الآثار" (۳۳۸۸) عن أم المؤمنين عائشة -رضي الله عنها-.

سے ہوں، پھر مجھے بوسہ لیا اور میری زبان چوسی۔ (۱)

بعض علما نے فرمایا: یہ حدیث اس پر محمول ہے کہ آپ کا لعاب دہن جو ام المومنین کے لعاب سے مخلوط ہو گیا تھا وہ حلق میں نہیں گیا (بلکہ تھوک دیا تھا)۔

ایک روایت میں ہے:

كان رسول الله ﷺ يُباشِرُني، وهو صائمٌ"(۲).

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت میں مجھ سے مباشرت فرماتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

سألتُ عائشةَ عن القُبلة للصائم، فقالت: "إن كان رسول الله ﷺ لَيقبّل بعضَ أزواجِه وهو صائمٌ"(۳).

میں نے ام المومنین حضرت عائشہ سے روزہ دار کے لیے بوسے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت میں بعض ازواج مطہرات کا بوسہ لیتے تھے۔

فقہا فرماتے ہیں: اس شخص کا روزہ صحیح ہے جس نے جماع کے بارے میں سوچا یا کسی عورت پر نظر ڈالی اور انزال ہو گیا۔ اور اس کا روزہ مکروہ ہے جو اپنے خواہش پر کنٹرول نہ رکھتا ہو۔

جوہرہ میں ہے: بوسہ لینے یا چھونے کی وجہ سے جس کو انزال ہو گیا اس پر صرف روزے کی قضا ہے کفارہ نہیں۔ "(۴).

---

(۱) بوسہ لیا مگر انزال نہ ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ یوہیں عورت کی طرف بلکہ اس کی شرم گاہ کی طرف نظر کی مگر ہاتھ نہ لگایا اور انزال ہو گیا، اگرچہ بار بار نظر کرنے یا جماع وغیرہ کے خیال کرنے سے انزال ہوا، اگرچہ دیر تک خیال جمانے سے ایسا ہوا ہو ان سب صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹا۔ (بہار شریعت)

(۲) أخرجه الترمذي (۷۳۲) عن أم المؤمنين عائشة -رضي الله عنها-.

(۳) أخرجه البخاري (۱۹۶۲)، والنسائي (۱۷۱)، ومالك (٦٤٧)، والدارقطني (٥٠٤) عن أم المؤمنين عائشة -رضي الله عنها-.

(٤) ينظر: "الجوهرة النيرة"، ۱۳۹/۱.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

أنه ﷺ كان يُقبّل ويُباشر وهو صائمٌ، وكان أَمْلَكَ لِإربِه"[1].

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت میں بوسہ لیتے اور مباشرت کرتے، اور وہ اپنی خواہش پر سب سے زیادہ قابو رکھنے والے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر سوال کیا کہ کیا روزہ دار بوسہ لے سکتا ہے اور مباشرت کر سکتا ہے؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ان سے پوچھ لو۔ ام المومنین نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرتے ہیں۔ اس شخص نے دوبارہ کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے تو آپ کے گزشتہ اور آئندہ گناہوں کو بخش دیا ہے؟ تو حضور نے ناراض ہو کر فرمایا: سنو! خدا کی قسم! میں تم سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں۔[2]

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا لقب صاحب الازار ہے، وہ رمضان کی صبح حالت جنابت میں ہوتے پھر غسل کر کے روزہ رکھتے۔[3]

ایک روایت میں ہے:

ثمَّ لا يُفطر ولا يقضي[4].

---

(۱) أخرجه أبو داود (۲۳۸٤)، والترمذي (۷۳۳) وقال: "هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ"، وأحمد (٦٤٧)، والدار قطني (۲٤۷۸۸) عن أم المؤمنين عائشة -رضي الله عنها-.

(۲) أخرجه مسلم (۲٦٤٤)، ومالك (٦٤٦) عن عمر بن أبي سلمة -رضي الله عنه-.

(۳) أخرجه البخاري (۱۹٦۰)، ومسلم (۲٦٤٦)، وأبو داود (۲۳۹۰)، والترمذي (۷۸٤) وقال: "حَدِيثُ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ" عن عائشة وأم سلمة -رضي الله عنهما-.

(٤) أخرجه مسلم (۲٦٤۷) عن أم المؤمنين أم سلمة -رضي الله عنها-.

پھر نہ روزہ توڑتے اور نہ اس کی قضا کرتے۔

انصار کا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ دریافت کرنے کے لیے آیا ، ام المومنین دروازے کے پیچھے سے سن رہی تھیں ، اس نے کہا: نماز کا وقت آجاتا ہے جب کہ میں جنبی ہوتا ہوں توکیا اس حالت میں میں روزہ رکھ سکتا ہوں ؟فرمایا :

وأنا تدركني الصلاةُ وأنا جنبٌ، فأصوم[1].

جنابت کی حالت میں میرے پاس بھی نماز کا وقت آجاتا ہے، اور میں روزے سے ہوتا ہوں۔[2]

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں :

كان رسول الله ﷺ يُدرك الفجر وهو جنبٌ في رمضانَ من غير حلم، فيغتسل ويصوم"[3].

حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں فجر کے وقت بغیر احتلام کے حالت جنابت میں رہتے تھے توغسل کرکے روزہ رکھتے۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

أن رسول الله ﷺ يُجامِعُ بعضَ نسائِه، ويُصبح جنبًا، ثم يغتسل ويصوم.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض ازواج مطہرات سے ہم بستری فرماتے اور صبح کے وقت جنبی ہوتے پھر غسل کرتے اور روزہ رکھتے۔

---

(۱) أخرجه مسلم (٢٦٤٩)، وأحمد (٢٥٠٢٣) عن أم المؤمنين عائشة -رضي الله عنها-.

(۲) جنابت کی حالت میں صبح کی بلکہ اگرچہ سارے دن جنب رہا روزہ نہ گیا مگر اتنی دیر تک قصداً غسل نہ کرنا کہ نماز قضا ہوجائے گناہ و حرام ہے۔ حدیث میں فرمایا: کہ جنب جس گھر میں ہوتا ہے، اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ (بہار شریعت، حصہ پنجم)

(۳) أخرجه البخاري (١٩٦٤)، مسلم (٢٦٤٦) عن أم المؤمنين عائشة -رضي الله عنها-.

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

أن رسول اللہ ﷺ يُجامِع في رمضان ويُؤخِّر الغسلَ أحيانًا إلى بعد طلوع الفجر، ثم يغتسل، ويخرج إلى الصلاة، ويصوم.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں ہم بستری فرماتے اور کبھی کبھار طلوعِ فجر تک غسل موخر فرماتے، پھر غسل کرکے نماز کے لیے نکلتے اور روزہ رکھتے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا لقب صاحب الحجہ (دلیل والے) ہے، وہ روزے کی حالت میں ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے کلی فرماتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ روزہ کی حالت میں کپڑا ترکر کے سخت گرمی میں ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے اپنے بدن پر ڈال لیتے تھے۔

ایک صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے:

رأيت رسول اللہ ﷺ يصُبُّ الماءَ على رأسه من الحرِّ وهو صائمٌ"[1].

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روزے کی حالت میں گرمی سے بچنے کے لیے سر پر پانی ڈالتے ہوئے دیکھا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ روزے کی حالت میں گرمی سے بچنے کے لیے کسی حوض میں داخل ہوجاتے تھے۔[2]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ روزے کی حالت میں ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے پانی سے کپڑا بھگو کر اپنی پیشانی، چہرے، ہونٹوں پر اور

---

(۱) أخرجه مسلم (٢٦٤٦)، وأحمد (١٧٨٧٠)، عن رَجُلٍ من أصحاب النبي ﷺ.
(۲) أي: درآمدن.۱۲ [من المصنف]

چادر کے اندر سینے پر پھیرتے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا لقب صاحب السلطان ہے، وہ رمضان کے دن میں مسواک کرتے تھے۔

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

رأيتُ رسول الله ﷺ ما لا أحصي وما لا أعدُّ يتسوَّك وهو صائمٌ"(۱).

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روزے کی حالت میں بے شمار اور لاتعداد بار مسواک کرتے ہوئے دیکھا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

كان رسول الله ﷺ يتسوَّك أولَ النَّهار وآخرَه

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دن کے شروع اور اخیر میں مسواک فرماتے تھے۔

امام ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

تر و تازہ مسواک کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ کسی نے کہا: تازہ مسواک میں ذائقہ ہوتا ہے۔ تو انھوں نے فرمایا: پانی میں بھی ذائقہ ہوتا ہے اور تم اس سے کلی کرتے ہو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: عورتوں کے لیے اس میں کوئی حرج نہیں کہ ہانڈی یا کچھ چکھے پھر اسے تھوک دے۔

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: روزہ دار کے لیے حمام میں داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: روزہ دار کے لیے کوئی حرج

---

(۱) أخرجه الترمذي (۷۲۹)، وأحمد (۱۵۹۱۸)، والدارقطني (۲۳۹۶) عن عامر بن ربيعة -رضي الله عنه-.

نہیں کہ سر میں تیل لگائے اور صبح تیل لگا کر کنگھی کرے۔[1]

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا لقب صاحب الدرجۃ الرفیعہ (بلند مقام والے) ہے، انھیں قے ہوئی تو روزہ توڑ دیا۔[2]

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قے کر کے روزہ توڑ دیا تھا؟ فرمایا:

نعم، وأنا الذي صببت له الوَضوءَ[3]۔ ہاں، اور میں نے ہی وضو کے لیے پانی ڈالا تھا۔[4]

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غیر رمضان میں ایک ایسے دن ہمارے پاس تشریف لائے جس دن وہ روزہ رکھا کرتے تھے۔ آپ نے پانی طلب کر کے نوش فرمایا۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو وہ دن ہے جس دن آپ روزہ رکھا کرتے تھے۔ فرمایا: ہاں، لیکن مجھے قے ہو گئی[5]، ہاں رمضان میں ہو تو رکا رہے۔ (کچھ کھائے پیے نہیں)

---

(١) أخرجه البخاري، باب اغتسال الصائم، (١/٣٦٠).

(٢) أخرجه أبو داود (٢٣٨٣)، والترمذي (٨٧)، وأحمد (٢٢١١٤)، والدارمي (١٧٨٢)، والدارقطني (٥٩٩) عن أبي الدَّرداءِ -رضي الله عنه-.

(٣) أخرجه أبو داود (٢٣٨٣)، والترمذي (٨٧)، وأحمد (٢٨١٤٩) عن أبي الدَّرداءِ -رضي الله عنه-.

(٤) قصداً بھر مونھ قے کی اور روزہ دار ہونا یاد ہے تو مطلقاً روزہ جاتا رہا اور اس سے کم کی تو نہیں اور بلا اختیار قے ہو گئی تو بھر مونھ ہے یا نہیں اور بہر تقدیر وہ لوٹ کر حلق میں چلی گئی یا اُس نے خود لوٹائی یا نہ لوٹی، نہ لوٹائی تو اگر بھر مونھ نہ ہو تو روزہ نہ گیا، اگرچہ لوٹ گئی یا اُس نے خود لوٹائی اور بھر مونھ ہے اور اُس نے لوٹائی، اگرچہ اس میں سے صرف چنے برابر حلق سے اُتری تو روزہ جاتا رہا ورنہ نہیں۔ (در مختار وغیرہ)
قے کے یہ احکام اُس وقت ہیں کہ قے میں کھانا آئے یا صفرا یا خون اور بلغم آیا تو مطلقاً روزہ نہ ٹوٹا۔
(بہار شریعت، حصہ پنجم)

(٥) أخرجه ابن ماجه (١٧٤٥) عن فَضَالَةَ بن عبيدٍ -رضي الله عنه-.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب انسان کو قے ہوجائے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا، قے تو بدن سے خارج ہوتی ہے بدن میں داخل نہیں ہوتی۔ اور انھیں سے یہ بھی مروی ہے کہ اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ پھر اگر رمضان میں قے ہو تو رکا رہے اور غیر رمضان میں اسے اختیار ہے۔ امام بخاری نے فرمایا: پہلا قول اصح ہے۔ حضرت عکرمہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: روزہ داخل ہونے والی چیزوں سے ٹوٹتا ہے خارج ہونے والی چیزوں سے نہیں۔"[1].

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولیٰ پر جن کا لقب صاحب التاج (تاج والے) ہے، انھوں نے فرمایا:

لا تواصلوا، ومن واصل فقد عصاني، فأيُّكم أراد أن يواصل فليواصل إلى السحر»[2].

صوم وصال نہ رکھو، اور جس نے صوم وصال رکھا اس نے میری نافرمانی کی، تو تم میں سے جو صوم وصال رکھنا چاہے وہ صبح صادق تک رکھے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: صبح صادق تک صوم وصال جائز ہے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جو صوم وصال رکھنا چاہے وہ صبح صادق تک رکھے۔ بغیر کچھ کھائے پیے دو یا تین دن تک صوم وصال رکھنا حرام ہے کہ یہ حضرت ابوذر کی حدیث کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے، حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: میرے پاس جبرئیل علیہ السلام نے آکر کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کا صوم وصال قبول کرلیا ہے، اور آپ کے علاوہ دوسروں کے لیے یہ جائز نہیں۔

---

(۱) أخرجه البخاري، باب الحجامة والقيء للصائم، (۳٦۲/۱).

(۲) أخرجه البخاري (۲۰۰۰)، وأبو داود (۲۳٦۳)، وأحمد (۱۱۲۱۲) عن أبي سعيدٍ الخُدْرِيِّ -رضي الله عنه-.

اکثر فقہا نے فرمایا کہ صوم وصال جائز نہیں، یہی امام اعظم ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ کا قول ہے، اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس سلسلے میں دو قول ہیں: (۱)- مکروہ تنزیہی ہے، (۲)- حرام ہے اور یہی مفتی بہ ہے۔

فتاویٰ میں ہے: امیر المومنین حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھ دن کا روزہ رکھتے تھے اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سات دن کا روزہ رکھتے تھے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ نہی اس کے لیے تنزیہی ہے جو بغیر کسی حرج کے اس کی طاقت رکھتا ہو۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا لقب صاحب المغفرۃ ہے، انھوں نے فرمایا:

فِي السَّفر من أطاق صيام رمضانَ صامَه، ومن لا فلا حرج

سفر میں جو رمضان کے روزے کی طاقت رکھتا ہو وہ رکھ لے اور جو نہ رکھتا ہو اس کے لیے حرج نہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

كنَّا مع رسول الله ﷺ في سفرٍ في رمضانَ، فمِنَّا صائمٌ، ومِنَّا مُفطِرٌ، فلا يَعيبُ الصائمُ على المُفطرِ ولا المُفطر على الصائم"[1].

ہم رمضان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے، تو ہم میں سے کچھ لوگ روزہ تھے اور کچھ لوگ بے روزہ۔ تو نہ روزہ دار بے روزہ پر عیب لگاتے اور نہ بے روزہ روزہ دار پر۔

---

(١) أخرجه مسلم (٢٦٧٤)، والترمذي (٧١٧) وقال: "هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ"، والنسائي (٢٣٢١)، وأحمد (١١٦٤٧) عن أبي سعيدٍ الخُدْرِيِّ -رضي الله عنه-.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں ہے:

سافرنا مع رسول الله ﷺ في رمضانَ، فمِنَّا الصائمُ ومنَّا المُفطرُ، فلا يجدُ الصَّائم على المفطر ولا المُفطر على الصَّائم"[۱].

ہم نے رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا۔ تو ہم میں سے کچھ لوگ روزہ سے تھے اور کچھ لوگ بے روزہ۔ تو نہ روزہ رکھنے والے نے بے روزہ پر نکیر کی اور نہ روزہ چھوڑنے والے نے روزہ رکھنے والے پر۔

حضرت سلمہ بن محبق کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَن كانتْ له حمولةٌ تأْوِي إلى شِبَعٍ، فليصُم رمضانَ حيثُ أدْرَكَ[۲].

جس کے پاس آسودہ سواری ہو اسے چاہیئے کہ رمضان کے روزے رکھے جہاں بھی رہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک اور امام شافعی وغیرہ ائمہ نے فرمایا: (حالت سفر میں) طاقت رکھنے والے کے لیے روزہ رکھنا افضل ہے۔ اور امام احمد بن حنبل، امام اسحاق اور امام اوزاعی نے فرمایا: روزہ نہ رکھنا افضل ہے کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ داروں پر نکیر کرتے ہوئے تین بار فرمایا: وہ گنہ گار ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حالت سفر میں روزہ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا:

صام رسول الله ﷺ وأفطر، فمَن شاء صام ومن شاء أفطر"[۳].

---

(۱) أخرجه مسلم (۲٦٧٧) عن أنس بن مالك -رضي الله عنه-.

(۲) أخرجه أبو داود (۲٤١۲)، وأحمد (١٦١٥٧) عن سلمة بن المُحَبَّقِ -رضي الله عنه-.

(۳) أخرجه البخاري (١٩٨٣)، ومسلم (۲٦٦٤)، وأبو داود (۲٤٠٦)، والنسائي (۲۳٠۲) عن ابن عباس -رضي الله عنهما-.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں کبھی روزہ رکھا اور کبھی روزہ چھوڑا، لہٰذا جو چاہے روزہ رہے اور جو چاہے چھوڑ دے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص سے فرمایا جس نے ان سے سفر میں روزے کے متعلق سوال کیا تھا:

إنَّه رخصةٌ من الله تعالى على عباده، والفطر أفضلُ.

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کے لیے رخصت ہے تو روزہ نہ رکھنا افضل ہے۔

انھی کی ایک روایت میں ہے:

قدم عمرو بن أمية الضمري على رسول الله من سفرِه، فلمَّا أراد القيام، قال: «ألا تنتظر الغداء، أبا أمية»؟ قال: "إنِّي صائمٌ"، فقال له: «تعال، أُدْنُ منِّي حتَّى أخبِرَك عن المُسافر» -وفي روايةٍ: «إذًا أخبرك عن المسافر»-: «إنَّ الله تعالى وضع عنه الصيام، وشطر -أو نصف- الصَّلاةِ، وأرخص له في الإفطار، فاقبلوا رخصةَ الله، وإن صُمت فلا حرج عليك»[1].

حضرت عمرو بن امیہ ضمری سفر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پھر جب اٹھنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو امیہ! کیا تو کھانا آنے کا انتظار نہیں کرے گا؟ انھوں نے کہا: میں تو روزے سے ہوں۔ آپ نے فرمایا: میرے قریب آؤ تاکہ میں تمھیں مسافر کے بارے میں بتاؤں۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ تب میں تمہیں مسافر کے بارے میں بتاؤں۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے مسافر سے روزہ اور نصف نماز معاف کر دی ہے، اور اسے روزہ چھوڑنے کی رخصت دی ہے، لہٰذا اللہ کی رخصت کو قبول کرو، اور اگر روزہ رکھتے ہو تب بھی کوئی حرج نہیں۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولیٰ پر جن کا لقب

(١) أخرجه النسائي (٢٢٧٩) عن عمرو بن أمية الضمري -رضي الله عنه-.

صاحب اللواء (جھنڈے والے) ہے، انھوں نے فرمایا:

«إذا كان آخر ليلة من رمضان بكتِ السَّماء والأرضُ مصيبة لأمَّتي»، قيل: "وأي مصيبةٍ يا رسول الله؟" قال: «الصدقة مقبولةٌ والدعاء مستجابٌ والذنب مغفورٌ والصلاة مقبولةٌ والحسنة مضاعفةٌ، ولأن الله -عز وجل- يغفر للصائمين آخر ليلة من رمضان»، قيل: "يا رسول الله ﷺ، ليلة القدر؟" قال: «ولكن العاملَ إنَّما يُوَفَّى أجره إذا قضى عمله»[1].

جب رمضان کی آخری شب آتی ہے تو زمین وآسمان اس امت کی مصیبت پر روتے ہیں۔ کسی نے پوچھا: حضور! کس مصیبت پر؟ فرمایا: رمضان صدقہ قبول ہوتا ہے، دعا مستجاب ہوتا ہے، گناہ بخش دیے جاتے ہیں، نماز مقبول ہوتی ہے اور نیکیاں کئی گنا بڑھادی جاتی ہے۔ اور اللہ تعالی رمضان کی آخری رات میں گنہ گاروں کو بخش دیتا ہے (اور اب یہ وقت جاتا رہا)، کسی نے پوچھا: یارسول اللہ! شب قدر میں؟ فرمایا: نہیں، لیکن مزدور کو اس کی پوری مزدوری دی جاتی ہے جب وہ اپنا کام پورا کرلیتا ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا لقب صاحب المعراج ہے، انھوں نے فرمایا:

«من فرح بدخول رمضان واغتم بخروج، فله الجنةُ، وخرج من ذنوبه كيوم ولدته أمُّه».

جو شخص رمضانؔ کی آمد پر خوش ہوتا ہے اور اس کے رخصت ہونے پر غم زدہ ہوتا ہے اس کے لیے جنت ہے، اور وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہوجاتا ہے جس طرح اس دن تھا جس دن اسے اس کی ماں نے جنا تھا۔

---

(۱) أخرج أحمد الجزء الأخير منه (۸۰۳۲) عن أبي هريرة -رضي الله عنه-.

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا لقب صاحب البراق ہے، انھوں نے فرمایا:

«من انخلع من ذنوبه في رمضان وتاب، فتح الله عليه أبوابَ الطَّاعاتِ وكره إليه الفُسوقَ والعصيانَ وغفر ذنوبَه، وقال للملائكة: "انظروا إلى عبدي هذا، عرف حقي وحرمة شهري، وندم وبكى على خطيئةٍ، أُشهِدكم إنِّي قد غفرتُ ذنوبَه ولا أُعذِّبُه"».

جو رمضان المبارک میں توبہ کرکے گناہوں سے نکل جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر طاعات و عبادات کے دروازے کھول دیتا ہے، اس کے نزدیک فسق اور نافرمانی کو ناپسند کر دیتا ہے، اس کے گناہ بخش دیتا ہے اور فرشتوں سے فرماتا ہے: میرے اس بندے کو دیکھو اس نے میرے حق اور میرے مہینے کے ادب و احترام کو سمجھا، اپنی خطا پر اشک ندامت بہائے، میں تمھیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس کے گناہ بخش دیے اور اب اسے عذاب نہیں دوں گا۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا لقب صاحب القضیب (تلوار والے) ہے، انھوں نے فرمایا:

«إن هذا الشَّهرَ قد خصَّنا اللهُ به، فاغتنِموا أوقاته بالعبادة والتوبة عمَّا سلف منكم، فإن الله يُحبُّ التَّوَّابين، ويُحِبُّ المُتطهِّرين».

اللہ تعالیٰ نے خاص ہمیں یہ مہینہ عطا فرمایا ہے تو عبادت اور سابقہ گناہوں سے توبہ کے ذریعے اس کے اوقات کو غنیمت سمجھو؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاکی حاصل کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا لقب صاحب العلامہ ہے، انھوں نے فرمایا:

إن الله -عز وجل- يُنادي إذا كان آخرُ ليلةٍ من رمضانَ:

عبادي إمائي، أبشروا، يُوشك أن يرفع عنكم الصَّوم، فتهلوا إلى مغفرتِي ورحمتِي، ألا إنِّي جعلتُ أولَه رحمةً وأوسطه مغفرة وآخره عتقا من النِّيران.

جب رمضان کی آخری رات آتی ہے تو اللہ تعالیٰ ندا فرماتا ہے: اے میرے بندو! اے میری بندیو! تمہیں مژدہ ہو، قریب ہے کہ تم سے روزہ اٹھالیا جائے تو میری بخشش اور رحمت کی طرف سبقت کرو، سنو! میں نے اس کے پہلے عشرے کو رحمت، درمیانی عشرے کو مغفرت اور آخری عشرے کو جہنم سے آزادی کا ذریعہ بنادیا ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولیٰ پر جن کا لقب صاحب البرھان ہے، ان کا ارشاد ہے:

«إذا كانت ليلةُ الفطر سميت تلك الليلةُ ليلةَ الجائزة. فإذا كانت الفطر بعث الله الملائكةَ على الأرض، فيقومون على أفواه السكك، ويُنادون بصوتٍ سمِعه جميعُ ما خلق اللهُ تعالى إلَّا الثَّقلين: "يا أمة محمد، هلمُّوا إلى رب كريم، يُعطي الجزيلَ، ويقبل اليسير، ويغفر الذنب العظيم"، أنزل اللهُ عليهم الرحمةَ، فإذا فرغوا من صلاتِهم، وأخذوا ثوابهم، قال: "اشهدوا، يا ملائكة، أنِّي قد جعلتُ ثوابَهم من صيامهم وقيامهم رضائِي ومغفرتِي". ثم يقول: "عبادي، سلونِي، فوعزتِي وجلالِي، لا تسألُنِّي اليومَ شيئًا لدِينِكم ودُنياكم إلَّا أعطيتُكم إياه"»[1].

جب عید الفطر کی رات آتی ہے تو اسے انعام والی رات کہا جاتا ہے، جب عید الفطر کا دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو زمین پر بھیجتا ہے تو وہ گلی کوچوں کے سروں پر کھڑے ہو کر

(۱) أخرجه البيهقي في "شعب الإيمان" (۳٤۲۱) عن ابن عباس -رضي الله عنهما-.

یہ ندا دیتے ہیں جسے جن وانس کے سوا تمام مخلوق سنتی ہے: اے امت محمدی! اُس ربِّ کریم کی بارگاہ کی طرف چلو جو بہت زیادہ عطا کرنے والا، تھوڑا (عمل بھی) قبول فرمانے والا اور بڑے سے بڑا گناہ معاف فرمانے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل فرماتا ہے، پھر جب وہ نماز سے فارغ ہوجاتے ہیں اور اپنے ثواب حاصل کرلیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے فرشتو! گواہ ہوجاؤ میں نے ان کے روزے اور عبادت کا ثواب اپنی خوشنودی اور بخشش کی صورت میں عطا کیا ہے۔ پھر فرماتا ہے: اے میرے بندو! مانگو، میری عزت وجلال کی قسم! آج تم اپنے دین ودنیا سے متعلق جو کچھ مانگوگے میں ضرور عطا کروں گا۔

ایک روایت میں یہ اضافہ بھی ہے:

اشهدوا، يا ملائكتي، أنَّهم صاموا شهرَهم، وخرجوا إلى عيدهم، يطلبون أجرَهم، أنِّي قد غفرتُ لهم". ويُنادي منادٍ: "يا أمة محمَّدٍ، ارجعوا قد بدلت سيئاتكم حسناتٍ.

میرے فرشتو! گواہ ہوجاؤ انھوں نے اس مہینے میں روزے رکھے، اور ثواب کی طلب میں عید گاہ کی طرف نکلے، میں نے انھیں بخش دیا۔ اور ایک ندا دینے والا ندا دیتا ہے: اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! (گھروں کو) واپس جاؤ، میں نے تمھارے گناہ نیکیوں سے بدل دیے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إذا كان يوم العيد وقفت الملائكة على أفواه الطرق، فنادوا: "اغدوا، يا معشر المسلمين، إلى رب كريم يمنُّ بالخير، ثم يثيب عليه الجزيلَ، قد أمِرتُم بقيام الليلة، فقُمتُم، وأمِرتُم بالصِّيام بالنَّهار، فصُمتم، وأطعتُم ربَّكم تعالى، فاقتضوا أجورَكم". فإذا صلَّوا نادى منادٍ: "ألا إن ربَّكم قد غفر لكم، فارجعوا راشدِين إلى رحالكم، فهو يوم الجوائز"، ويسمى ذلك

اليومُ في السماءِ يوم الجائزة»[1].

جب عید کا دن آتا ہے تو فرشتے گلی کوچوں کے سروں پر کھڑے ہوکر یہ آواز دیتے ہیں: اے مسلمانوں کی جماعت! چلو رب کریم کی طرف جو نیکی (کی توفیق دے کر) احسان کرتا ہے پھر اس پر خوب ثواب دیتا ہے تم کو رات میں عبادت کا حکم دیا گیا تو تم نے عبادت کی اور دن میں روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا تو تم نے روزے رکھے اور اپنے پروردگار کا حکم مانا تو تم اِنعام حاصل کرو۔ پھر جب نماز سے فارغ ہوجاتے ہیں تو ایک پکارنے والا پکارتا ہے: سنو! بیشک تمھارے رب نے تم کو بخش دیا تو تم اپنے گھروں کی طرف کامیاب ہوکر لوٹو۔ یہ انعام کا دن ہے اور اس دن کا نام آسمان میں یوم الجائزہ (انعام کا دن) رکھا گیا ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا لقب صاحب البینات (روشن دلائل والے) ہے، انھوں نے فرمایا:

إن لله ألف ألف عتيق من النار من أول ليلة من رمضان، فإذا كان ليلة عيد، أعتق بعددِ ذلك كلِّه، فإذا خرجوا إلى المصلى باهى بهم ملائكته، يقول: يا ملائكتي، عبيدي وإمائي قضَوا فريضتِي عليهم، ثُمَّ خرَجوا، يَعِجُّون بالتكبير والدُّعاء، فوَعزَّتي وجلالي وكرمي وعلوّي وارتفاع مكاني، لأُجيبنَّهم. يا ملائكتي، ما جزاء أجير في عملِه؟ قالوا: يا ربَّنا، جزاؤه أن يُوفى أجره، فيقول: ارجعوا، فقد غفرتُ لكم، وبدَّلتُ سيّئاتِكم حسناتٍ، فيقول الملائكة: إنَّ فيهم فلانًا وفلانًا خطّاء، فيقول: إنِّي وهبتُ مُسِيْئَهم لِمُحسنِهم، فينقلبون من مُصلَّاهم، فيرجِعون مغفورًا لهم.

(۱) أخرجه الطبراني في "الكبير" (٦١٧) عن سعيد بن أوسٍ الأنصاريّ، عَنْ أَبيهِ -رضي الله عنه-.

رمضان کی پہلی رات اللہ تعالیٰ دس لاکھ لوگوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے، پھر جب عید کی رات آتی ہے تو ان سب کی تعداد کے برابر آزاد فرماتا ہے، پھر جب لوگ عید گاہ کی طرف نکلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر فرشتوں میں فخر و مباہات کرتے ہوئے فرماتا ہے: اے فرشتو! میرے بندے اور بندیاں اپنی ذمہ داری پوری کر کے بلند آواز سے تکبیر اور دعا کرتے ہوئے (عید گاہ کی طرف) نکلے ہیں۔ تو میری عزت و جلال، فضل و کرم، عظمت و بزرگی اور بلند مقام کی قسم! میں ضرور ان کی دعا قبول کروں گا۔ اے فرشتو! کام کرنے والے مزدور کی مزدوری کیا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں: پروردگار! ان کا صلہ یہ ہے کہ انھیں پوری مزدوری دی جائے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (اپنے گھروں کو) واپس ہو جاؤ، میں نے تمھیں بخش دیا، اور تمھارے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا۔ تو فرشتے کہتے ہیں: ان میں فلاں اور فلاں خطا کار ہیں۔ پروردگار فرماتا ہے: میں نے ان میں سے اچھوں کے صدقے بروں کو بھی بخش دیا، پھر وہ عید گاہ سے بخشے ہوئے واپس آتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے:

لا تسألون اليَوم شيئًا من أمرِ دُنياكم وآخرتِكم إلَّا أعطيتُكم إياه، ولأقيلَنَّ عَثَرَاتِكَم، ولأغفرنَّ ذُنوبَكم، ولأجزينَّكم جزاءً حسنًا.

آج تم مجھ سے اپنی دنیا اور آخرت کے متعلق جو بھی سوال کرو گے میں ضرور عطا کروں گا، تمھاری لغزشیں درگزر کر دوں گا، تمھارے گناہ بخش دوں گا، اور تمھیں جزاے خیر عطا کروں گا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم برسرِ منبر فرماتے تھے:

إنَّ المؤمن إذا خرج إلى المصلى يوم العيد كان على رأسه تاج الهداية، وعلى كتفِه رداء الكرامة، وعلى عينَيه نظر العبرة، وعلى أذنَيه استماع الحكمة، وعلى لسانِه التَّكبير والشَّهادة، وعلى وسطِه منطق الخدمة، وعلى رجلَيه خُفَّا القبول والعزة،

وعلى قلبِه شعاع المعرفة، ومعبودُه العزة، فمنه الدعوةُ، ومنه الإجابة، فابتهِلوا عبادَ اللهِ إلى رب كريم بالدُّعاء والصَّلاة وصدقةِ الفطر، فإنَّه يوم ضيافتِه، حاشاه أن يَحْرُمَ ضَيفَه.

مومن جب عید کے دن عید گاہ کی جانب نکلتا ہے، تو اس کے سر پر ہدایت کا تاج، اس کے شانے پر بزرگی کی چادر، اس کی آنکھوں میں عبرت کی نگاہ، اس کے کانوں میں حکمت کی آواز، اس کی زبان پر تکبیر و شہادت، اس کی کمر پر خدمت گذاری کا پٹکا، اس کے پیروں میں عزت و قبولیت کے موزے اور اس کے دل پر معرفت کی کرن ہوتی ہے۔ اس کا معبود اللہ رب العزت ہے تو بندے کی طرف سے دعا اور رب کی طرف سے قبولیت ہوتی ہے۔ تو اے بندگانِ خدا! اپنے ربّ کریم کی بارگاہ میں نماز، صدقۂ فطر اور دعا کے ذریعے عاجزی کا اظہار کرو؛ کیوں کہ یہ اللہ کی طرف سے ضیافت کا دن ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے مہمانوں کو محروم نہیں کر سکتا۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولیٰ پر جن کا لقب فصیح اللسان ہے، وہ طاق عدد میں کھجوریں کھا کر ہی عید گاہ نکلتے تھے۔[1]

اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین سے سات کھجوریں کھاتے اور فرماتے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا کرتے تھے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولیٰ پر جن کا لقب مطہر الجنان (دل کو پاک کرنے والے) ہے، وہ ایک راستے سے عید گاہ جاتے اور دوسرے راستے سے واپس آتے۔[2] زمین کے خطے ان کی حقانیت کی گواہی دیتے اور ان سے برکت حاصل کرتے۔

---

(۱) أخرجه الترمذي (٥٤٦) وقال: "هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ" عن أنس بن مالك -رضي الله عنه-.

(۲) أخرجه الترمذي (٥٤٤) وقال: "وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ"، وابن ماجه (١٣٦٠)، والدارمي (١٦٦٧) عن أبي هريرة -رضي الله عنه-.

صدقۂ فطر

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا لقب صحیح الاعلام (صحیح خبر دینے والے) ہے، انھوں نے فرمایا:

من أدَّى صدقةَ الفطر طيبةً بِها نفسُه، غفر اللهُ له ذنبَه، وقبِل صيامَه، وجعل زوَّارَ قبرِه ملائكةَ الرَّحمةِ. ولم يؤد صدقةَ الفطرِ، وهو قادرٌ، بقِي صومُه مُعلَّقًا بين السَّماء والأرضِ إلى أن تُؤدَّى عنه

جو شخص خوش دلی سے صدقۂ فطر ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دیتا ہے، اس کا روزہ قبول فرمالیتا ہے، اور رحمت کے فرشتوں کو اس کی قبر کا زائر بنا دیتا ہے، اور جو شخص قدرت کے باوجود صدقۂ فطر ادا نہیں کرتا اس کا روزہ صدقۂ فطر ادا کرنے تک زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتا ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا لقب سید الکونین ہے، انھوں نے فرمایا:

شهر رمضان معلقٌ بين السَّماءِ والأرض، ولا يُرفع إلى اللهِ إلَّا بزكاةِ الفطرِ»[1].

ماہ رمضان زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتا ہے اور صدقۂ فطر کے بغیر اللہ تک نہیں پہنچتا۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا لقب عین

---

(۱) ذكره المتقي الهندي (۲۳٦۸۷) وعزاه إلى ابن شاهين في "ترغيبه" والضِّياء عن جرير.

النعیم (نعمت کا سرچشمہ) ہے، انھوں نے فرمایا:

زكاة الفطر طهرةٌ للصَّائم من اللَّغو والرَّفَثِ، وطعمةٌ للمَساكِينِ، مَن أدَّاها قُبِلت صيامُه وصلاتُه[1]، ومن أبى علِّق صيامُه بين السَّماء والأرضِ حتَّى تُؤدَّى عنه».

صدقۂ فطر روزہ دار کے لیے لغو اور بیہودہ اقوال وافعال سے پاکیزگی ہے اور مسکینوں کے لیے کھانے کا ذریعہ ہے۔ جس نے اسے ادا کر دیا اس کا روزہ اور نماز مقبول ہے، اور جس نے اسے ادا نہ کیا اس کا روزہ صدقۂ فطر ادا کرنے تک زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتا ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا لقب عین العز (عزت و سرخ روئی کا سرچشمہ) ہے، انھوں نے فرمایا:

صدقة الفطر على كل مسلم، وهي زكاةٌ مقبولةٌ، ومن أدَّاها قبل الصلاةِ وقبل صيامه وقيامه، ومَن أدَّاها بعد الصَّلاة فهي صدقةٌ من الصَّدقاتِ[2]، وهي على الحاضر والبادئ.

صدقۂ فطر ہر مسلمان پر واجب ہے، وہ (اللہ کی بارگاہ) میں مقبول زکات ہے۔ جو اسے نماز عید سے پہلے ادا کرتا ہے اس کا روزہ اور عبادت قبول ہوتی ہے اور جو نماز کے بعد ادا کرتا ہے اس کے لیے وہ صرف ایک طرح کا صدقہ ہے۔ اور صدقۂ فطر شہری اور دیہاتی دونوں پر ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا لقب سعد اللہ ہے،

---

(۱) أخرجه أبو داود (١٦١١)، وابن ماجه (١٨٩٩) عن ابن عباس -رضي الله عنهما-.

(۲) أخرج مثله الحاكم في "المستدرك" (١٤٨٨) وقال: "هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ" عن ابن عباس -رضي الله عنهما-.

انھوں نے فرمایا:

زكاة الفطر فرض على كل مسلم، أَلَا فأدُّوها عن الصَّغير والكبير، والذَّكر والأنثى، والحرِّ والعبدِ يهوديًّا أو نصرانيًّا أو مُشركًا، والغنيِّ والفقير، صاعًا من شعيرٍ أو صاعًا من زبيبٍ أو صاعًا من تمرٍ أو صاعًا من أَقِطٍ[1]، ومدَّين من دقيقٍ أو قمحٍ».

صدقۂ فطر ہر مسلمان پر فرض ہے۔ سنو! تو ہر چھوٹے بڑے، مرد، عورت، آزاد، غلام چاہے یہودی ہو یا نصرانی ہو یا مشرک ہو، مال دار اور غریب کی طرف سے ایک صاع جو یا نصف صاع کشمش یا ایک صاع پنیر اور دو مد (نصف صاع) گیہوں یا آٹا ادا کرو۔

اور ایک روایت میں ہے:

نصفُ صاعٍ من بُرٍّ"[2].

نصف صاع گیہوں (ادا کرو)۔

ایک روایت میں ہے:

أو صاعًا من برٍّ، أمَّا غنيُّكم فيزكِّيه اللّٰهُ، وأما فقيرُكم فيردّ الله عليه أكثر مما أعطاه"[3].

یا ایک صاع گیہوں (ادا کرو)۔ تم میں سے مال دار (کے مال) کو اللہ تعالیٰ پاک کر دے گا اور غریب کو اس سے زیادہ لوٹا دے گا جو اس نے دیا۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولیٰ پر جن کا لقب سعد

---

(۱) أخرج البيهقي مثله في "السنن الكبرى" (۷۷۳۱) عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه-.

(۲) أخرجه ابن أبي شيبة في "المصنف" (۱۰۳۳٤)، والدارقطني (۲۱۲۸) عن ابن عباس -رضي الله عنهما-.

(۳) أخرجه أبو داود (۱٦۲۱)، وأحمد (۲٤۱٥٤)، والدارقطني (۲۱۳۲) عن أبي صُعَيْرٍ -رضي الله عنه-.

الخلق ہے، انھوں نے فرمایا :

من أدَّى زكاة صومِه طيبةً بها نفسه بعث اللّٰهُ تعالى له في قَبْرِه مَلَكًا يحفظه عن ما يؤذيه كما صان صومه بإخراجه

جو اپنا صدقۂ فطر خوش دلی سے ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی قبر میں ایک فرشتہ بھیج دیتا ہے جو تکلیف دہ چیزوں سے اس کی حفاظت کرتا ہے جس طرح اس نے صدقۂ فطر نکال کر اپنے روزے کی حفاظت کا سامان کرلیا۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولیٰ پر جن کا لقب خطیب الامم ہے، انھوں نے فرمایا:

أخرجوا هذه الصدقةَ طهرةً لصومِكم ومرضاةً لربِّكم طيبةً بها أنفسُكم من أطيبِ أموالِكم، وأغنوا بها فقراءَكم عن المسألة في هذا اليوم

روزے کی حفاظت اور پروردگار کی رضا کے لیے اپنے پاکیزہ اموال سے خوش دلی کے ساتھ صدقۂ فطر نکالو اور اس دن غریبوں کو سوال سے بے نیاز کردو۔

ایک روایت میں ہے:

أغنوهم عن المسألة في مثل هذا اليوم؛ كيلا يتشاغل الفقير بمسألةٍ عن الصَّلاة.

اس جیسے دن انھیں سوال سے بے نیاز کردو؛ تاکہ غریب سوال کی وجہ سے نماز سے غافل نہ ہوجائے۔

صدقۂ فطر سے متعلق مسائل

امام اعظم ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ نے فرمایا: صدقۂ فطر حقوق العباد میں سے ہے یعنی فقرا کے لیے ہے لہذا وہ نابالغ بچے اور مجنوں کے مال میں بھی واجب ہوگا۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: صدقۂ فطر حقوق اللہ میں سے ہے لہذا وہ بچے اور مجنوں کے مال میں واجب نہیں ہوگا۔(۱)

صدقۂ فطر واجب عملی ہے، اعتقادی نہیں اور وہ آزاد مسلمان پر واجب ہے جب کہ وہ نصاب یا اس کی مقدار کے ایسے سامان کا مالک ہو جو حاجت اصلیہ یعنی مکان، کپڑے، گھوڑے، اسلحے اور خدمت کے غلاموں سے زائد ہو اور علمی کتب کا بھی یہی حکم ہے جب کہ وہ اہل علم ہو اور اس کے ذمہ دین بھی نہ ہو۔(۲)

جوہرہ میں ہے: کتب فقہ کی ہر تصنیف کا صرف ایک نسخہ اور کتب حدیث کے دو نسخے حاجت اصلیہ میں داخل ہیں۔ اور اگر کسی کے پاس رہائش کے لیے ایک گھر ہو اور اس کی رہائش سے اتنا حصہ بچ جائے جو نصاب کے برابر ہو تو اس پر صدقۂ فطر واجب ہے یہی حکم کپڑے اور گھر کے سامان کا ہے۔(۳) انتھی

آدمی اپنی طرف سے، اپنی نابالغ اولاد، خدمت کے غلام، مدبر، ام ولد، امانت یا گروی رکھے ہوئے غلام کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرے گا بشرطیکہ مالک کے پاس حاجت

---

(۱) ینظر: "الجوهرة النيرة"، ۱/۱۳۲. اس میں فتوی امام اعظم ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمهما الله کے قول پر ہے۔

(۲) ینظر: "الجوهرة النيرة"، ۱/۱۳۲-۱۳۳، ملتقطًا.

(۳) ینظر: "الجوهرة النيرة"، ۱/۱۳۳.

اصلیہ کے سوا اتنا ہو کہ دین ادا کردے اور پھر نصاب کا مالک رہے۔

اجرت یا عاریت پر دیے ہوئے غلام اسی طرح عبد مدیون (اگر چہ دین میں مستغرق ہو) کی طرف سے بھی ان کا مالک صدقۂ فطر ادا کرے گا۔

جس غلام کی گردن پر عمداً یا خطاً کوئی جنایت ہو اس کا صدقۂ فطر بھی مالک کے ذمے ہے؛ کیوں کہ جنایت ملکیت کو زائل نہیں کرتی۔

درج ذیل لوگوں کا صدقۂ فطر مالک کے ذمہ نہیں:

بھاگا ہوا غلام، وہ غلام جسے غصب کر لیا گیا ہو اور غاصب انکار کرتا ہے اور اس کے پاس گواہ بھی نہیں، وہ غلام جسے حربیوں نے قید کر لیا ہو، مکاتب اور مکاتب بھی اپنی طرف سے صدقۂ فطر نہیں نکالے گا کہ وہ خود فقیر ہے، تجارت کے غلام کیوں کہ ان میں زکات ہے، دو یا چند لوگوں میں مشترک غلام؛ کیوں کہ ان میں سے ہر ایک کے حق میں ولایت اور ذمہ داری ناقص ہے۔ (۱)

مسلمان اپنے کافر غلام کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرے گا لیکن کافر اپنے مسلمان غلام کی طرف سے نہیں ادا کرے گا، اور بالاجماع اس باندی کی طرف سے بھی صدقۂ فطر نہیں جو دو لوگوں کے درمیان مشترک ہو اور اسے بچہ ہوا ہو جس کا دعویٰ دونوں کر رہے ہوں۔

اپنی عورت اور عاقل و بالغ اولاد کا فطرہ اس کے ذمہ نہیں اگر چہ اپاہج ہو، اگر چہ اس کے نفقات اس کے ذمے ہوں۔ ہاں اگر اپنی طرف سے ادا کر دیا تو ادا ہو گیا۔ (۲)

جوہرہ میں ہے: اگر بچہ حالت جنون میں بالغ ہوا تو اس کے والد پر اس کا صدقۂ فطر ہے، اور اگر پہلے صحیح تھا پھر جنون طاری ہوا تو نہیں، ظاہر الروایہ اور دادا پر پوتوں کا صدقہ واجب نہیں جب کہ ان کے والد فقیر یا وفات پا چکا ہو۔

آدمی پر اس کی ماں اور باپ کا صدقہ واجب نہیں اگر چہ اس کے عیال میں ہوں

(۱) ینظر: "الجوهرة النيرة"، ۱/۱۳۳.

(۲) ینظر: "الجوهرة النيرة"، ۱/۱۳۳.

کیوں کہ بالغ اولاد کی طرح اسے ان پر بھی ولایت حاصل نہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ اگر باپ فقیر اور مجنوں ہو تو بیٹے پر اس کا صدقۂ فطر واجب ہے کیوں کہ یہاں ولایت اور ذمہ داری پائی جا رہی ہے۔ اور بڑھاپے یا بیماری کی وجہ سے جس کا روزہ ساقط ہو جائے اس کا صدقۂ فطر ساقط نہیں ہو گا بلکہ لازم ہو گا۔

صدقۂ فطر نصف صاع گیہوں ہے، اس کا آٹا اور ستو بھی اسی حکم میں ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: آٹا گیہوں سے افضل ہے، اور گیہوں کی روٹی میں اختلاف ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اس میں قیمت کا اعتبار ہے، اور ہدایہ میں فرمایا کہ یہی صحیح ہے۔[1] اور بعض متاخرین نے فرمایا کہ خود روٹی بھی کافی ہے؛ کیوں کہ جب آٹا اور گیہوں دینا جائز ہے تو روٹی دینا بدرجۂ اولی جائز ہو گا؛ اس لیے کہ اس میں فقرا کا زیادہ فائدہ ہے۔ اور کشمش کا حکم گیہوں کی طرح ہے کہ اس کا صدقۂ فطر بھی نصف صاع کافی ہے؛ کہ معنوی اعتبار سے گیہوں اور کشمش قریب قریب ہیں؛ کیوں کہ ان میں سے ہر ایک کے تمام اجزا کھائے جاتے ہیں۔ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ نے فرمایا: کشمش کا صدقہ ایک صاع ہی ہے۔ اور یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت ہے۔[2]

یا صدقۂ فطر ایک صاع کھجور اور جو ہے؛ کیوں کہ اس میں بیج اور بھوسی پھینک دی جاتی ہے۔ مذکورہ بالا چیزوں کے علاوہ سے صدقۂ فطر دینے میں قیمت کا اعتبار ہو گا۔[3]

---

(۱) ما نصه: "والخبز تعتبر فيه القيمة، هو الصحيح". ("الهداية شرح بداية المبتدئ" ۵۲۷/۱).

(۲) اسی پر فتوی ہے۔

(۳) بہار شریعت میں ہے:
ان چار چیزوں کے علاوہ اگر کسی دوسری چیز سے فطرہ ادا کرنا چاہے، مثلاً چاول، جوار، باجرہ یا اور کوئی غلّہ یا اور کوئی چیز دینا چاہے تو قیمت کا لحاظ کرنا ہو گا یعنی وہ چیز آدھے صاع گیہوں یا ایک صاع جَو کی قیمت کی ہو، یہاں تک کہ روٹی دیں تو اس میں بھی قیمت کا لحاظ کیا جائے گا اگرچہ گیہوں یا جَو کی ہو۔ (در مختار، عالمگیری وغیرہما)

سوال: ان میں کیا افضل ہے، قیمت دینا یا نفس شی کا دینا؟

جواب: فتاوی میں مذکور ہے کہ قیمت کی ادائیگی افضل ہے اور اسی پر فتویٰ بھی ہے چاہے وہ درہم کی شکل میں ہو یا پیسوں کی شکل میں یا سامان کی شکل میں؛ کیوں کہ قیمت فقرا کی ضروریات کے لیے زیادہ مناسب ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ منصوص افضل ہے کہ اس میں کسی کا اختلاف نہیں؛ اس لیے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صدقہ میں آٹا، ستو اور درہم دینا جائز نہیں۔[۱]

ایک روایت یہ ہے کہ ضرورت کے دنوں میں منصوص کی ادائگی افضل ہے ورنہ اس کی قیمت کی ادائگی، اور اگر نصف صاع کھجور ادا کیا جس کی قیمت نصف صاع یا اس سے زائد گیہوں کی قیمت کو پہنچ جاتی ہے تو یہ جائز نہیں؛ کیوں کہ قیمت کا اعتبار کرنے میں اس اندازے کا ابطال ہے جو روٹی کے متعلق منصوص علیہ ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ اور امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک صاع آٹھ عراقی رطل کا ہوتا ہے اور اس کا وزن ہندوستانی رطل سے کم و بیش پانچ درہم زائد ہوتا ہے لہٰذا سوا چار رطل صدقۂ فطر نکالے تو وہ پورے نصف صاع ہوگا۔

عید کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صدقۂ فطر عید گاہ جانے سے پہلے نکال دیتے تھے، اور اس سے پہلے ادا کرنا بھی جائز ہے؛ کیوں کہ آپ نے تقرر سبب کے بعد ادا فرمایا۔ "فتاویٰ" میں ہے کہ صدقۂ فطر عید الفطر سے ایک دو دن پہلے ادا کرنا جائز ہے۔"[۲] خلف بن ایوب نے فرمایا: رمضان آنے پر ہی صدقۂ فطر کی ادائگی جائز ہے اس سے پہلے جائز نہیں۔ نوح بن ابی مریم نے فرمایا:

---

(۱) ينظر: "الفتاوى الظهيرية"، كتاب الزكاة، الفصل السابع في صدقة الفطر، (لوحة رقم: ٦٧).

(۲) ينظر: "الفتاوى الظهيرية"، كتاب الزكاة، الفصل السابع في صدقة الفطر، (لوحة رقم: ٦٨).

صدقۂ فطر رمضان کے نصف اخیر میں ادا کرنا جائز ہے، اس سے پہلے ادا کرنا جائز نہیں۔ اور صحیح یہ ہے کہ جب ماہ رمضان داخل ہو تو اس کی ادائگی جائز ہے، یہی محمد بن فضل کا مذہب مختار ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوگوں کے صدقاتِ فطر جمع کرنے پر مقرر فرماتے تھے، تو وہ بیس رمضان کے بعد جمع فرماتے تھے اور عید الفطر کی صبح مستحقین میں تقسیم فرما دیتے تھے۔ اور افضل و بہتر یہ ہے کہ ہر شخص اپنا صدقۂ فطر صرف ایک ہی فقیر کو دے اور اگر اسے کئی فقیروں میں تقسیم کر دیا تب بھی جائز ہے، اور ایک جماعت کا ایک ہی فقیر کو دینا بھی درست ہے۔

اگر صدقۂ فطر کو عید الفطر سے موخر کر دیا تو وہ ساقط نہیں ہوگا بلکہ اس کے ذمہ ادائگی لازم ہوگی اگر چہ طویل مدت گزر جائے اور اسی طرح محتاج ہونے سے بھی ساقط نہیں ہوگا، جب کہ عید الفطر کے بعد محتاج ہوا ہو؛ کیوں کہ اس کا وجوب مال سے متعلق نہیں ہوتا بلکہ ذمہ سے متعلق ہوتا ہے۔"[1]

کچھ نفلی روزے:

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولیٰ پر جن کا لقب علم الہدیٰ (نشانِ ہدایت) ہے، انھوں نے فرمایا:

من صام رمضان، ثُمَّ اتّبعه بِستَّةٍ من شوال، فكأنما صام الدَّهر كلَّه»[2]

جس نے رمضان کے روزے رکھے اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے گویا

(۱) ينظر: "الجوهرة النيرة"، ۱/۱۳۳-۱۳۵، ملتقطاً.

(۲) أخرجه مسلم (۲۸۱۵)، أبو داود (۳٤۳٥)، والترمذي (۷٦٤) وقال: "حَدِيثُ أَبِي أَيُّوبَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ"، وابن ماجه (۱۷۸۷) عن أبي أيوب الأنصاري -رضي الله تعالى عنه-.

اس نے پورے سال کے روزے رکھے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: مَن جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا (الانعام: ۱۶) یعنی جس نے ایک نیکی کی اس کے لیے دس گنا اجر ہے۔[1]

علما نے فرمایا: چاہے لگاتار چھ روزے رکھے یا متفرق طور پر، سب کی گنجائش ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا لقب کاشف الکرب (پریشانی دور کرنے والے) ہے، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں :

كان شابٌّ بالمدينة صاحب سماع، فإذا أهلَّ هلال ذي الحجة، أصبح صائمًا، فارتفع أمره إلى رسوَل الله ﷺ، فأرسل إليه فجاء، فقال له: «ما عملك على صيام هذه الأيام»؟ قال: بأبي أنت وأمي يا رسول ﷺ، هذه أيام المشاعر وأيام الحج، أجتهد فيها عسى الله أن يشركني في دعائهم[2]، فقال له: «دُم عليه، فإنَّ لك ما تمنَّيتَ على ربِّك».

مدینے کا ایک نوجوان صاحب ذکر تھا، جب ذی الحجہ کا چاند نکلتا تو وہ اس کی صبح روزہ

---

(۱) اس طرح جب کوئی ماہ رمضان کے روزے رکھے گا تو ۱۰ مہینوں کے روزوں کا ثواب ملے گا اور جب شوال کے ٦ روزے رکھے گا تو ٦۰ دنوں کے روزوں کا ثواب ملے گا جو دو مہینوں کے برابر ہوگا تو اس طرح مل کر ۱۲ مہینوں یعنی ایک سال کے برابر ثواب ہو جائے گا۔

مذکورہ فضیلت کے علاوہ علمائے کرام نے تحریر کیا ہے کہ رمضان المبارک کے روزوں میں جو کمی رہ جاتی ہے شوال کے ان چھ روزوں سے اللہ تعالیٰ اس کی بھرپائی فرما دیتا ہے، اس طرح ان ٦ روزوں کی رمضان کے فرض روزوں سے وہی نسبت ہوگی جو سنن و نوافل کی فرض نمازوں کے ساتھ ہے کہ اللہ تعالیٰ سنن و نوافل کے ذریعہ فرض نمازوں کی تکمیل فرما دیتا ہے۔

(٢) ذكره ابن عدي في "الكامل" (٣٢٤/٧)، ر: ١٦٤٣، ترجمة مُحَمد المحرم.

رکھتا تھا، اس کا معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا تو آپ نے اسے بلا بھیجا، وہ شخص حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: ان دنوں روزے کے تعلق سے تمھارا کیا عمل ہے؟ اس نے عرض کی : یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان! یہ مناسک کی ادائیگی اور حج کے دن ہیں، میں اس میں محنت کرتا ہوں اس امید پر کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان کی دعاؤں میں شریک فرما دے گا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی پابندی کرتے رہو؛ کیوں کہ تمھیں وہ ملے گا جس کی تم نے رب سے آرزو کی ہے۔

ایک روایت میں ہے:

أنها كصيامِ سَنَتَين سنة قبلها وسنة بعدها، وإن صوم يوم عرفة يعدل صوم سنتين

وہ ایک سال پہلے اور ایک سال بعد دو سال کے روزوں کی طرح ہے اور یوم عرفہ کا روزہ دو سال کے روزوں کے برابر ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا :

عليكم بصوم أيام العشر، وأكثروا فيها الدعاء والاستغفار والصدقة، فإني سمعتُ نبيَّكم ﷺ، يقول: الويلُ لمَن حرم خير أيام عشر ذي الحجة، وعليكم بصوم اليوم التاسع يوم عرفة، فإنَّ فيه من الخيرات والبركات، أكثر من أن يُحصِيها العادُّون.

دس دن کے روزے رکھو، ان میں خوب دعا، استغفار اور صدقہ کرو کیوں کہ میں نے تمھارے نبی کو فرماتے سنا ہے کہ اس کے لیے خرابی ہے جو ذی الحجہ کے دس دنوں کی خیر سے محروم رہے، اور تم نویں ذی الحجہ یوم عرفہ کا روزہ رکھو؛ کیوں کہ اس میں شمار کرنے والوں کے شمار سے زیادہ خیرات و برکات ہیں۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا لقب

کاشف الکرب (پریشانی دور کرنے والے) ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے:

قدم رسول الله ﷺ المدينةَ، فوجد اليهودَ تصوم يومَ عاشوراء، فسألهم عن ذلك، فقالوا: هذا اليوم الذي أظهر الله موسى ومن معه من نبي إسرائيل على فرعون وقومِه، فنحن نصوم لذلك تعظيمًا له، فقال النبي ﷺ: «نحن أولى بموسى منكم» وأمر بصومِه[1].

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں کو عاشورا کا روزہ رکھتے ہوئے پایا، ان سے اس کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے بتایا کہ اس دن اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ہمراہی بنو اسرائیل کو فرعون اور اس کی قوم پر غلبہ عطا فرمایا تھا، اس لیے ہم تعظیم میں اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم تمھاری بہ نسبت حضرت موسیٰ سے زیادہ قریب ہیں۔ اور اس دن کے روزے کا حکم فرمایا۔

انھی سے روایت ہے:

قال: رسول الله ﷺ: «صوم يوم عاشوراء نحتسب على الله كفارةَ سنتَين سنة قبلها وسنة بعدها»[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ سے مجھے امید ہے کہ عاشورا کے دن کا

---

(۱) أخرجه البخاري (۳۹۹۱)، ومسلم (۲۷۱۲)، وأبو داود (۲٤٤٦) عن ابن عباس -رضي الله تعالى عنهما-.

(۲) أخرجه مسلم (۲۸۰۳)، وأبو داود (۲٤۲۷)، والترمذي (۷۵۷)، وابن ماجة (۱۸۰۲) عن أبي قتادة -رضي الله تعالى عنه-.

روزہ ایک سال پہلے اور ایک سال بعد دو سال کا کفارہ ہے۔

قریش زمانۂ جاہلیت میں عاشورا کا روزہ رکھتے تھے اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی مکہ مکرمہ میں یہ روزہ رکھا کرتے تھے، پھر جب مدینہ منورہ تشریف لائے اور اللہ تعالی نے آپ کی امت پر رمضان کے روزے فرض کر دیے تو آپ نے فرمایا:

إني كنتُ أمرتُكم بصوم يوم عاشوراء، فمن شاء صامَه ومن شاء تركه»[1]، وإنِّي إن عِشتُ القابل لأصومنَّ التَّاسع والعَاشر والحادي عشر.

میں نے تمھیں عاشورا کے روزے کا حکم دیا تھا، تو اب جو چاہے رکھے اور جو چاہے چھوڑ دے۔ اور اگر میں اگلے سال باحیات رہا تو نو، دس اور گیارہ کا روزہ رکھوں گا۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا لقب رافع الرتب (مرتبے بلند کرنے والے) ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

علَّمَني رسول الله ﷺ ثلاثَ خصالٍ لا أدَعهنَّ حتَّى أموتَ: أن لا أنام إلَّا على وضوءٍ، وأن لا أدَع ركعتَين قبل الغداة، وأن أصومَ من كل شهر ثلاثة أيام"[2]، يعني: أيام البيض.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین باتوں کی تعلیم فرمائی ہے جنھیں میں مرتے دم تک نہیں چھوڑوں گا: (ایک یہ کہ) بغیر وضو کے نہ سوؤں (دوسری یہ کہ) فجر (کے فرض) سے پہلے کی دو رکعت سنت نماز نہ چھوڑو، (تیسری یہ کہ) ہر مہینے میں تین دن یعنی

---

(۱) أخرجه البخاري (۲۰٤۱)، وأبو داود (۲٤٤٤)، والترمذي (۷٥۸) عن أم المؤمنين عائشة -رضي الله تعالى عنها-، ومسلم (۲٦۹۸) عن ابن عمر -رضي الله تعالى عنهما-.

(۲) أخرجه أبو داود (۱٤۳٤)، والترمذي (۷٦٥)، والنسائي (۲٤۱۸)، وأحمد (۱۰۹٦٦)، عن أبي هريرة -رضي الله تعالى عنه-.

ایام بیض کے روزے رکھوں۔ [1]

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا:

أربعٌ لم يكن رسول الله ﷺ يدَعهنَّ: الرَّكعتَين قبل الغداةِ، وصومَ يوم عاشوراء، وصيامَ عشر ذي الحجة، وصيام ثلثة أيام من كل شهر" [2]

چار چیزیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی نہیں چھوڑتے تھے: فجر سے پہلے کی دو رکعت نماز، یومِ عاشورا کا روزہ، ذی الحجہ کے دس دن کا روزہ اور ہر مہینے میں تین دن کا روزہ۔ [3]

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے:

صُومُوا شهرَ الصَّبر -يعني: شهرَ رمضانَ-، وثلاثةَ أيَّامٍ من كل شهر يعدل صيام الدهر، ويُذهب وَحْرَ الصَّدر [4]، أي: غله وغشه

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ماہ صبر یعنی ماہ رمضان کا روزہ رکھو اور ہر مہینے میں تین دن کا روزہ رکھو جو صوم دہر کے برابر ہیں اور دل کے بغض اور کینہ کو ختم کر دیتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن شقیق عقیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں:

أتيتُ المدينةَ، فإذا أنا بأبي ذرٍّ، وسألتُه عن صيام ثلاثة أيامٍ

---

(۱) ایامِ بیض: چاند کی ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ تاریخ۔

(٢) أخرجه النسائي (٢٤٢٨)، وأحمد (٢٧١٠٢) عن أم المؤمنين حفصة -رضي الله تعالى عنها-

(٣) فتاوی رضویہ جلد ۱۰ صفحہ ٦٤٩ پر ہے: صوم وغیرہ اعمالِ صالحہ کے لیے بعد رمضان المبارک سب دنوں سے افضل عشرۂ ذی الحجہ ہے۔

حدیثِ پاک کے اِس حصے "عشرۂ ذُوالحِجّہ کے روزے" سے مراد ذُوالحِجّہ کے ابتدائی ان ۹ دنوں کے روزے ہیں، ورنہ دس ذُوالحِجّہ کو روزہ رکھنا حرام ہے۔ (ماخوذ از مرآۃ المناجیح ج ۳ ص ۱۹۵)

(٤) أخرج أحمد بمعناه (٢١٧٦١) عن أبي ذر -رضي الله تعالى عنه-.

من كل شهر، فقال: نعم، أمَرَني رسول الله ﷺ بصيامِها، وكان يَصومُها حتَّى لقِي اللّٰهَ -عز وجل-، فإنَّها تعدل صوم الدهر، والحسنةَ بعشر أمثالها.

میں مدینہ آیا تو میری ملاقات حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی، میں نے ان سے ہر مہینے میں تین دن کے روزے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ان روزوں کا حکم دیا ہے اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تاحیات یہ روزے رکھتے رہے؛ کیوں کہ صومِ دہر پورے زمانے کے روزے کے برابر ہیں، اور ایک نیکی کا ثواب دس گنا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک طویل حدیث میں روایت ہے : أمَرَني رسول الله ﷺ أن أصومَ من كل شهر ثلاثة أيام"[1].

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ہر ماہ تین دن روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک شخص نے آکر صیام الدھر کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے منع کر دیا اور فرمایا:

إن كنتَ تُريد صومَ محمَّدٍ ﷺ، فإنَّه كان يصومُ من كل شهر ثلاثةَ أيام، ويقول: هُنَّ صيامُ الدَّهرِ"[2].

اگر تمھاری مراد نبی کریم ﷺ کا روزہ ہے؛ کیوں کہ وہ ہر مہینے تین دن روزہ رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ صیام الدھر (پورے زمانے کے روزے) ہیں (تب تو ٹھیک ہے۔)

---

(۱) أخرجه البخاري (٣٤٥٦)، ومسلم (٢٧٨٧)، وأبو داود (١٣٩١) عن ابن عمرو -رضي الله تعالى عنهما-.

(۲) ذكره أبو الليث السمرقندي في "تنبيه الغافلين" ر: ٤٨٦، صـ٣٣٩ عن ابن عباس -رضي الله تعالى عنهما-.

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا لقب عزالعرب ہے، انھوں نے فرمایا:

ألا أُخبرُكم بقضاءِ الله تعالى، قضى الله على نفسه، أيُّما عبدٍ أو أَمَةٍ أَظْمَأَ نفسَه في يوم حارٍّ لله -عز وجل- إلَّا أَرْوَاه يومَ القيامةِ[1]، جعله تحت ظل العرش يومٌ لا ظل إلّا ظلّه

کیا تمھیں اللہ کے فیصلے کی خبر نہ دے دوں؟ اللہ نے اپنے لیے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ جو بندہ یا بندی کسی گرمی کے دن خود کو پیاسا رکھے گا اللہ تعالیٰ اسے بروز قیامت سیراب فرمائے گا اور اسے اس دن عرش کے سائے تلے رکھے گا جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔

اور فرمایا: ستُّ خصالٍ من الخير، منها: الصومُ في الصَّيفِ[2].

چھ اوصاف خیر میں سے ہیں، ان میں سے گرمی میں روزہ رکھنا بھی ہے۔

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولی پر جن کا لقب صاحب الفرح ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے رجب کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا:

لم يكن رسولُ الله ﷺ يخصُّ شيئًا بالصَّوم، وإنَّما كان يصومُ من كلِّ شهرٍ ثلاثةَ أيام، ورُبَّما صام الاثنَين والخميس، وكان يصوم شعبانَ حتَّى نقول: لا يُفطِر أبدًا، ويُفطِر حتى

---

(۱) أخرجه ابن أبي شيبة في "المصنف" (۸۹۰۱)، عن أبي موسى -رضي الله تعالى عنه-.

(۲) أخرجه البيهقي في "شعب الإيمان" (۲۵۰۰)، عن أبي مالك الأشعري -رضي الله تعالى عنه-.

نقول: لا يصوم أبدًا. وكان أكثر صومًا من شعبانَ في غيرِه، ولك في رسول الله أسوة حسنة.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے کے لیے کسی دن کو خاص نہیں فرمایا تھا، وہ ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھتے تھے اور کبھی کبھی پیر اور جمعرات کے روزے رکھتے تھے اور وہ شعبان کے روزے بھی رکھتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ اب حضور کبھی روزہ نہیں چھوڑیں گے اور روزہ چھوڑتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ اب کبھی روزہ نہیں رکھیں گے ،اور شعبان میں دوسرے مہینوں سے زیادہ روزہ رکھتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تمھارے لیے بہترین نمونہ ہے۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا : وما ورد في صوم رجب وفضائله لا يثبت منه شيءٌ، وإنَّما فيه الاستغفارُ والدُّعاءُ، والله أعلم.

رجب کے روزوں اور ان کے فضائل کے بارے میں جو احادیث آئی ہیں ان میں سے کوئی بھی ثابت نہیں۔ اس میں صرف استغفار اور دعا ہے۔ واللہ اعلم

ایک روایت میں ہے:

جاء رجلٌ إلى ابن عباس، فسأله عن صوم رجب، فسكت عنه، ثم أعاد، فسكت عنه، ثم دعا، فقال: إنَّ رجب كان أهلُ الجاهلية يُعظِّمُونه، وعظم الله في الإسلام، وجعله محرَّما كسائر الشَّهر الحرم. وكان يأمرنا فيه بالاستغفار. وإنما كان يصوم من كل شهر ثلاثةَ أيَّام، وكان يتحرى صيامَ يوم الاثنَين والخميس، ويقول تعرض الأعمالُ على اللهِ يومَ الاثنَين والخميس، وأحِبُّ أن يُعرَض عملي وأنا صائمٌ، فما كان يخصُّ رجبَ بشيءٍ سوى ذلك. وأمَّا شعبان فكان يصوم حتى نقول: "لا يفطر، ويفطر حتى نقول: لا يصوم، وما رأيتُه رسول الله ﷺ

استكمل صومَ شهر قطُّ إلَّا رمضانَ، وما رأيتُه في شهر أكثر منه صيامًا في شعبان". [1]

ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوکر رجب کے روزے کے بارے میں پوچھا، تو وہ خاموش رہے، پھر سوال کیا تو خاموش رہے پھر اسے بلاکر فرمایا: زمانۂ جاہلیت والے رجب کی تعظیم کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اسلام میں باعظمت بنایا اور باقی حرمت والے مہینوں کی طرح اسے بھی حرمت والا بنایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اس مہینے میں استغفار کا حکم دیتے تھے، اور حضور ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھتے تھے اور پیر اور جمعرات کے روزے کا قصد کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ پیر اور جمعرات کے دن اعمال اللہ کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ میرا عمل روزے کی حالت میں پیش کیا جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سوا رجب میں کچھ خاص نہ فرماتے تھے۔ اور شعبان میں روزہ رکھتے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ اب روزہ نہ چھوڑیں گے اور روزہ چھوڑتے یہاں تک ہم کہتے کہ اب روزہ نہ رکھیں گے۔ اور میں نے کبھی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان کے سوا کسی مہینے کے پورے روزے رکھتے ہوئے نہ دیکھا اور شعبان سے زیادہ کسی اور مہینے میں روزہ رکھتے ہوئے نہ دیکھا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: كان رسول الله ﷺ يصوم شعبان إلَّا [قليلًا] [2].

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دن چھوڑ کر پورے شعبان کے روزے رکھتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

---

(۱) أخرجه البخاري (۲۰۰۶)، ومسلم (۲۷۷۷)، وأبو داود (۲٤۳٦) عن أم المؤمنين عائشة -رضي الله تعالى عنها-.

(۲) ينظر: "صحيح مسلم" (۲۷۷۸)، و"سنن النسائي" (۲۱۹۱)، و"سنن ابن ماجه" (۱۷۸۱)، و"مسند الإمام أحمد" (۲٥۹٥٥).

ما كان رسول الله ﷺ يصومُ في شهرٍ قطُّ أكثر صيامًا منه في شعبانَ، وكان أجلَّ الشُّهور إليه.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مہینے میں شعبان سے زیادہ روزہ نہیں رکھتے تھے اور وہ حضور کے نزدیک بڑا باعظمت مہینہ تھا۔

حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

شعبان ترفع فيه الأعمالُ إلى رب العالمين، فأحب أن يُرفَعَ عملِي وأنا صائمٌ[1]. وفيه ليلةٌ يفرق فيها كلُّ أمر حكيم.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شعبان میں پروردگار عالَم کی بارگاہ میں اعمال پیش کیے جاتے ہیں اس لیے میں چاہتا ہوں کہ میرا عمل روزے کی حالت میں پیش کیا جائے اور اس مہینے میں ایک ایسی رات ہے جس میں ہر فیصلہ شدہ حکم تقسیم کیا جاتا ہے۔

اور صوم دہر کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت آئی ہے کہ آپ نے فرمایا:

لا صام من صام الأبد، لا صام من صام الأبد، لا صام من صام الأبد»[2].

جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس نے روزہ نہ رکھا، جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس نے روزہ نہ رکھا، جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس نے روزہ نہ رکھا۔[3]

---

(۱) أخرجه النسائي (۲۳٦۹)، وأحمد (۲۲۱٦۷) عن أسامة بن زيد -رضي الله تعالى عنه-

(۲) أخرجه البخاري (۲۰۱٤)، ومسلم (۲۷۹۱)، والنسائي (۲٤۱۱)، وابنُ ماجه (۱۷۷٦)، وأحمد (٦۸۸۲)، عن عبدالله بن عمرو -رضي الله تعالى عنهما-.

(۳) شارحِ بخاری حضرتِ علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ اس حدیث پاک کے تحت لکھتے ہیں: اگر اس خبر کو "نہی" کے معنی میں مانیں تو یہ ارشاد ان لوگوں کے لیے ہے جنہیں مسلسل روزہ رکھنے کی وجہ سے اس کا ظنِّ غالب ہو کہ اتنے کمزور ہو جائیں گے کہ جو حقوق ان پر واجب ہیں اُن کو ادا نہیں کر پائیں گے خواہ وہ حقوق دینی ہوں یا دنیوی، مثلاً نماز، جہاد، بچّوں کی پرورش کے لیے کمائی، اور اگر مسلسل روزہ رکھنے کی وجہ سے ان کا ظنِّ غالب ہو کہ حقوقِ واجبہ تو کما حقہ ادا کرلیں گے مگر حقوق غیر واجبہ ادا کرنے کی قوت نہیں رہے گی، ان کے لیے روزہ مکروہ یا خلافِ اَولیٰ ہے اور جنہیں اس کا ظنِّ غالب ہو کہ صومِ دَہر رکھنے کے

اور صوم داؤد علیہ السلام کہ وہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن چھوڑتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کی رخصت مرحمت فرمائی تھی، تو جو زیادہ روزہ رکھنا چاہتا ہو وہ حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھے۔ اور اس کے باوجود اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد حدیث کا اتباع کرے تو زیادہ اچھا اور بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (الحشر:۷)

یعنی رسول تمھیں جو عطا کریں لے لو اور جس سے روکیں اس سے باز رہو۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر طرح کی خیر اتباعِ رسول ہی میں ہے۔

اے اللہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی پیروی کرنے والوں میں سے بنا اور ہمیں حضور کی سنت اور مذہب پر موت دے، ہم اللہ سے حضور کے طریقے پر گام زن رہنے کی توفیق مانگتے ہیں۔ آمین یارب العالمین

ہم نے جو دو سو احادیث کے ذریعے رمضان المبارک کے فضائل کی اشاعت کا قصد کیا تھا وہ مقصد یہاں پورا ہوا اور میں نے ہر حدیث کے شروع میں حضور کے اسما میں سے ایک اسم کا ذکر کیا ہے اور وہ دو سو ایک ہیں۔

اے اللہ اس کام کو خالص اپنی خوشنودی کا ذریعہ بنادے، تو میرے لیے کافی اور بہترین کارساز ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم و صلی اللّٰہ

پچھلا حاشیہ

باوجود تمام حقوق واجبہ، مسنونہ، مُستحبہ کماحقہ (یعنی مکمّل طور پر) ادا کرلیں گے ان کے لیے کراہت بھی نہیں۔ بعض صحابہ کرام جیسے ابوطلحہ انصاری اور حمزہ بن عمرو اسلمی رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُما صومِ دَہر رکھتے تھے اور حضور اقدس صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے انہیں منع نہیں فرمایا، اسی طرح بہت سے تابعین اور اولیاءے کرام سے بھی صومِ دہر رکھنا منقول ہے۔ [اشعۃ اللمعات جلد ثانی ص ۱۰۰] (نزھۃ القاری ج ۳ ص ۳۸۶ مُلَخّصاً)

علی سیدنا و مولانا محمد و آله و صحبه و سلم تسلیما، والحمد للّٰہ رب العالمین.

یہ رسالہ ۲۵/صفر ۱۱۷۷ھ میں محلہ محمدیہ، پٹن میں اپنے مرتب عمر خان بن محمد عارف عبدالغفور جمال مدنی مسکنا، نہروالی موطنا کے ہاتھ سے تکمیل آشنا ہوا۔

اے اللہ تمام معاملات میں ہمارا انجام اچھا کردے اور ہمیں دنیا کی ذلت اور آخرت کے عذاب سے محفوظ فرما۔ وآخر دعوانا اَن الحمد للہ رب العالمین.

مصادر ومراجع

(١) (صحيح البخاري: محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي)ت: ٢٥٦،)ناشر: جمعية
المكنز الإسالمي، القاهرة، ط:٢، ٢٠١٨هـ.
(٢) (صحيح مسلم: مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري)ت: ٢٦١هـ(، ناشر: جمعية
المكنز الإسالمي، القاهرة، ط:٢، ٢٠١٨هـ.
(٣) (سنن ابن ماجه: ابن ماجة أبو عبد اهلل محمد بن يزيد القزويني (ت:٢٧٣هـ)، ناشر:
جمعية المكنز الإسالمي، القاهرة، ط:٢، ٢٠١٨هـ.
٥س ((٤(تاني)ت:٢٧٥هـ(، ناشر: جمعية
ِسنن أبي داود ٍ:أبو داود سليمان بن األشعث السج
المكنز الإسالمي، القاهرة، ط:٢، ٢٠١٨هـ.
(٥) (سنن الترمذي: أبو عيسى محمد بن عيسى الترمذي (ت:٢٧٩هـ)، ناشر: جمعية
المكنز الإسالمي، القاهرة، ط:٢، ٢٠١٨هـ.
(٦) (سنن النسائي: أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب الخراساني النسائي (ت:٣٠٣هـ)،
ناشر: جمعية المكنز الإسالمي، القاهرة، ط:٢، ٢٠١٨هـ.
(٧) (الموطأ: مالك بن أنس بن مالك المدني)ت: ١٧٩هـ(، ناشر: جمعية المكنز
الإسالمي، القاهرة، ط:٢، ٢٠١٨هـ.
(٨) (مسند الإمام أحمد بن حنبل: أبو عبد اهلل أحمد بن محمد بن حنبل

الشيباني)ت:
٢٤١هـ(، ناشر:جمعيةالمكنزالإسالمي،القاهرة،الطبعةاألولى.
(٩) (سنن الدارقطني: أبو الحسن علي بن عمر بن أحمد البغدادي الدارقطني)ت:
٣٨٥هـ(، ناشر: جمعية المكنز الإسالمي، القاهرة، الطبعة األولى: ٢٠١٨هـ
(١)٠(سنن الدارمي: أبو محمد عبداهلل بن عبدالرحمن الدارمي) ت: ٢٥٥هـ(، ناشر:
جمعيةالمكنزالإسالمي،القاهرة،الطبعةألولى:٢٠١٨هـ
(١١) (مسندالحميدي: أبو بكر عبداهلل بن الزبير الحميدي المكي (ت:٢١٩هـ)، ناشر:
جمعيةالمكنزالإسالمي،القاهرة،الطبعةاألولى:٢٠١٨هـ
(١٢) (المعجم األوسط: سليمان بن أحمد، أبو القاسم الطبراني)ت: ٣٦٠هـ(، تحقيق:طارق بن عوض اهلل الحسيني، ناشر: دار الحرمين، القاهرة.
(١٣) (ت:٥٠٩هـ)،
الفردوس بمأثورالخطاب:شيرويه بن شهردار أبو شجاع الديلمي
تحقيق: السعيد بن بسيوني زغلول، ناشر: دار الكتب العلمية، ط:١، ١٤٠٦هـ/١٩٨٦م.
(١٤) (شعب الإيمان: أحمد بن الحسين، أبو بكر البيهقي (ت:٤٥٨هـ)، تحقيق وتخريج:
د. عبد العلي عبد الحميد، ناشر: مكتبة الرشد بالرياض، ط:١، ١٤٢٣ هـ/٢٠٠٣م.
(١٥) (فضائل األوقات: أحمد بن الحسين، أبو بكر البيهقي)ت: ٤٥٨هـ، تحقيق: عدنان
عبد الرحمن القيسي، ناشر: مكتبة المنارة، مكة المكرمة، ط:١، ١٤١٠هـ.
(١٦)(صحيح ابن خزيمة: أبو بكر محمد بن إسحاق بن خزيمة

النيسابوري (ت:٣١١هـ)،
تحقيق: د. محمد مصطفى األعظمي، ناشر: المكتب اإلسالمي، بيروت.
(١٧) (ترتيب األمالي الخميسية: ليحيى بن الحسين الشجري الجرجاني (ت:٤٩٩هـ)،
ترتيب: القاضي محيي الدين محمد بن أحمد القرشي (ت: ٦١٠هـ)، تحقيق: محمدحسن
محمدحسن، ناشر: دارالكتب العلمية، ط:١، ١٤٢٢هـ/٢٠٠١م.
(١٨) (ار، ناشر: أضواء
اإليماء إلى زوائدا ألمالي واألجزاء: نبيل سعدالدين سليم جر
السلف، ط:١، ١٤٢٨هـ/٢٠٠٧م.
(١٩) (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: أبو الحسن نور الدين علي الهيثمي (ت:٨٠٧هـ)،
تحقيق: حسام الدين القدسي، ناشر: مكتبة القدسي، القاهرة، سنة النشر: ١٤١٤هـ/١٩٩٤م.
(٢٠) (أخبار مكة في قديم الدهر وحديثه: أبو عبد اهلل محمد بن إسحاق المكي الفاكهي) ت:
٢٧٢هـ(، تحقيق: د. عبد الملك عبد اهلل دهيش، ناشر: دار خضر، بيروت، ط:٢، ١٤١٤هـ.
(٢١) (مسند ابن الجعد: علي بن الجعد بن عبيد البغدادي (ت: ٢٣٠هـ)، تحقيق: عامر
أحمد حيدر، ناشر: مؤسسة نادر، بيروت، ط:١، ١٤١٠هـ/١٩٩٠م.
(٢٢) (إتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة: أبو العباس شهاب الدين أحمد
البوصيري الكناني (ت: ٨٤٠هـ)، تحقيق: بإشراف أبو تميم ياسر بن إبراهيم، ناشر: دار
الوطن للنشر، الرياض، ط:١، ١٤٢٠هـ/١٩٩٩م.
(٢٣) (الكامل في ضعفاء الرجال: أبو أحمد بن عدي الجرجاني) ت:

٣٦٥هـ(، تحقيق:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، ناشر: الكتب العلمية، بيروت، ط:١،
١٤١٨هـ/١٩٩٧م.
(٢٤) (المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية: ابن حجر العسقلاني (ت:٨٥٢هـ)،
تحقيق:)١٧)رسالة علمية قدمت لجامعة محمد بن سعود، ناشر: دار العاصمة، دار الغيث،
السعودية، ط:١، ١٤١٩هـ.
(٢٥) (تفسير القرآن العظيم: إسماعيل بن عمر بن كثير الدمشقي) ت:٧٧٤هـ(، تحقيق:
سامي بن محمد سالمة، ناشر: دار طيبة، ط:٢، ١٤٢٠هـ/١٩٩٩م.
(٢٦) (فتح القدير: محمد بن علي الشوكاني) ت: ١٢٥٠هـ(، ناشر: دار ابن كثير، دمشق،
ط:١، ١٤١٤هـ.
(٢٧) (مسند إسحاق بن راهويه: أبو يعقوب إسحاق بن إبراهيم المروزي) ت:٢٣٨هـ(،
تحقيق: د. عبد الغفور بن عبد الحق البلوشي، ناشر: مكتبة الإيمان، المدينة المنورة، ط:١،
١٤١٢هـ/١٩٩١م.
(٢٨) (ي الحنفي) ت:٨٠٠هـ(، يد
الجوهرة النيرة: أبو بكر بن علي بن محمد الحدادي الزب
ناشر: المطبعة الخيرية، ط:١، ١٣٢٢هـ.
(٢٩) (المبسوط: محمد بن أحمد شمس األئمة السرخسي)ت: ٤٨٣هـ(، ناشر: دار
المعرفة، بيروت، سنة النشر: ١٤١٤هـ/١٩٩٣م.
(٣٠) (مراقي الفالح شرح متن نور اإليضاح: حسن بن عمار الشرنباللي الحنفي) ت:
١٠٦٩هـ(، اعتناء ومراجعة: نعيم زرزور، ناشر: المكتبة العصرية،

ط:١٤٢٥،١هـ/٢٠٠٥م.
(٣١) (الهداية شرح بداية المبتدئ: برهان الدين علي بن أبي بكر المرغيناني)ت:٥٩٣ه،)
اعتناء وتعليق: عبد السالم شنار، دار الدقاق، ودار الفيحاء، بيروت، ط:١، ١٤٤٠هـ/٢٠١٩م.
(٣٢) (الينابيع في معرفة األصول والتفاريع: محمد بن رمضان الرومي الحنفي، تحقيق: عبد
العزيز بن أحمد العليوي، سنة النشر: ١٤٢٨هـ.
(٣٣) (كنز العمال في سنن األقوال واألفعال: عالء الدين علي بن حسام الدين، الشهير
بالمتقي الهندي)ت: ٩٧٥هـ(، تحقيق: بكري حياني، صفوة السقا، ناشر: مؤسسة الرسالة، ط:٥، ١٤٠١هـ/١٩٨١م.
(٣٤) (األحاديث المختارة: ضياء الدين محمد بن عبد الواحد المقدسي)ت:٦٤٣هـ(، دراسة
وتحقيق: أ.د/ عبد الملك بن عبد اهلل، ناشر: دار خضر، بيروت، ط:٣ ، ١٤٢٠هـ/٢٠٠٠م.
(٣٥) (مسند البزار: أحمد بن عمرو المعروف بالبزار)ت:٢٩٢هـ(، تحقيق: محفوظ
الرحمن زين اهلل، وعادل بن سعد، ناشر: مكتبة العلوم والحكم، المدينة المنورة، ط:١،
(بدأت ١٩٨٨م، وانتهت ٢٠٠٩م)
(٣٦) (حلية األولياء وطبقات األصفياء: أبو نعيم أحمد بن عبد اهلل بن أحمد األصبهاني)ت:
٤٣٠هـ)، ناشر: السعادة، بجوار محافظة مصر، سنة الطبع: ١٣٩٤هـ/١٩٧٤م.
(٣٧) (صحيح ابن حبان بترتيب ابن بلبان: محمد بن حبان التميمي) ت:٣٥٤هـ(، ترتيب:
علي بن بلبان الفارسي)ت: ٧٣٩هـ(، تحيقيق: شعيب األرنؤوط، ناشر: مؤسسة الرسالة، ط:

٢، ١٤١٤هـ/١٩٩٣م.
(٣٨) (مسند أبي يعلى؛ أبو يعلى أحمد بن علي بن المثنى الموصلي) ت:٣٠٧هـ(، تحقيق:
حسين سليم أسد، ناشر: دار المأمون للتراث، دمشق، ط:١، ١٤٠٤هـ/١٩٨٤م.
(٣٩) (المعجم الكبير: سليمان بن أحمد بن أيوب، أبو القاسم الطبراني) ت:٣٦٠هـ(،
تحقيق: حمدي بن عبد المجيد السلفي، دار النشر: مكتبة ابن تيمية، القاهرة، ط:٢.
(٤٠) (السنن الكبرى: أحمد بن الحسين بن علي، أبو بكر البيهقي) ت:٤٥٨هـ(، تحقيق:
محمد عبد القادر عطا، ناشر: دار الكتب العلمية، بيروت، ط:٣، ١٤٢٤هـ/٢٠٠٣م.
(٤١) (مصنف ابن أبي شيبة: أبو بكر بن أبي شيبة، عبداهلل بن محمد بن إبراهيم العبسي) ت:
٢٣٥هـ(، تحقيق: كمال يوسف الحوت، ناشر: مكتبة الرشد، ط:١٤٠٩،١هـ.
(٤٢) (شرح معاني اآلثار: أبو جعفر أحمد بن محمد المصري المعروف بالطحاوي) ت:
٣٢١هـ(، حققه وقدم له: محمد زهري النجار، محمد سيد جاد الحق، ناشر: عالم الكتب،
ط:١، ١٤١٤هـ/١٩٩٤م.
(٤٣) (المستدرك على الصحيحين: أبو عبد اهلل الحاكم محمد بن عبد اهلل النيسابوري
(ت: ٤٠٥هـ)، تحقيق: مصطفى عبد القادر عطا، ناشر: دار الكتب العلمية، بيروت، ط:١٤١١١هـ/١٩٩٠م.
(٤٤) (مسند أبي داود الطيالسي: أبو داود سليمان بن داود بن الجارود الطيالسي) ت:
٢٠٤هـ(، تحقيق: الدكتور محمد بن عبد المحسن التركي، ناشر: دار

هجر، مصر، ط:١،
١٤١٩هـ/١٩٩٩م.
(٤٥) (مصنف عبد الرزاق: أبو بكر عبد الرزاق بن همام اليماني الصنعاني) ت:٢١١هـ)،
تحقيق: حبيب الرحمن األعظمي، ناشر: المجلس العلمي، الهند، ط:٢، ١٤٠٣هـ.
(٤٦) (الدر المنثور: عبد الرحمن بن أبي بكر، جالل الدين السيوطي (ت:٩١١هـ)، ناشر:
دار الفكر، بيروت.
(٤٧) (شرح الزرقاني على موطأ اإلمام مالك: محمد بن عبد الباقي الزرقاني المصري
األزهري، تحقيق: طه عبد الرءوف سعد، ناشر: مكتبة الثقافة الدينية، القاهرة، ط:١،
١٤٢٤هـ/٢٠٠٣م.
(٤٨) (السنن الكبرى: أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب النسائي (ت: ٣٠٣هـ)، تحقيق
وتخريج: حسن عبد المنعم شلبي، اإلشراف: شعيب األرناؤوط، ناشر: مؤسسة الرسالة،
بيروت، ط:١، ١٤٢١هـ/٢٠٠١م.
(٤٩) (رد المحتار على الدر المختار: ابن عابدين، محمد أمين بن عمر الدمشقي الحنفي
(ت:١٢٥٢هـ)، ناشر: دار الفكر، بيروت، ط:٢، ١٤١٢هـ/١٩٩٢م.
(٥٠) (منية المصلي وغنية المبتدئ: أبو عبد اهلل محمد بن محمد الكاشغري الحنفي) ت:
٧٠٥ ،(تحقيق: أمينة عمر الخراط، ناشر: دار القلم، دمشق، ط:١ ،١٤٢٨هـ/٢٠٠٧م.
(٥١) (تنبيه الغافلين: أبو الليث نصر بن محمد السمرقندي، تحقيق وتخريج: حسين عبد

الحميدنيل، ناشر: دار الأرقم، بيروت، سنة الطبع: ٢٠١٦م.
(٥٢) (مسند الحارث: أبو محمد الحارث بن محمد التميمي (ت: ٢٨٢هـ)، المنتقي: نور
الدين علي بن أبي بكر الهيثمي) ت: ٨٠٧هـ (، تحقيق: د. حسين أحمد صالح الباكري،
ناشر: مركز خدمة السنة والسيرة النبوية، المدينة المنورة، ط: ١، ١٤١٣هـ/١٩٩٢م.
(٥٣) (الفتاوى الظهيرية (مخطوطة): أبو بكر ظهير الدين محمد بن أحمد المرغيناني.

جماعت رضائے مصطفیٰ

جماعت رضائے مصطفیٰ یو کے کا قیام ۲۰۰۵ میں عمل میں آیا، ابتدا میں تنظیم کا سارا کام ناچیز کے ذمے تھا۔ بعد میں اسے مزید متحرک اور فعال بنانے کے لیے دین کا درد رکھنے والے چند مخلص علمائے کرام کو بھی شامل کرلیا گیا، جیسے حضرت علامہ محمد حنیف رضوی مدفون مکہ شریف (B0408-BOLTON UK)، حضرت علامہ اقبال احمد مصباحی یو کے حضرت مولانا مقصود یو کے، حضرت مولانا ابراہیم یو کے، حضرت مولانا محمد محسن یو کے، حضرت مولانا شفیع، الحاج قاضی مشتاق یو کے، الحاج شفیق الرضوی یو کے، الحاج موسیٰ ناتھا یو کے، مولانا سلطان ہالینڈ أدام اللہ ظلالھم، اور مفکر اسلام حضرت علامہ قمر الزمان مصباحی حفظہ اللہ کے مشورے سے اس کا نام جماعت رضائے مصطفیٰ تجویز ہوا، پھر یہ کام پوری آب و تاب کے ساتھ آگے بڑھتا رہا، کئی پرانی مطبوعات اور بالخصوص مخطوطات کو فقیر نے تلاش کرکے ان پر محققین سے کام کروایا، اس عمل میں استاذ گرامی صدرالعلماء حضرت علامہ محمد احمد مصباحی حفظہ اللہ نے اور علامہ مفتی محمد حنیف رضوی دام ظلہ نے ہمارا کافی تعاون کیا۔ اب ہم نیچے صرف ان کتب کا تذکرہ کرتے ہیں جو مخطوطات سے تحقیق ہوکر نئے رنگ و آہنگ کے ساتھ منظر عام پر آئیں یا عرب سے پہلی بار شائع کروائی گئیں، تاکہ قارئین ہمیں، معاونین اور محققین کو اپنی مخصوص دعاؤں میں یاد رکھیں۔

(۱) شرح حقیقت محمدیہ عربی علامہ دائم قدس سرہ، مطبوعہ مصر دار کیلانی، محقق: علامہ جلال رضا ازہری

(۲) شرح حقیقت محمدیہ فارسی، علامہ عبدالعزیز قدس سرہ، محقق: علامہ نصر اللہ الرضوی قدس سرہ، مطبوعہ المجمع الاسلامی

(۳) حاشیہ بیضاوی علامہ وجیہ الدین علوی قدس سرہ، محقق: علامہ محمد حنیف خاں بریلوی، امام احمد رضا اکیڈمی

(۴) ملفوظات شریفہ علامہ شاہ وجیہ الدین علوی قدس سرہ، محقق: مولانا عبدالسلام رضوی، امام احمد رضا اکیڈمی

(۵) شرح رسالہ قوشجی فی الہیئت، علامہ وجیہ الدین علوی قدس سرہ، محقق: حبیب الرحمن نعمانی الازہری، امام احمد رضا اکیڈمی

(۶)شرح بسیط ناقص علامہ شاہ وجیہ الدین علوی قدس سرہ، محقق: علامہ محمد حنیف بریلی، مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی

(۷)رسائل سید علامہ صبغۃ اللہ فارسی، محقق: علامہ شبیر گجراتی قدس سرہ، امام احمد رضا اکیڈمی

(۸)رسائل وجیہ الدین گجراتی عربي اردو، محقق: علامہ محمود مشاہدی اشرفیہ، مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی

(۹)زاد الاحباب فی مناقب الاصحاب علامہ ملک احمد احمد آبادی قدس سرہ، محققان: علامہ محمود مشاہدی، علامہ ناصر جامعہ اشرفیہ، مطبوعہ المجمع الاسلامی

(۱۰)شرح نزہۃ النظر علامہ وجیہ الدین علوی قدس سرہ، محقق: علامہ نفیس احمد مصباحی جامعہ اشرفیہ

(۱۱)الفیض النبوی علی فہارس البخاري علامہ عمر بن عارف الکجراتی مدنی، محقق علامہ نفیس احمد المصباحی حفظہ اللہ

(۱۲)تلخیص شرح فتوح الغیب عربي، شارح علامہ عبد العزیز گجراتی، ملخص: علامہ عطاء اللہ قدست اسرارہما، محقق: علامہ محمود مشاہدی، علامہ ریاض احمد مصباحی، مطبوعہ جماعت رضائے مصطفی

(۱۳)شرح شمائل ترمذی علامہ فاضل السورتی قدس سرہ، محقق: علامہ محمود مشاہدی، مطبوعہ مجمع اسلامی

(۱۴)حاشیہ شرح وقایہ علامہ شاہ وجیہ الدین علوی قدس سرہ، محقق: مفتی مزمل گجراتی، زیر طبع

(۱۵)فیض الطاری شرح بخاری، علامہ جعفر بدر عالم قدس سرہ، محقق: علامہ شبیر گجراتی، مفتی سلیم بریلوی، زیر طبع

(۱۶)الشمائل المحمدیہ، تحقیق احمد بن عدنان، ابوار شیدت

(۱۷)حاشیہ تلویح علامہ وجیہ الدین علوی قدس سرہ، تحقیق: شام کے دوعلما، زیر طبع

(۱۸)خلاصۃ الوجیہ ملک احمد قدس سرہ، تحقیق: محمد نظام الدین المصباحی یوکے، زیر طبع

(۱۹)حاشیہ شرح جامی علامہ وجیہ الدین علوی مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی، تحقیق نور محمد پاکستان

(۲۰)زاد الاحباب عربي، اردو مترجم مولانا جابر مصباحی، مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی

(۲۱)تلخیص شرح فتوح الغیب عربي، اردو علامہ ناظم علی مصباحی

(۲۲)رسائل محدث سورتی، جدید انداز میں، یہ قلمی نہیں تھے، نایاب تھے، محقق: علامہ خرم پاکستان

(۲۳)صحائف السادات فارسی، تحقیق: علامہ سعیدی، ترجمہ: علامہ ناظم علی مصباحی حفظہ

(۲۴)اوراد وجیہی علامہ شاہ وجیہ الدین علوی قدس سرہ، محقق: مولانا اعظم مصباحی

(۲۵)قطف الازہار، مؤلف محمد نظام الدین یوکے، مترجم مولانا محمد اعظم مصباحی

(۲۶)قرب نوافل و فرائض، حضرت علامہ غوث گوالیاری فارسی، تحقیق: علامہ سعیدی
(۲۷)حاشیہ عضدی، علامہ شاہ وجیہ الدین علوی قدس سرہ، تحقیق: شام کے ایک عالم سے
(۲۸)افضل کون ؟: مصنف علامہ مفتی مطیع الرحمن رضوی حفظہ، ایک تحقیقی کاوش ہماری گزارش پر
(۲۹)منہل الصائمین، علامہ عمر بن عارف گجراتی مدنی قدس سرہ، تحقیق، شیراز ملک وغیرہ
(۳۰)غنیۃ المسافرین علامہ عبد الرسول گجراتی، تحقیق: علامہ فیضان المصطفی
(۳۱)قرب نوافل و فرائض اردو ترجمہ
(۳۲)تعلیقات ازہری، تحقیق: مولانا امام الدین ازہری
(۳۳)حدوث الفتن علامہ محمد احمد مصباحی، مصر سے پہلی بار
(۳۴)حقیقۃ البریلویہ، علامہ اختر رضا ازہری قدس سرہ، مصر سے پہلی بار عرب دنیا سے طبع کروائی
(۳۵)المعتقد مع حاشیہ علامہ امام اہل سنت قدس سرہ، مصر سے پہلی بار
(۳۶)نجوم الاہتداء عربی: علامہ اختر رضا ازہری قدس سرہ، مصر سے
(۳۷)صبح و شفق کی تحقیق، علامہ قاضی شہید عالم رضوی، مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی
(۳۸)مضامین خواجہ علم و فن، جامع: ڈاکٹر غلام جابر شمس، مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی
(۳۹)امام احمد رضا عربی زبان و ادب، فرزندان گرامی: علامہ نفیس احمد مصباحی
(۴۰)حیات رضا سوال و جواب کی روشنی میں، تالیف: علامہ محمد حنیف رضوی، بمشورہ و تعاون: رکن جماعت مولانا شفیع صاحب بلیک برن
۴۱-جادۂ سلوک (ترجمہ منہاج السالکین و معراج الطالبین) مفتی محمد رئیس اختر مصباحی بارہ بنکوی
۴۲-اصول تعلیم (ترجمہ تعلیم المتعلم طریق التعلم) مفتی محمد رئیس اختر مصباحی
۴۳-انوارِ رمضان (ترجمہ منہل الصائمین و معراج المخلصین) مفتی محمد رئیس اختر مصباحی